فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم

دفع الوقوع عن القول الصحیح الموثوق بنکاح فی الفاروق

اوس رسالہ کے جواب مین لکھا گیا ہی جو یکے از عمون میر برکات حسن صاحب

سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ نے دربارہ عقد حضرت ام کلثوم لکھکر چھپوایا

درشت کلامی و درونگوئی اتنی کوٹ کوٹکر بھری تھی کہ جواب لکھتے وقت

قلم روکنا صرف میرا ہی کام تھا مین نے اونکی سخت کلامیونکے جواب مین صحیح صحیح

کو درج کیا ہی خود کسی بدزبانی کا مرتکب نہین ہوا - مین یہان دو بزرگون کا نہایت

شکرگذار ہون ایک فخر الحکما محسن الشیعہ جناب مولانا الحکیم سید علی اظہر صاحب

دامت برکاتہ - کا کہ اس رسالہ کی تصحیح و اصلاح مین کمال درجہ کی ہمدردی فرمائی ہی

دوسرے منبع محاسن و مفاخر جناب سید محمد باقر صاحب سب جج زادہ مدارجہ کا

جنکی بلند ہمتی و دریا دلی نے یہ رسالہ چھپوایا - خدا کرے مومنین جلد اسکو خرید فرمائین

کہ اسی سرمایہ سے بقیہ مجلدات ہفتگانہ ذو الفقار حیدری طبع ہو و السلام علیکم اجمعین

مولف ناچیز

سید غلام حسن عفا عنہ بلگرامی حال مقیم آرہ

در مطبع احمدی مغلپورہ پٹنہ طبع شد

۱۳۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً - مین بہت خوش ہو کہ میرے خالص دوست
جناب میر غلام حسن صاحب بلگرامی نے یہ رسالہ موسوم بدفع الوثوق عن القول الموثوق
فی نکاح الفاروق بجواب اپنے ماموں میر برکات حسن صاحب کے نہایت خوبی سے تحریر کیا - خدا
انکے توفیقات کو زیادہ کرے - اور ناصران اہلبیت اطہار مین داخل کرے - اس رسالہ مفیدہ کا
ماخذ میرا رسالہ لئن ملتوم ہے - جو مطبوع ہو چکا - اور جلد ہفتم ذوالفقار حیدری کے مسودات مین
جو خاص اسی بحث مین نہایت تفصیل سے لکھا گیا - ہنوز اوسکے چھپنے کا سامان نہین
الا انشاء اللہ - مین نے نہایت مایوسی کے عالم مین اوسکے قیمتی مضامین کے اس رسالہ مین درج
ہونیکی اجازت دی تاکہ مومنین مستفید ہون مگر مولف کی نظر اختصار نے مجبور کیا کہ بڑا حصہ اون مطالب کا اسمین
نہ آسکا اگر عیب ہے تو اسیقدر کہ یہ رسالہ نہایت ہی مختصر ہے - اب مین پورے خوشی
اور اطمینان سے اجازت دیتا ہون کہ مومنین اس رسالہ کے منقولات پر ویسا ہی اعتماد کرین
جیسا میری تالیفات پر کرتے ہین کیونکہ مین نے حرف بحرف اسکو سنا اور دیکھا ہے اور
اصل کتابون سے مقابلہ کیا ہے والسلام علی من اتبع الھدی -

حررہ العبد القاصر الاحقر

علی اظہر بن مولانا السید حسن غفر لہما اللہ الاکبر

۱۶ شوال سنہ ۱۳۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

معروضہ بندہ سید غلام حسنین بن سید رضا صاحب مرحوم بلگرامی اروی بخدمت
جملہ اہل اسلام عموما اور خال المومنین معظم میر برکات حسین مارہروی وفقہ اللہ بالخیر
خصوصا جنکا سا رہبی چار جز کا رسالہ **قول موثوق** آج میری پیش نظر ہی جو صفحہ ۱۴۸ پر ختم ہے
شکر خدا کہ مولنا صاحب نے گنڈہ تعویذ عرس صوفیان کرام سے فرصت پائی
جو علم کلام کیطرف متوجہ ہوئے ہیں جس سے امید ہے کہ کچھ حق اونپر ظاہر ہوگا بشرطیکہ
مطالعہ کتب کیطرف مائل ہوں خلافت کی گدی تو شاہان دہلی سے مدتونسے
حاصل ہی ہی اب آپنے مولانا یا شیخ الاسلام یا فخر الاسلام کے خطاب کی فکر کی ہے جو
عنقریب حاصل ہوگی کیونکہ مولوی جہانگیر خان نے تو اسی چار جز پر عمدۃ المتکلمین
زبدۃ المناظرین کا لقب دے دیا اب معلم الملکوت کا لقب باقی ہے۔
زمانہ کی نیرنگی تھی ہی بری لوگوں کی توجہ نے مجھ سے نادان کو صاحب تصنیف بنادیا جہاں بڑے بڑے
علما تھہرا تے وہاں مجھ سا جاہل مصنف بنتا ہے ؎ این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم * متقدمین علما کا یہ مقولہ تھا من صنف استہدف جسنے
تصنیف کیا وہ نشانہ تیر اعتراض بنا مگر اب تو یہ وقت ہے کہ عبارت لکھنی بھی نہ آئے
املا کو بھی نہ جانتا ہو کیا بلا ہے مگر دو چار ورق ادھر ادھر سے لکھ دینے پر علامہ وقت

کہلانے لگتا ہے کاغذ سستا چہپائی سستی کہین تو مفت بلکہ اہل مطبع کچہ پہر تا
دین پہر لکہنے تصنیف کرنے مین کیا روک ہے۔
بہر حال مامون صاحب کا مین شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونکی بزرگی نے مجہے بہی بسعزت بخشی
ورنہ مین کجا اور تصنیف و تالیف کجا۔ مجہہ مین اور ممدوح مین اسقدر فرق ضرور
ہے کہ اونکی تحریر کا مدار اوس کتاب پر ہے جسکی مکرر سہ کرر جہان مین ہو چکی چند دفعہ
رد اوسکی کی گئی جو تمام ہندوستان مین شائع بہی ہوئین دیکہو رمی الجمرات کی تین
جلدین جواب مین آیات بینات کے جو مکرر طبع ہوئی اور دیگر رسائل جنمین آیات بینات
کی رد کی گئی ہے اور میری تحریر کا مواد وہ لاجواب کتابین ہین جنکا سکہ ذوالفقار حیدری
کی طرح تمام عالم پر جما ہوا ہے کہ قیامت تک اوسکا جواب نہین ہو سکتا۔ اگر مجہے ممدوح
کے طبیعت کا اندازہ معلوم ہوتا تو از راہ خیر خواہی صرف کتاب کنز مکتوم فی حل عقد ام
کلثوم ممدوح کے پاس بہیجدیتا جسے سب عقدے حل ہو جائین اور کسیکو زحمت اوٹہانیکی
حاجت نہو۔ بلکہ یہ بہی ممکن تہا کہ مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ بہیجدیتا جسکا
حجم ۸۰ جز ہے او بغر یقین کے تمامی روایات کا مجموعہ ہے مع جواب خصوصاً آیات
بینات کے اس بحث عقد کا مفصل و لاجواب جواب ہے جسکو جابجا سے ہڈی پسلی
توڑکر مامون صاحب نے اپنا سفینہ بنایا ہے اور اوسپر نہایت فخر و مباہات فرماتے ہین مگر
مجہے یقین کلی ہے کہ اسپر بہی وہ قائل نہونگے اور در حقیقت اب ہو بہی نہین سکتے
کیونکہ کتاب چہپ گئی اور مشتہر بہی ہو چکی تو اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ مین اوسکے
اصلاح کی فکر کرون اور اغیار کی خردہ گیری سے انکو بچاؤن جیسا کہ عبد اللہ بن ابی سلول
نے اپنے باپ کے بارہ مین عرض کیا کہ یا حضرت اگر اوسکا قتل ہی مستحتم ہے جو منافق ہے تو مجہے
حکم ہو یہ خدمت انجام دون مبادا دوسرا کوئی مرتکب ہو اور مجہے خدا نخواستہ نفسانی
جوش پیدا ہو تو ایک مسلم کا قاتل بعوض منافق ٹہرونگا۔
دوسرے قوم مین مسلمانونکی جو امتی کہلاتی ہین اونکا لکہنا تو ایسا جا نگزا نہ تہا کیونکہ
وہ اپنے مجلس مین ملتی ہین اور اپنی عیب پوشی کے لئے اوسی قسم کی پیشوا چاہتے ہین

اور اونکے مقابل مین ہر عالی خاندان شریف کو ذلیل بناتی مگر سید زادہ ہوکر جنمین سید المرسلین کا خون ملا ہو اگر ایسے امر عظیم کا مرتکب ہو کہ اپنے ابا و اجداد کی تفضیع کرے تو سخت جائے حیرت ہے تفضیع بھی کیسی جس سے بڑھکر شاید کوئی دشنام صریح نہو حضرت زید شہید جو راقم اور مخاطب کے جد اعلی تھے رضوان اللہ علیہ اونکا ایک تاریخی واقعہ یہان یاد آگیا جسکو بیساختہ لکھے دیتا ہون۔

حضرت زید شہید اور سادات حسنی مین محال وقف کے متعلق کچھ تکرار تھی جسکا مقدمہ خالد بن یوسف حاکم مدینہ کے سامنے پیش ہوا دونو بزرگوارون مین کچھ سخت کلامی ہوئی جسپر مقدمہ ملتوی کیا گیا کہ کل پھر مجمع ہو اور فیصل کیا جائے تمام مدینہ مین یہی غلغلہ تھا کہ آج زید اور سید حسنی مین یہ گفتگو ہوئی مین دوسرے روز جب حسنی سیدنے اپنے ثبوت پیش کرنے شروع کئے تو حضرت زید نے فرمایا مین کل نزاعونسے باز آیا البعدہ حاکم کیطرف مخاطب ہوئے کہ تو فرزندان رسول کو گالی لعنت کے لئے جمع کرتا ہے حالانکہ ابوبکر و عمر نے یہی کبھی البسانہ کیا تہا۔ حاکم کی حمایت مین ایک شخص قبیلہ انصار سے اوٹھہ کھڑا ہوا اور حضرت علیؑ و امام حسینؑ کو دشنام دیکر زید سے کہا تم حاکم وقت کا ادب نہین کرتے زید نے کہا ہم ایسو نسے بات نہین کرتے اوس انصاری نے کہا کیون؟ ہم تمسے بہتر ہین اور میری ماں باپ تمہارے ماں باپ سے افضل ہین۔ حضرت زید نے ہنسکر جواب دیا اے گروہ قریش دین اسلام تو برباد ہو چکا اب حسب نسب بھی برباد ہوتا ہے حالانکہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ اگر دین کسیکا جاتا ہے تو حسب اوسکا باقی رہتا ہے تاریخ اضمحلال اسلام منقول از تاریخ کامل علامہ ابن اثیر صفحہ ۸۴ جلد ۶ غرض یہ ہے کہ اولاد رسول سید زادہ کا سنی ہونا ہی موجب صد حیرت ہے کیونکہ شیخ عبد الوہاب شعرانی اپنے عہود محمدیہ مین فرماتے ہین من النوادر شریف سنی ای یقدم الشیخین علی جدہ ص ۹۸ یعنی نوادرات سے ہے کہ کوئی سید سنی ہو جو تقدیم دے شیخین کو اپنے جد بزرگوار پر بس یا حضرت مخاطب نوادر و عجائب سے ہین جو اس مسلک مہلک کے سالک ہوئے یا دوسرا کوئی امر ہے ثانیاً اگر کسی نے

ازراہ اغوائی شیطانی بجائے اپنے ایسے ابا، کرام واجداد عظام کے جنپر ایمان لانا بہ اتفاق
فریقین جزء اعظم اسلام ہے۔ ادن لوگونکو تفضیل دی جنکے لئے شارع نے کوئی حق
نہین مقرر کیا یا وکیسا حق مقرر کیا جیسا احاد ناس کو عطا کیا۔ تو اب اسکی کیا ضرورت ہے
کہ اونکی خاطر اولاد رسول کی تفضیح وتذلیل وتوہین بھی کیجائے۔ کیا حسن عقیدت وارادت
کو یہ بھی لازم ہے کہ اوسکے لئے دین وایمان بھی مٹا دیا جائے؟ کیا کوئی سنی کہہ سکتا ہے
کہ نکاح فاروق با ام کلثوم کا اقرار کرنا اور اعتقاد رکھنا اصول دین مین داخل ہے
جسکے بغیر آدمی سنی نہین ہو سکتا؟ ہرگز نہین۔ پہر ایسے لاحاصل مسئلہ مین اپنی اوقات
ضائع کرنا کیون؟۔

اگر نسب نامہ خلیفہ دوم پر ہر طرح پردہ ڈالکر صرف اسی مضمون پر خیال کیا جائے کہ جناب
سیدہ کی خواستگاری انہون نے رسول مقبول سے کی تہی۔ مگر حضرت نے باآنہمہ محبت
وشفقت وعنایت جسکو اہلسنت یک جان دو قالب قرار دیتے ہین۔ نامنظور کیا
اور ملال ظاہر کیا اور باوصف فقر وفاقہ وافلاس جناب امیر سے بیاہا جنکو بقول
اہلسنت کوئی فضیلت بمقابلہ شیخین نہ تہی۔

تو صرف اسی ایک امر پر غور کرنے سے جو بہت بدیہی ہے معمولی عقل والا بھی آدمی
سمجھہ سکتا ہے کہ ایسے شخص سے جناب علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا کی بیٹی کا بیاہنا کب
منظور کرینگے وہ بھی اوسوقت کہ لڑکی چار برس کی ہے اور خواستگار پینسٹھہ ۶۵ برسکا
بڈھا نانا کا سسر جسکو اب یہ شرف ضرور ملا ہے کہ خلافت رسول کا کسیطرح سے ہو
کسی معنی سے ہو مالک ہے۔ کوئی مسلمان طمع کا تو خیال نہ کریگا الا یہ کہ جبر و
تشدد پر خیال دوڑائے جو کل روایات عقد مرویہ اہلسنت مین موجود ہے جبر
بھی ایسا جبر کہ معمولی رعایا پر بھی خلیفہ ایسا جبر نہ کرین چنانچہ خلیفہ دوم نے
ام ابان بنت ربیعہ سے بھی درخواست عقد کیا اوسنے نامنظور کیا خلیفہ کچہ نہ بولے
ام کلثوم بنت ابوبکر نے جو ایک بے والی ووارث لڑکی تہی انکار کردیا خلیفہ کچہ
نہ کرسکے مگر جناب امیر کو یہ لوگ ایسا مجبور ٹھہراتے ہین کہ حضرت سے کچہ نبن پڑی ناچار

ہوکر قبول کرنا پڑا اور عقد کردیا حالانکہ سارا خاندان بنی ہاشم از عباس و عقیل و حسنین ع
اس عقد سے مانع اور مزاحم تھے یہ سب باتین صاف صاف طور پر اہلسنت کی [illegible]
موجود ہین مگر کسی شیعہ نے اگر انہین روایات کو ظلم و ستم خلیفہ مین پیش کیا تو پھر اہلسنت
کو کہان تاب لڑنے جھگڑنے دماغ چاٹنے پر تل گئے عدالت فوجداری کی نوبت آئی ۔
بھر کیف ہمکو بلکہ ہر مسلمان کو اس واقعہ پر بنظر تحقیق غور کرنا چاہیئے کہ اصلیت اسکی
کیا ہے کسی طرح ہو عقد ہوا یا نہین ۔ کیونکہ اس مضمون کا ایک پہلو مستلزم کفر صریح قایل
ہے جس سے احتراز ضروری ہے اسلیئے کہ اگر در حقیقت عقد نہین ہوا ہے تو قایل عقد
نے صریح تہمت کی بضعہ رسول پر تو یہ گالی رسول اللہ و علی مرتضی و فاطمہ زہرا تک
پہونچی اور ان حضرات کو گالی دینے والا بالاتفاق فریقین کافر ہے ۔ بخلاف اسکے اگر وقوع
عقد ثابت ہو جائے تو اسکے اظہار یا اعلان یا اقرار کرنیوالے کو کسیطرح کا ثواب
نہ حاصل ہوگا نہ کوئی اسکا حکم ہے پھر ایسا امر جسکا ایک پہلو یقینی کفر ہو دوسرا پہلو امر بے سود بلا
تحقیق زبان پر لانا یا اوسپر اصرار کرنا حماقت نہین تو کیا ہے لیکن بشر ملکیہ لاعلمی و سادہ
لوحی سے کبھی ورنہ بسر سہو ضلال مبین ہے ۔ وہ زمانہ گیا کہ پیر صاحب نے رات کو دن کہا
اور مان لیا گانجی کا دم لگاتے ہین اور نماز کو کہتے ہین ہم خانہ کعبہ مین جاکر ادا کرتے ہین
صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر تو اب کسی سنی کو پورا اعتقاد ہی نہین اور کتابونکی روایتونپر
کیا اعتماد ہوگا ۔ اب تو ہر واقعہ کی چھان بین ہوتی ہے جڑ شاخ ڈھونڈی
جاتی ہے کیونکر ہوا کب ہوا کسکے سامنے ہوا کیون ہوا اسیطرح صدہا بالکی کھال نکالی
جاتی ہے ذرہ برابر بھی سلسلہ واقعات کا بگڑا کہ ساری محنت رائگان کردی جاتی
ہے ۔ چہ جائیکہ ایسی مہمل روائتونپر اعتقاد لایا جائے جو ایک منٹ بلکہ ایک سکنڈ
بھی تحقیق کی جنتری مین نہ ٹھہر سکے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا انشاء اللہ ۔
اگر مذہب اہلسنت مین کچھ دم باقی ہے تو صرف اسقدر کہ بزرگونکی تعلیم کے مطابق
شیعہ مذہب کی کتابین نہین دیکھتے نہ تواریخ دیکھتے ہین نہ حدیث ۔ قطعی ممانعت
ہے کہ ان کتابونکو ہاتھ نہ لگانا اگر یہ بندش نہ ہوتی تو آج نصف سنی تو سنی نہ رہتے

جو صریحی دشنام ہے تو بھلا حضرت عمر کو داماد علی بنانے مین انکو کیا دیر لگتی ہے۔
اہل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم یہی ایک واقعہ نہین ہے جسمین خلفا کی عزت افزائی
اور اہلبیت طاہرین کی توہین کے لئے یہ افترا پردازی کی گئی دوسرا واقعہ وہ جگر خراش
ہے کہ محض غلامونکی خاطر ایسی تہمتین کی گئین ہین کہ اہل اسلام کو بلا سبب
رنج وصدمہ پہونچے۔

افترائے اہلسنت بنسبت حضرت شہربانو

(۱) مولوی عبد الحلیم شرر اپنے پرچہ دلگداز مارچ سنہ ۹۳ مین بعنوان "خاندان رسالت"
لکھتے ہین کہ (معاذ اللہ) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ
حضرت شہربانو کا عقد ایک غلام مسمّٰی بہ زید سے آزاد کر کے کر دیا (۲) اس مضمون
کی تائید مین ایک تحریر رسالہ اتحاد مین بھی شایع ہوئی (۳) پھر شرر صاحب نے
دوسرا مضمون اسکے تائید مین اپنے دلگداز ستمبر سنہ ۹۳ مین شائع کیا۔ اور اوس غلام
کو رقیب خاندان نبوت ٹھہرایا۔ اور اوسکی سند مین محمد بن جریر طبری کی تاریخ مطبوعہ
لندن صـ ۲۲۷۵ اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مطبوعہ لندن صـ ۱۰۱ اور کتاب اغانی
اور وفیات الاعیان ابن خلکان کو پیش کرتے ہین کہ یہ حضرات اس واقعہ کو یون لکھتے
ہین۔

اس تحریر دلخراش سے جو صدمہ شیعونکو پہونچا اوسکا اندازہ بہت مشکل ہے کیونکہ جب
اہلسنت نے اس سے تنفر ظاہر کیا تو شیعونکا کیا ذکر۔ چنانچہ سب سے پہلے اس مضمونکا
ابطال مولوی عبد الحق صاحب نے مفصل طور پر اخبار طوطی ہند میرٹھہ مین طبع کرایا۔ جب
بعدہ اوسی بزرگ نے رسالہ اتحاد کے مضمون کا بھی جواب لکھا اور مولوی انعام الرضا
و مولوی عبد الباقی صاحب جو علمائے فرنگی محل سے ہین بجواب ایک استفتا متعلق اسکے
تحریر فرماتے ہین "یہ واقعہ ثبوت کو نہین پہونچا البسانہ کہنا چاہئے" اور جناب مولوی
عبد الحق صاحب کی دستخط بجواب استفتا یہ ہے "حضرت زین العابدین ع کا اپنی والدہ
کا عقد کسی غلام سے کر دینا محض اتہام ہے اسکی بھی کوئی اصل نہین اگر ایسا ہوتا
تو قریش مین بہی بہت لوگ موجود تھے غیر کفو غلام کے ساتھ عقد کیون کرتے جو شخص

ایسے مزخرفات بکتا ہے وہ فاسق ہے۔
اب اس واقعہ سے آپ حضرات خیال کر سکتے ہین کہ حضرات اہل سنت کن کن ترکیبون سے حضرات اہلبیت اطہار کی توہین کرتے ہین۔
اب ان حوالون پر بھی ایک نظر فرمائے جنکو شرر صاحب نے اپنی صداقہ بے تعصبی کے ثبوت مین پیش کئے ہین جو سب کتب اہلسنت سے ہین نہ کتب شیعہ سے پہلی سند تاریخ طبری کی ہے جسکو اہلسنت معتمد ترین تواریخ سمجھتے ہین۔ مگر یہ واقعہ اوس کتاب مین مذکور ہی نہین۔ بلکہ جو تاریخ طبری چھپی ہے اوسکے آخر مین صاحبان مطبع نے تاریخ ذیل المذیل کا منتخب چھاپا ہے۔ اور اوسی سے شرر صاحب نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ اور اوسکو اصل تاریخ طبری سمجھا ہے۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینست۔ پس یہ پہلی خطا ہے کہ منتخب ذیل المذیل کو اونہون نے تاریخ طبری سمجھا دوسرے اوسکو ایسا مستند سمجھا کہ تاریخی دنیا مین اوس سے زیادہ کوئی مستند نہین حالانکہ اسکا کوئی ثبوت نہین دیا تیسری خطا یہ کہ اس واقعہ کو صحیح سمجھا حالانکہ بلا سلسلہ سند ہے جسپر علمائے اہلسنت کبھی اعتماد نہین کر سکتے۔ دوسری سند کتاب معارف ابن قتیبہ کی ہے جسکی نسبت امام ذہبی کتاب میزان الاعتدال مین تحریر کرتے ہین قال الحاکم اجمعت الامۃ علی ان القتیبی کذاب الخ و رایت فی مرءۃ الزمان ان الدار قطنی قال کان ابن قتیبۃ یمیل الی التشبیہ منحرفا عن العترۃ و کلامہ یدل علیہ۔
کہا امام حاکم نے کہ اجماع کیا ہے امت نے اسپر کہ قتیبی کذاب ہے۔ اور مرءۃ الزمان میں ہے کہ ابن قتیبہ مائل تھا طرف تشبیہ کے اور عترت رسول سے منحرف تھا جسپر دلالت کرتا ہے کلام اوسکا۔ تیسرے سند ابن خلکان کی ہے جو کوئی سند نہین کیونکہ وہ اسی معارف سے ناقل ہے جسکی حالت مذکور ہوئی۔ چوتھی سند اغانی کی ہے جو مصداق برا غلشقان بر شاخ آہو ہے کیونکہ اوس مین اس مضمون کا کہین پتہ نہین چلتا اور اگر ہو بھی تو اوسکی بیوقعتی اسی سے ظاہر ہے کہ علامہ ابن حجر لسان المیزان مین مصنف اغانی کی

نسبت ابو محمد نوبختی کا یہ قول نقل کرتے ہین۔ کان ابو الفرج الاصبہانی اکذب الناس کان یشتری شیئاً کثیراً من الصحف ثم تکون روایاتہ کلہا منہا یعنی ابوالفرج اصفہانی اکذب ناس تہا کہ نوشتونکو لوگون سے خریدتا اور اسی سے روایت بیہان تک کہ خود شرح صاحب بہی اوسکو ناقابل اعتبار ٹہراتے ہین" ابن قتیبہ اور جوہری من حیث لتلمیح تمام کتابون کا منبع اور مصنفین کا مرجع ہین انکو اغانی پر ترجیح ہے" غرض چارون سندونکی یہ حالت ہوئی کہ طبری کی نسبت غلط محض اور ذیل المذیل مستند نہین اور بلا سند اور اغانی مین پتہ نہین۔ اور ہو بہی تو اسکی یہ حالت کہ اکذب ناس بارٹہا ہے ابن خلکان جو خود کوئی چیز نہین ابن قتیبہ سے ناقل ہین جو اجماع امت کذاب اور دشمن اہلبیت تو پہر ایسی سندونکے حوالہ پر کس عاقل باایمان کو اعتبار ہو سکتا ہے۔

اب اس واقعہ کی حقیقت سنئے جو خود علماء اہلسنت نے جب کچہ ہوش آیا تو بیان کیا اور جب کچہ خدا ورسول سے شرمائے تو ظاہر کیا کہ مولوی صدر الدین احمد حنفی قادری اپنی کتاب روائح المصطفٰے مین بعد نقل روایت ابن قتیبہ لکہتے ہین" ودر حقائق المرصیہ آوردہ کہ امام زین العابدین علیہ السلام را مادر رضاعی بود از جوارے پدرش اورا جعد واقعہ کربلا بہ نکاح زید دادہ بود انتہےٰ میگوید مولف کہ دل گواہی میدہد براستی این روایت ورنہ شہر بانو او وقت عمر او از پنجاہ تجاوز نمودہ قریب شصت رسیدہ وصاحب اولاد بود ضرورت نکاح وموقع آن نداشت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال" لیجئے صاحب یہ اصل واقعہ ہے جسکو ان حضرات اہلسنت نے کہان سے کہان پہونچایا یہ مضمون بہت طولانی ہے جسکو میرے خالص اور لائق دوست نے انتصار الشریعہ مین نہایت خوبی سے لکہا ہے شائقین اون تحریرونکو ضرور ملاحظہ کرین ۳۳ عج ا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اغیار کو بہلا دوسرے کے گہر کی کیا خبر اگر صاحب روائح المصطفٰے کو خبر ہوتی تو اتنی اجتہاد کی ضرورت نہ تہی کیونکہ حضرت شہر بانو نے بعد ولادت جناب امام زین العابدین علیہ السلام حالت نفاس ہی مین انتقال کیا تہا وہ زندہ کہان تہین جو یہ واقعہ پیش آتا بہرحال مقصود میرا اس واقعہ سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ حضرات اہلسنت کس

کس طرح ایذاکو حضرت کی توہین اہلبیت رسالت پر کمر بستہ ہین کہ کبہی خلفا کی خوشامد مین ایسی نسبت اگر کذر لے ہین اور جب اوس سے بہی خلش باطنی ناصبیت کی تسکین نہین ہوتی تو علماء و نکے طرف منسوب کر دیتے ہین ۔ مگر جبس خدا نے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون کا وعدہ کیا ہے اوسکے لطف عمیم سے امید ہے کہ جب ان دونو واقعہ مین اوسنے اپنی صداقت اور اہلبیت اطہار کی برارت دکہائی ہے کہ خود اونہین علماء اہلسنت کی زبانی اصل امر حق کا اقرار بہی کرایا اور اون لوگون کو جو اسکے خلاف قایل ہین دانستہ بہی کہلوایا تو اس واقعہ عقد حضرت ام کلثوم مین بہی وہ اپنی قدرت کاملہ دکہا ئیگا جسکا نمونہ ابہی بلا خطہ فرمائینگے ۔

اب **قول موثوق** کی بہار دلفریب دیکہیے جسکے سرخ رنگ ٹائیٹل پیج کی سر پر ہلالی خط مین جو معر کہ سلطنۃ عثمانی ہی یہ عبارت عربی کی لکہی ہے (۱) کل سبب ونسب وصہر ینقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی وصہری کیونکہ اہلسنت کے یہان خلیفہ نے جب اس عقد کی خواستگاری کی ہے تو اسی حدیث کو ذریعہ بنایا تہا کہ مقصود میرا صرف یہ فخر حاصل کرنا ہے کہ دامادی رسول حاصل ہو نہ دیگر امور مگر عجب قدرت خدا ہے کہ خود علماء اہلسنت اس حدیث کل سبب ونسب ینقطع الخ کو موضوع لکہتے ہین ۔ دیکہو لالی مصنوعہ علامہ سیوطی کہ روایت مذکور کو پوری نقل کر گئے ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہین متفرد ہوا ہے ساتہہ اسکے خارجہ جو ثقہ نہین ہے ص ۱۵۹ مطبوعہ مطبع علوی علی بخش خان ۔

یہ حدیث موضوع جیسا عنوان رسالہ ہی ویسا ہی عنوان قصہ فرضی عقد بہی ہی تو وہ بہی وضعی قصہ ٹہرا اور یقینی وضعی ہی ہے جیسا کہ بہت جلد ثابت ہو گا انشاء اللہ ۔ بسم اللہ غلط کی تصدیق اسی واقعہ سے ہو گئی آئندہ کی غلطیان اسی پر خیال کرنا چاہیے اور قول صحیح موثوق کے غلط و کاذب ہونیکا یقین فرمائیے اگر اہلسنت ایک امر مین بہی دل سے مطابق رکہتے تو کبہی اس حدیث سے استدلال نکرتے کیونکہ حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر اپنا فرقہ بظاہر اسی بنیاد پر علیحدہ کیا تہا کہ ہمکو حدیث اہلبیت کی ضرورت نہین کہ نا خدا

استدلال بجواب اول عمرؓ

استدلال اہلسنت بحدیث کل سبب و نسب و ابطال اوسکا

کافی ہے۔ جس سے چاہیے تھا کہ اہلسنت کا زیادہ تر عمل اور اعتقاد قرآن پر ہوتا نہ حدیث
پر۔ مگر واقعی بات یہ ہے کہ کتاب اللہ سے تمسک اوسوقت صرف محرومی اہلبیت کیلئے
کیا گیا تھا کہ ثقلین کو جدا کر دین اور اب صرف اس کام کیلئے رہ گیا ہے کہ اوسکے حافظ
بنکر تراویح پڑھائین کچھ روپیہ کمائین اور کوئی مصرف نہین دیکھئے اوسی قرآن کے ١٨
پارہ مین صاف یہ آیت موجود ہے۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ
ولا یتساءلون ٥ ترجمہ جب صور قیامت پھونکی جائیگی تو رشتہ ناتہ اون مین
کچھ نہ رہیگا اس دن اور نہ اون سے سوال ہوگا اس آیت یقینی کے خلاف حضرت عمر
کی بزرگی کے لئے حدیث موضوع کل سبب ونسب و صہر سے استدلال کیا جاتا ہے
افسوس صد افسوس۔ بہر حال یہی ایک روایت اس قصہ کی موضوع نہین ہے
بلکہ دوسری روایت اسکی کہ چالیس ہزار درہم مہر ہوا موضوع ہے چنانچہ علامہ
ذہبی عبد الحکیم بن زید بن اسلم راوی کو اس روایت کے لکھتے ہین کہ ضعیف ہے اور اوسی
ذیل مین اس روایت موضوع کو درج فرماتے ہین جیسا کہ آئیندہ مذکور ہوگا تیسری روایت
اسکی ایسی موضوع ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی بتقسیم شرعی اوسکو باطل کہتے
ہین کہ باجماع امت حرام ہے اور مولوی حیدر علی باآنہمہ چرب زبانی ایسی بولائے
کہ اوسکو الحاق شیعہ کہدیا۔ وہ مضمون یہ ہے کہ عمر نے ساق پا کھولی اور بوسہ لیا جیسا
کہ عنقریب مذکور ہوگا اب ناظرین باتمکین سمجھ سکتے ہین کہ جیسا علماء اہلسنت
واقعہ عبد الملک اور واقعہ حضرت شہر بانو مین اپنی غلطی کا اقرار کر چکے ہین ویسا ہی
اس مسئلہ مین بھی موضوعیت و بطلان کے معترف ہین مگر پھر بھی ہٹ دھرمی کئے
جاتے ہین اور یہ حضرات وہی لوگ ہین جو جہل مرکب مین گرفتار ہین کہ ہیر و بیر مین
فرق نہین کرتے ورنہ علما تو اسکے بطلان و موضوعیت کو ظاہر کر چکے۔
دوسرے صفحہ مین ابتدائی قصہ اس تحریر باخود کا لکھا ہے اور تیسرے صفحہ مین
دوسرا خط اپنا بنام اخوی سید ابو القاسم صاحب مرحوم پھر ساتوین صفحہ مین
خط اخوی مرحوم بنام مولف اور آٹھوین صفحہ سے خط مولوی کرار علی صاحب کا شروع ہے

موضوعیت روایت از قرآن

جو بنام مولف تحریر ہوا اور جسکے جواب مین رسالہ قولی موثق لکہا گیا تا صفحہ ۱۴ رسالہ ۱۰ تاریخ کتابت ۱۲۹۲ سنہ ہجری ہے۔ اس مین کوئی امر جواب طلب نہین کیونکہ ابتدائی قصہ ہے

قول موثوق اب جواب خالی صاحب شروع ہے جس مین دوسرے فقرات عذر و معذرت کی بعد فرماتے ہین بجواب تحریر مولوی کرار علی صاحب مرحوم ص۲۶ سطر ۱۸ قبل گذارش جواب کے حضور کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ ظاہر احضور کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب پیش امام صاحب نے جواب سوال کمترین کا ساتھہ تحقیق و تدقیق کی تحریر کیا ہے ع یہ خیال خام است سودا چراغان بسر برد وہ جواب اونکی کتاب الیقاب کا ہے جو جواب مین قیقاب کی بزعم خود لکہی گئی ہے اگر حضور کو شک ہو تو صفحہ ۱۴۲ سے لغایتہ صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ لودہیانہ ملاحظہ فرمائین اور نیز نقل عبارت دفع المغالطہ کی ہے از صفحہ ۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مطبع احمدی اسکو دیکہہ لیا جائے تاکہ صداقت کلام اس کمترین کی حضور پر مبرہن ہو جائے ہان دو ایک بات جو اوس سے زوائد نتیجہ طبع خاص لکہی ہین وہ پرانی قصے اور کہانیان ہین مشہور کمترین حضور کا اون تو ہمات کو کئی برس پہلے لکہہ چکا ہے بہلا جب ہماری کنان میان صاحب کا مبلغ علم کتاب القاب اور دفع المغالطہ تک ہو تو ایسی تحقیق اور تدقیق کا کیا ٹہکانا اور اسکا جواب لکہنا کیا مشکل بقول غالب۔ سہ ہر کہ طی کرد این مواقف را ✤ چہ شناسد قبیل و واقفہ را ✤ ص۲۷ سطر ۱۴

دفع الوثوق اسکے جواب مین صرف اسیقدر کہنا کافی ہے کہ غالباً آپکا خیال صحیح ہو کہ مولوی صاحب مرحوم نے ان دونو کتابون القاب و دفع المغالطہ سے بہت کچھ مدد لی ہوگی مگر یہ کتابین کسی درجہ کی ہون ایسی ہین کہ کسی وجہہ سے ہو اہلسنت نے آجتک اوسکا جواب نہین لکہا۔ تو اگر مولصنا جناب نے اون کتابون سے استنباط کیا تو کیا قصور کیا حضور تو آپکے مولف کی بہی تحریر از ماہ فرمائین جسکا فوری مکرر جواب تحریر ہوا اور مکرر طبع ہو کر شائع بہی ہوا ایسی کتاب مردود سے سند لانا اور اوسکے جواب پر خیال نہ کرنا عاقلون کے نزدیک کیسی بات ہے اپ ہی غور فرمائین۔ صفحہ ۲۷ کی سطر ۵ سے اغلاط لفظی و نحوی و صرفی کی بحث شروع ہے جو خارج از بحث بہی ہے۔ اور اسوجہ سے قابل التفات نہین کہ رسالہ مولوی کرار علی صاحب مرحوم

جو غیر مطبوع ہے میرے پاس موجود نہین ہے۔ تواب قلم در کف دشمن است کا مضمون
ہے۔ جب اہلسنت مطبوعہ کتابون مین ہزارہا تحریف و تصحیف کرتے ہین تو کتب
غیر مطبوعہ مین کیا دیر لگتی ہے۔ جلد اول **ذوالفقار حیدر** ملاحظہ فرمائی کسقدر
تحریفات اہلسنت کی نشان دی گئے ہین پرانے زمانہ کی تحریفات کو اگر قدیمی فسانہ
سمجھئے۔ تو شمس العلما مولوی شبلی نعمانی پروفیسر عربی علیگڈہ کالج کے چشم دید
واقعہ سے عبرت حاصل کیجئے۔ مولوی صاحب قسطنطنیہ کے سررشتہ المعارف کی
افسوس ناک حالت یون تحریر کرتے ہین "لیکن افسوس ہے کہ آج کل اسکا طریق
عمل اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے۔ یہ صیغہ تحریف و تبدیل کے روک کی غرض سے
قائیم ہوا تھا مگر بعض اوقات اسنے خود تحریف و تغیر پر عمل کیا ہے۔ ابھی حال مین ایک
مطبع مین شرح عقائد النسفی چھپ رہی تھی معارف نے اس کتاب کی وہ تمام
عبارت قلم زد کر دی تھی جسمین خلافت کی بحث ہے اور الائمہ من قریش کی حدیث
مذکور ہے مطبع والے نے مجبوراً اسی قلمزد نسخے کو چھاپا۔ مین نے اصل نسخہ جسمین
معارف نے یہ تصرف کیا تھا دیکھا اور مجھکو یاد ہی کہ اسوقت مین رنج اور غصہ کی وجہ
سے بے اختیار ہو گیا۔ ان لوگون نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہواخواہی کے
جوش مین کیا ہوگا۔ لیکن اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو وہ ہرگز اسکو پسند
نکرتے سفرنامہ صفحہ ۲۰۴ بقول شاعرے قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ یہ ایک
واقعہ عبرت افزا ناظرین با وقار کے تسکین و تشفی کے لئے کافی ہے کہ جب وہمی جوش
خیر خواہی سلطان روم مین وہ حدیث نکالدی گئی جسپر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے
اور وہ عبارت قلم زد کر دیگئی جسمین خلفائے ثلثہ کے خلافت کا مذکور رہی کیونکہ
اسمین خلیفہ کا قریشی ہونا مذکور ہے اور سلطان موجود قریشی نہین۔ تو آپ خیال
کر سکتے ہین قدیم الایام سے کتنی تحریفین وقوع مین آئی ہونگی کتنے واقعات چھپائے
گئے ہونگے اور کتنے غلط امور مشہور کئے گئے ہونگے۔ یہ واقعہ چشم دید تحریف علماء
اہلسنت کا بحکم سلطنت اوس زمانہ کا ہے کہ ہزارون سلطنتین مخالف اس سلطنت کی

ضمیمہ ذوالفقار تحریف اہلسنت از سفرنامہ شبلی

اپنی امانت و دیانت سے ترقی پر ہین اور بجز اس سلطنت کے جسکو مخالف ضعیف و کمزور کہتے ہین دوسری کوئی سلطنت بہی اس مذہب کی نہین ۔ اور کتابون کی وہ تشہیر پائی ہے کہ ہر کتاب صدہا ہزارہا مرتبہ مختلف زبانون مختلف سلطنتون مین چہپ کر شائع ہو چکی ہین ۔ خصوصًا یہ کتاب شرح عقائد النسفی ۔ اسطرح شائع ہوئی ہے کہ اطفال مکتب تک کے بغلون مین یہ کتاب دبی رہتی ہے ۔ پس جب اس کمزور محدود سلطنت نے ایسی معمولی زیر مشق طلبہ کتابون مین یہ حرفت کی کہ اپنی ہی مذہب کی اصل مسئلہ کو اوڑا دیا تو جس زمانہ مین اسی سلطنت کا تمام عالم پر تسلط تہا اسی قوم کا ہر جانہ ور شور کر مخالف اسکے نہایت قلت و ذلت اختفا و استتار مین بسر کرتے اس قوم اور اس سلطنت نے کیا کیا ہوگا کس کس عنوان سے سلطان وقت کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے علمائے محدثین مصنفین کی ہونگے اور کیسے کیسے مسئلے گڑہے ہونگے اور کیسی کیسی حرفتین کی ہونگی جسمین نہ کسی مخالف کا خوف تہا نہ ڈر اب تو ہندوستان مین بہت ترکیبین علانیہ ہوئے لیکن صحیح بخاری کے ایک نسخہ سے فدک کا قصہ نکالدیا گیا ۔ اس تقریر مین یہ جملہ غلامان زادہ خطاب سے ”آپ نے مرارث اپنی یون ثابت کی ہے کہ بد تہذیبی کے کلمات شان مین جدہ ماجدہ کل سادات جناب سیدہ صلوات اللہ و سلامہ علیہا کی اپنے دل سے تو نہین کہے بلکہ مولوی حیدر علی کفش دوز کے رسالہ تموز نیم روز سے نقل کئے ۔ شاباش این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ مین ان فقرات کی نسبت کیا عرض کرون اونکی اصالت کا اثر ہے محبت اہلبیت ہی تو فریقین کے نزدیک طیب ولادت و عدم طیب ولادت مین فارق ہے ۔ فرمایا رسول اللہ نے دشمن نہ رکہیگا علی کو مگر ولد الزنا دیکہو مناقب السادات ملک العلما دولت آبادی سے رسالہ تموز نیم روز مینے مطبوعہ نہین دیکہا ہے مگر اوسکا جواب آفتاب عالم افروز مطبوعہ مطبع گلستان محمدی سنہ ۱۳۰۱ دو جلدون مین موجود ہے تو اب حاجت جواب نہین نہ ورود کی ردو بے سود مگر اتنا کہنا ضرور ہے کہ اصل خطبہ جناب سیدہ اہلسنت کی کتابون

مین بہی موجود ہے جسکا ثبوت تشفی صـ ۲۲۳ اہلسنت و خوارج مین مرقوم ہے اور
جناب امیر اور جناب سیدہ کا اتماما للحجۃ طالب اعانت ہونا انصار سے یا اونکے گہر دن
جانا خود تاریخ کامل علامہ ابن اثیر محدث اہلسنت مین موجود ہے
تو کیا اب ہی آپ اعتراض کرینگے ؟ ہان جو اغلاط نحوی و صرفی اپنی لکہی ہین و الکا
جواب مجملا یہ ہے کہ جب بقول حضرت عثمان قرآن مین غلطی رہگئی جسکے حقمین فرماتی
ہین قرآن مین غلطی ہے جسکو عرب لوگ درست کرلینگے اور حضرت عائشہ مقیمین
کو مقیمون لکہنے کو فرمائین اور امام ابوحنیفہ صاحب لو رماہ بابا قبیس فرمائین جہان
نحوی قاعدہ سے بابی قبیس ہونا چاہیئے تو پہر مولوی کرار علی صاحب مرحوم
پر ایسی اغلاط کا اعتراض کس اصول پر کیا جاتا ہے - اسکے بعد کچہ سخت کلامی
کی معمولی شکایت اور دہمکی بہی ہے مگر یہ وہ شکایت ہے جسکا علاج نہین کیونکہ
کتنے ہی نرمی و ملائمیت و تہذیب سے گفتگو ہو مگر بزرگونکی یہ تعلیم کہ شیعہ سب
صحابہ کرنے مین نہین اوٹہتی - کیا اوس غیر مہذب تقریر سے زیادہ نامہذب
کوئی تقریر ہوگی جسکو اپنی تموز نیم روز سے نقل کیا اوس شخص کی درشت گوئی
تو ایسی مشہور ہے کہ آپ بہی معترف ہین -

قول مولوق صفحہ ۳۱ سطر ۴ سے آپ اصل مسئلہ عقد کے متعلق یہ تحریر کرتے ہین -
اب اس جگہ سے جواب ایجازا و اختصارا متعلق بہ مبحوث عنہ خدمت پیش امام
صاحب مین عرض کرتا ہون جناب ممدوح فرماتے ہین) کہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ کا با ابن
الخطاب کتب فریقین سے ثابت نہین) الخلاصہ مقام پر قطع نظر سقم ترکیب لفظی سے جو باعث اختلال
معنی مدلول ہے عرض کرتا ہون فی الحقیقت جناب ہمارے کوئی مباحث کلامیہ مین
ممارست نہیں ورنہ ایسا دعوی نکرتے آپ لفظ فریقین کو چہوڑ کر صرف
قول مولوق صـ ۶۳ مین فرماتے ہین علاوہ اسکا رسالہ تموز نیم روز سے عرض کرتا ہون اگرچہ اوس متن
کلمات کسقدر سخیف تحریر ہین ۲۲ صـ ۲۶ سطر ۶ فقط ابنہ انوبصورتی عبارت قابل تماشا ہی کہان مبتدا کہان خبر
کہان فعل کہان فاعل معنی مدلول نحو اغلاط ہی موجود ہیں بہی جائز نہین جناب ہمارے کہان محاورہ ہے بطور نمونہ عرض

(فرقہ شیعہ سے گفتگو کیجئے کتنا خوب محاورہ ہے) اور کتبہین انشاء اللہ تعالے صرف
کتب شیعہ سے ثابت کریگا کہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھہ حضرت
خلیفہ ثانی کے خواہ بخوشی خواہ بجبر واقع ہوا اور جناب امیر علیہ السلام نے مصاہرت
حضرت خلیفہ ثانی کو رضی اللہ عنہ (کہان بجبر کہان) قبول فرمایا غور تب کیجئے آپ نے ناحق
اتنی صعوبت تفحص کتب اہلسنت مین اٹھائی اب اہلسنت کی احادیث یا روایت
کو مطابق مضمون آیت شریف کی پس پشت فرمائی گیارہ ایات المبینت کتب المتقدمین
جو یہ آیت زمان لکھی اصح الکتب بعد کتاب الباری کے کیا ہی مطلب ہین۔ بنذ فریق من الذین
اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون۔
یعنی پھینکدیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دیگئی تہی کتاب خدا کی کتاب اپنی
پیٹہون کی پیچھے گویا کہ وہ کچہ جانتی نہین اور کتب خاندانی کہ جس پر مدار تشیع کا ہے
اسکو ملاحظہ فرمائین جلد اول ایات بینات جو ۱۲۸۷ھ مرزاپور مین طبع ہوئی
ہے اس سے مختصر بتغیر عبارت گذارش کرتا ہون اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو
ازالۃ الغین کو ملاحظہ فرمائین کہ ساتھہ شرح و بسط کے لکھا ہے مولف ایات بینات
عنوان بحث مین لکھتے ہین کہ شیعون نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے
جیساکہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین کہ انتساب تزویج حضرت ام کلثوم
با بن الخطاب بثبوت نرسیدہ و مثل سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان ائمہ
معصومین بود و غیر الشان انکار بلیغ ازان نمودہ اند) وہی تقلید جناب نے فرمائی
بلکہ حاشیہ صفحہ ۱۰ کتاب کا دیکھا انکار اس نکاح کا ایسا مہمل غرہ ہے بعث انکار
طرف شیخ مفید علیہ الرحمہ کیا نہ لکھنا چاہئے شیخ مفید سے فرمایا اول ابطال قول مجتہد
صاحب کا کر کے بعد اوسکے شیخ مفید صاحب کا قول عرض کرونگا ملا محمد صاحب
کشمیری نزہۃ مین بجواب صاحب تحفہ یون فرماتے ہین (سید مرتضی علم الہدی
در کتاب تنزیہ الانبیاء میفرماید فاما النکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی
الجواب عن ھذا الباب مشبعا و بینا انہ علیہ السلام ما اجاب

عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد و تہدد و مراجعۃ و منازعۃ و
کلام طویل ماثور اشفق معہ من سوء الحال و ظہور ما لا یزال یخفیہ
یعنی نکاح عمر کا ساتھہ ام کلثوم کے جسکو اہلسنت عمر کی فضیلت مین شمار
کرتے ہین جواب ہے ہمنے اپنی کتاب شافی مین بتفصیل دیا ہے وہان ہمنے بیان کیا ہے
کہ حضرت امیر نے عقد اپنی بیٹی کا عمر کے ساتھہ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا
بلکہ یہ عقد بعد اسکے ہوا ہے کہ عمر نے بار بار حضرت امیر سے درخواست کی اور نوبت
منازعت و تخویف تہدید کی پہونچی جب حضرت امیر نے دیکھا کار دین و ملت خراب
ہوتا ہے اور دامن ——— تقیہ ہاتھہ سے جاتا ہے تب بلا رضا اور بغیر
اختیار کے جناب امیر نے یہ نکاح کر دیا اس تحریر کو سید مرتضی کی جناب قبلہ و کعبہ
کی تحریر سے ملائے اور اس فقرہ کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان
ائمہ معصومین بود انکار بلیغ ازان نمودہ تنزیہ الانبیاء کی عبارت مذکورہ سے
مقابل کر کے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دیجیے بعد اسکے نقل عبارت
مواعظ حسنیہ سے کہ جو انکی والد ماجد کے مولفات سے ہے تکذیب قول مجتہد صاحب
کی ہوتی ہی ——— (سید مرتضی گفتہ است کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر
واقع نشدہ و احادیث بسیار موید قول خود ذکر کردہ و ہر گاہ باختیار حضرت امیر
واقع نشدہ محل اشکال نیست) جناب ہمارے ملاحظہ فرمائین کہ دعوی انکار
بلیغ مجتہد صاحب کا خود سید مرتضی صاحب اور انکی والد ماجد کی تحریر سے باطل ہو گیا
رضامندی یا عدم رضامندی اور چیز ہے اور انکار بحث اور چیز ۔ اس جگہ
طائفہ قوم کو لازم ہے کہ پدر والا قدر یعنی مجتہد دلدار علی صاحب کو حلقہ مجلس
مین لیکر بقانون فخر و خمی ساتھہ اس کلام کی مترنم ہون شعر یا لیت
کان من بناتہ + لیتہ فی نحذہ اخواتہ ۔ اور فرزند اون عالی جناب کو
مناسب ہے کہ زمین خدمت کی چوم کر اس شعر کو ساتھہ آہنگ کتاب خوانان
ایران کی ادا کرین شعر مردمان جملہ ناخلف پسرانند + من بیچارہ ناخلف پدرم +

دفع الوثوق مین بہت شکرگذار ہون کہ آپ نے لاطائل خارج از بحث باتون
دو ہی جز مین فراغت کی زیادہ دماغ سوزی نہ فرمائی۔ کیونکہ کہان تک آپ لکھتے اور
کیا لکھتے۔ اب مین بھی مختصر طور پر محققانہ طریقہ سے اس واقعہ عقد کے متعلق عرض
کرتا ہون انصاف شرط ہے۔ اولاً ثبوت نکاح مذکور سے مولوی صاحب نے نفی کی
ہے کہ کتب فریقین سے یہ نکاح ثابت نہین۔ نہ یہ کہ وجود روایات واقوال ضعیفہ
سخیفہ سے انکار کیا ہو اور ثبوت وہین کہا جاتا ہے جہان فی الواقع کوئی امر ثابت
و محقق ہو۔ صرف روایت روایات پر جو بغرض رد یا ابطال یا اور کسی غرض
سے نقل ہو جائے بلکہ اگر ان اعتراض سے نہ ہو اور سنداً صحیح بھی ہو تو اسکو
بھی ثابت نہین کہہ سکتے جب تک ثبوت واقعی نہ ہو چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب
فرماتے ہین ہر حدیث صحیح جائز العمل بھی نہین چہ جائیکہ واجب العمل ہو
اور جب حضرات اہلسنت احادیث صحیحہ بلکہ متواترہ کے ثبوت اور صحت سے
انکار کرتے ہین تو روایات غیر صحیحہ بلکہ موضوعہ کے النسبت اگر کہا جائے کہ ثابت
نہین تو آپ کس منہ سے معترض ہو سکتے ہین۔ آپکا خیال ان ضعیف
و سخیف اقوال پر ہے جنکی حالت اجمالاً مذکور ہوئی اور آئندہ مذکور ہوگی اور
مولوی صاحب مرحوم کا خیال اصل واقعہ پر ہے جو فی الواقع ایسا ہی ہے جیسا
مولوی صاحب نے کہا کہ ہرگز ثابت نہین۔ **ثانیاً** یہ مسئلہ عقد ایک تاریخی واقعہ
ہے نہ کوئی ایسا مذہبی مسئلہ جسمین خاص ایک فرقہ کی روایت بکار آمد ہو
اور چونکہ آپ اس واقعہ سے فضیلت خلیفہ پر استدلال کرتے ہین تو آپکی
حیثیت مدعی کی ہوئی اور شیعہ بحیثیت منکر لہذا ضرور ہوا کہ آپ اس واقعہ کو
اپنے اصول سے پورے طور پر ثابت کر لیجئے تب منکر کے اقوال مسلمہ کو اپنی
ثبوت مین پیش کیجئے۔ نہ یہ کہ اپنے دلائل تو بالائے طاق رکھدین اور دوسرے
کے اقوال کو کہیا پھر کر موافق مطلب بنالین بہرحال ہماری تحقیق اصل
واقعہ کی متعلق ہے نہ خاص شیعہ و سنی کی روایت سے اور انشاءاللہ

عنقریب ظاہر ہوگا کہ جن روایات و اقوال شیعہ کو آپ مفید سمجھتے ہین وہ بالکل مضر
ہین - ہان یہ اچھی طرح ملحوظ رہے کہ بحث یہان صرف اسیقدر ہے کہ حضرت ام کلثوم
بنت جناب فاطمہ ع کا عقد خلیفہ دوم عمر بن الخطاب سے ہوا یا نہین - نہ یہ کہ وہ
عقد بفرض وقوع کسیطرح مفید ثبوت ایمان خلیفہ بھی ہے یا نہین -
[illegible] آپکی نصیحت کہ آپنے ناحق اتنی صعوبت تصفح کتب اہلسنت مین اوٹھائی بسر و چشم
منظور ہوتی اگر آپ عامل ہوتے - کیونکہ جب آپکو آیات بینات مطبوعہ مرزاپور سے
پیر دست برد کرنا تھا اوسیکو مختصر بتغیر گزارش کرنا تھا - تو اسکی ضرورت ہی کیا تھی
کہ خون لگاکر آپ شہیدون مین داخل ہو جائین سارے چار جز کی نقل سے آپ
مصنف کہلائین اوسی آیات بینات کو بجنسہ آپکی خدمت مین رمی الجمرات جلد
ثالث مطبوعہ بستان مرتضوی لکھنو بجنسہ نقل کرتا نہ آپکو زحمت تحریر ہوتی نہ اورکو خدا
نہ مجھے پرانے مردے اوکھاڑنے کی نوبت آتی -
افسوس آپ نے مولوی حیدر علی کی وہ ازالۃ العین نہین دیکھی جسپر فخر کرتے ہین
اور بڑا ناز ہے وہ کتاب فارسی مین ہے جسکا ایک حصہ دہلی مین چھپا اور دوسرا لکھنو
مطبع بحر ہند صدر مجلس مین چھپا جو میرے پاس موجود ہے اگر آپ اوسکو دیکھتے ہوتے تو ہرگز
یہ نہ فرماتے (اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو ازالۃ العین کو ملاحظہ فرمائین کہ
کسقدر شرح و بسط کے ساتھہ لکھا ہے) ہرگز اونہون نے بہ نسبت صاحب آیات بینات
کے نہ شرح کیا ہے نہ بسط - ہان اپنے یہان کی روایات البتہ لکھی ہے جنکو صاحب
آیات بینات نے قلم زد کر دیا - شاید اسی عدم مطالعہ کی باعث اپنے اوسکے
مطبع وغیرہ کا حوالہ نہ دیا - افسوس ہے کہ اپنے مولوی مہدی علی خان کی پالیسی
کو ذرہ بھی نہ سمجھے اور سمجھتے کہان سے وہ دماغ آپکو کہان نصیب جو انکی چالون کو
سمجھے آپکو مولوی حیدر علی کی تقلید ہے جنکا دماغ خاندانی نشہ کے سبب سے
بالکل گندہ ہو گیا تھا مولوی مہدی علی خان نے ضرور اون روایات پر ابھی بغور
نظر ڈالی ہوگی اور خوب سمجھ لیا ہوگا کہ یہ روایتین اس قابل نہین کہ شیعون کے سامنے

ظاہر کی جائین چہ جائیکہ اون سے استدلال کیا جائے اسی وجہ سے اون روایات
پر پردہ ڈالکر ایسا چھپایا کہ کسی کا خیال بھی نہ جائے مگر آپ نے اپنے سادہ لوحی سے
اون اسرار مخفیہ کو ظاہر کر دیا۔

رابعًا عجب آپ آیات بینات پر قرض کہائے بیٹھے ہین تو مولوی کرار علی صاحب
مرحوم پر تقلید کے بارہ مین کیون معترض ہین۔ حاشیہ القاب پر دیکھا ہو یا
کہین دیکھا ہو انکار جناب شیخ مفید طاب ثراہ عقد مذکور سے تو ایسا یقینی ہے
کہ آپکے مولوی حیدر علی و مہدی علی بھی اوس سے منکر نہ ہوسکے وہ رسالہ
جناب شیخ کا بالفضلہ چھپ گیا ہے اور اونکی عبارت کتاب کنز مکتوم مین دو
مقامون پر منقول ہے ایک صفحہ ۱۶۲ مین دوسرے صفحہ ۱۸۳ مین۔ اگر آپنے التقاضی
وعدہ کیا کہ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ ثابت کیا تو مین وہان اونکی عبارت نقل کرونگا
والا فلا۔ علاوہ برآن آپکے خود مولوی حیدر علی مقر ہین کہ شیعہ وقوع عقد کے منکر
ہین دیکھیے ازالۃ الغین صفحہ ۹۰۹ اور سمہودی اور ابن حجر مکی تو عموم روافض اور انکے
ائمہ اہلبیت طاہرین سے انکار کو بھی نقل کرتے ہین دیکھیے کنز مکتوم صفحہ سطر

خامسًا جناب سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمہ کے انکار پر آپکو بہت اعتراض ہے
تنزیہ الانبیا مواعظ حسنیہ سبکا نام نہ بتا دیا جس سے عوام پر انکی کثرت
اطلاع ظاہر ہو کہ جناب سلطان العلما طاب ثراہ کی خوب ردکی۔ علاوہ اسکے اسمین
نہ آپکی محنت ہے نہ آیات بینات والے کی جستجو یہ بھی نہین معلوم کہ سلطان العلما
نے کہان لکھا ہے اور کسی نے کہان لکھا ہے کہ سید مرتضی منکر ہین۔ اسی وجہ
سے یہ گول فقرہ لکھدیا کہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین جنابمن
وہ رسالہ تشئید المبانی مولفہ جناب سید باقر صاحب مرحوم ہے جسکے جواب
مین مولوی حیدر علی نے ازالۃ الغین لکھی ہے نہ تصنیف جناب سلطان العلما
طاب ثراہ جنکو آپ مجتہد صاحب لکھتے ہین اوسی تشئید المبانی کا وہ فقرہ ہے
مولوی مہدی علی خان نے تو ازالۃ الغین شروع سے دیکھی تو جب سمجھتے

اوکس رسالہ کے جواب مین ہے اسیوجہہ سے ایک رسالہ لکھدیا۔ بھر حال ان فصولسے
کیا مطلب جناب سیدؒ کی وہ تحریر فرض و تسلیم کی بناپر ہے کہ ایسی جبر و تشدد کی
حالت مین اگر کیا تو کیا الزام ہے جیسا کہ تمامی روایات اہلسنت مین مذکور ہے
نہ یہ کہ اصل واقعہ کی تحقیق کیہو اسی وجہہ سے اوسکا حوالہ شافی پر دیا اور یہان مختصر
و تسلیمی جواب لکھدیا۔

اور روشن دلیل اس جواب کے جواب تسلیمی ہونے پر اخری فقرہ اوسکا ہے۔
والخلاف فی ذلک مشھور ہے۔ یعنی خلاف اس مسئلہ کا مشہور ہے اس فقرہ
کو آپکے بزرگون نے ترک کردیا ہے جسکے لکہنے سے سب قلعی کہل جاتی ہے کہ
ہم یہ جواب فرضی طور پر دیتے ہین نہ تحقیقی طور پر۔ کیونکہ خلاف اس واقعہ
کا مشہور ہے اور ظاہر ہے کہ امر مشہور و متواتر کیلئے سند کی چندان ضرورت نہین
ہوتی۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب سید کے نزدیک جو قریب العہد
تھے زمانہ ائمہ معصومین ؑ سے خلاف اس واقعہ کا نہایت درجہ مشہور تہا کہ اوسکی
ذکر کی بہی ضرورت نہ تہی اور متقدمین اسیکے قائل تھے۔ صرف جناب سید نے بغرض
اسکات و مجوجیت مخالف یہ نیا جواب تسلیمی لکھا کہ اور بہی حجت تمام ہو۔ اور
جدت اس جواب جناب سید کی اسی سے ظاہر ہے کہ اوستاد اونکے جناب شیخ مفید
رضوان اللہ علیہ نے بہت اچھی طرح ان روایات عقد کی موضوعیت اور واقعہ
کا غلط ہونا بکمال تحقیق و متانت ذکر کیا ہے اور کسیطرح اس جواب تسلیمی کیطرف
متوجہ نہین ہوئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی دینا اور اس سے مخالفین کو
مغلوب و ملزوم کرنا صرف جناب سید کی طباعی تہی اور ذہانت جسکا مخالف
موافق سبکو اقرار ہے۔ اگر اسپر بہی آپکی تسکین نہ ہو تو یہ عبارت دلایل الاحکام ملاحظہ
ہو۔ واما ما وقع من النبی والائمۃ ؑ من تزویجھم ذلک المصنف بعد فرض
تحققہ الخ یعنی جو کچہ کہ واقع ہوا نبی اور ائمہ سے نکاح کرنا اونکا ان منافقون سے
بشرطیکہ اوسکے وقوع و تحقق کو ہم فرض کرلین الخ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا

کسیطرح یہ واقعات دراصل صحیح نہین ہین بلکہ فرض و تسلیم کرکے جواب دیتے ہین
اس عبارت سے صرف یہی نہین معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی ہے بلکہ یہ بھی معلوم
ہوا کہ متقدمین و متاخرین سب اصل مین تحقیقاً اس واقعہ کے منکر ہین اور جو قبول
کرتا ہے وہ اسی طور پر کہ بفرض و تسلیم اور جواب تسلیمی کا اصل تحقیق مین غیر مفید
ہونا باتفاق فریقین کنز مکتوم مین صـ۱۷ سے لغایت صـ۲۲ بخوبی مذکور ہے ملاحظہ
فرمائیے۔

سـ۲ و سـ۳ بہت افسوس ہے کہ آپکے مولانا رشید الدین خان تو جناب غفرانمآب
سید دلدار علی صاحب اور سلطان العلما سید محمد صاحب اعلی اللہ مقامہما
کو مولانا الاجل الاکمل فرماتے ہین اور اونکی تعظیم و توقیر کو کافہ اہل اسلام پر لازم و متحتم
مگر آپ اونکی بھی نہین سنتے اور خلاف سیادت ایسے کلمات فرماتے ہین جس سے
خواہی نخواہی کہن اوی توبہ توبہ ع ہرکس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست
خویشتن فریاد + مگر یہ کہ آپ یہ کہین کہ تعظیم و توقیر اونکی تو اہل اسلام پر لازم ہے
نہ ہمپر کہ زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے خلیفہ مجہول النسب کیواسطے یہہ
نسبت و ہمی دامادی صرف اسی غرض سے ثابت کیا چاہتے ہین کہ اہل اسلام اونکی
اور افعال سے چشم پوشی کرکے تعظیم کرین۔ اور یقینی صحیح النسب اولاد رسول
عالم کامل کے ساتھہ یہ بی ادبی خود فضیحت و دیگر ان را نصیحت بھی ہے۔ سچ کہا ہے
یک چنین نیست تا گردد شہید + ورنہ بسیار اند در عالم یزید۔

قول مولوی موثوق صـ۲ سـ۱۶ اب ہم کتب حضرات شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثوم
بنت فاطمہ کا ساتھہ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین اور اوسی کے ذیل مین جا بجا
پیش امام صاحب کی تحریرات کا جواب دیتے ہین۔ اول قاضی نور اللہ شوشتری نے مجالس
مومنین مین ساتھہ ان الفاظ کے فرمایا ہے (اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد)
پس اوس حدیث استیعاب کا مضمون کہ فلاحل الیہ ہر قاضی صاحب کے قول سے ثابت ہوا
دوئم ابو القاسم قمی نے شرح شرائع مین لکھا ہے کہ تزوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر

یعنی نکاح کیا علیؑ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا ساتھ عمرؓ کے۔ اس روایت سے وہ شبہہ پیش امام
صاحب کا کہ جسکو ساتھ اس عبارت کے کہ (بعض متکلمین نے اپنے رسائل میں یوں تحریر کیا ہے
کہ ابن ماجہ اور ابن داؤد محدثان اہل سنت لکھتے ہیں (اعلموا ان المسماۃ بکلثوم اثنتان
احدھما کلثوم بنت راھب وثانیھما کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
فوقعت نکاح کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار ووقعت نکاح کلثوم
بنت راھب مع عمر ابن الخطاب۔ تحریر فرماتے ہیں جاتا رہا وہ بیٹی راہب کی نہ تھی بلکہ دختر
نیک اختر حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی تھیں۔ اور حیرت ہے کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو
اوسمیں کوئی صاحب اس نکاح کو ساتھ غضب کے نسبت دیتے ہیں۔ کوئی صاحب حضرت
لوط کی بیٹیوں کو مثال میں لاتے ہیں۔ کوئی فرماتے ہیں کہ یہ نکاح بطیب خاطر نہیں ہوا۔ کوئی
یہ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے اپنی طرف سے کردیا۔ کوئی بجائے ام کلثوم کے سحیفہ جنیہ کو
واسطے ہمبستری کے لاتا ہے کوئی کلثوم بنت راہب۔ کوئی کلثومؓ بنت ابی بکر بتاتا ہے۔ کوئی
حضرت عباسؓ کے فعل کو ساتھ الفاظ وکالت فضولی کی تعبیر کرتا ہے۔ کوئی زفاف سے انکار کرتا ہے
یہ کیا ماجرا ہے۔ باقی رہے جناب پیش امام صاحب تو اونکے ایک دعوی بے سروپا ہے کہ (بعض متکلمین نے
اپنے رسائل میں لکھا ہے) اپنے دلکو خوش کرتا ہے وہ کون متکلم ہیں نام و نسب سے اونکے آگاہ
کیجیے ربجائے دفع المغالطہ آپ ہی سے سزاوار ہے آپ آفتاب کو ایک مٹھی خاک سے چھپاتے ہیں لیکن
مصرعہ۔ ما شمعۃ الشمس بالموجاء تطفے حضرت امیرؑ کا گھر آیا قلعۂ اسلام تھا یا حکیم مہدی
کا امام باڑہ کہ بھول بھلیوں میں حضرت ام کلثوم کو چھپا دیا اور بیٹی راہب کی بیاہ دی۔ آخر وہی
گھر تھا جو بقول پیش امام صاحب کے خلیفہ ثانی نے جلا دیا معاذ اللہ وہی گھر تھا کہ جسمیں گھسکر
نعوذ باللہ جناب امیرؑ کے گلے میں رسی باندھکر لے آئے۔ وہی گھر تھا کہ جسکا دروازہ گرا دیا گیا۔
افسوس محبت اہل بیت کا بھی دم بھرا جاتا ہے اور اونکو جبکہ گھر اور سر متقلب بتایا جاتا ہے نعوذ باللہ
من ھذہ الھفوات۔ سو ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو۔ خدا کا خوف کیجیے رسولؐ سے
شرمائیے خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمہؑ کی فرمائیں اور جناب امیر
دختر راہب خواہ حضرت خلیفہ اول کی بیاہ دیں یہی کام اون قدسی صفاتوں کا ہے جنکے قول و فعل ہے

ہے دیوار دین کی قائم ہر اور بیخ شجرۂ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہے ع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

دفع الوثوق - پہلے آپکا یہ فقرہ " اب ہم کتب شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھہ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین " نہایت شکر گذاری کے لائق ہے کہ آپ بھی اس تقریر کو جناب سید کے مثبت وقوع نکاح نہین جانتے جب ہی تو آپنے یہ کہا " کہ اب ہم ثابت کرتے ہین " بعدہ کلام قاضی صاحب نور اللہ مضجعہ کو دلیل اول یا ثبوت اول قرار دیا جس سے اور بھی یہ سمجھا گیا کہ آپ کلام جناب سید کو مثبت وقوع نکاح نہین سمجھتے خدا ایسی ہی فہم ہر جگہہ عطا فرماے -

ہم اس سے بھی خوش ہین کہ آپنے آیات بینات کے لغویات و خرافات کو قلم انداز کر کے اپنے کام کی باتونکو منتخب کر لیا ورنہ ناحق تضیع اوقات ہوتی - دوسرے پہلا ثبوت آپکا بلکہ آیات بینات والے کا بلکہ مولوی حیدر علی کا قول قاضی صاحب مرحوم ہے " اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بہ عمر فرستاد " وہی شرطی فقرہ ہی جسکو منطق مین تعلیق محال بالمحال کہتے ہین یعنی ایک محال کو دوسرے محال پر معلق کیا کہ اگر نبی نے کیا تو علی نے بھی کیا - حالانکہ نہ نبی نے کیا نہ علی نے - اسی ایک فقرہ سے عثمان کے عقد کا دعوی بھی دختر نبی سے باطل ہوا جیسا کہ عمر کا نکاح دختر ولی سے باطل اور لغو ہے کیونکہ تحقیق سے دونو واقعہ غلط ہین - چونکہ اہلسنت نفاق حضرت عثمان کے بہ نسبت خلیفہ دوم زیادہ قائل ہین (یہانتک کہ باجماع صحابہ وفتوای ام المومنین واجب القتل قرار پاے) اور اونکے عقد پر فرضی دختران رسول سے زیادہ نازان تھے کہ ذوالنورین کا لقب دیا - لہذا قاضی صاحب نے بطور الزام فرمایا کہ جب ایسے منافق سے جسکا تمکو بھی اقرار ہے - رسول نے اپنی بیٹی بقول تمہارے بیاہی تو اگر جناب امیر نے بھی بقول تمہارے ویسے ہی منافق سے بیٹی بیاہی تو تم کیونکر معترض ہو سکتے ہو - جب عقد دختران رسول سے عثمان کا نفاق نہین زائل ہوتا تو بفرض محال عقد دختر علی سے نفاق عمر کیونکر زائل ہوگا - افسوس ہے کہ ایسے شرطی تسلیمی والزامی اقوال سے کوئی محقق کیونکر اپنی رائے قائم کر سکتا ہے - ایک باریک نکتہ اس مین اور ہے کہ قاضی صاحب گویا کسی شیعہ بلکہ سنی کو بھی اصل وقوع نکاح عثمان و عمر سے انکار نہین ہے بلکہ اون ازواج کے بنت رسول و بنت علی ہونے سے انکار ہے جو بہت صحیح اور مطابق واقع ہے پس جناب قاضی صاحب مرحوم کا یہ ایک فقرہ ایسا جامع و مانع ہے کہ آپ توکیا آپکے علما سمجھہ بھی نہین سکتے

چہ جائیکہ اعتراض کرین۔ اور اس فقرہ "ولی دختران بعمر فرستاد سے" نہ دختر ولی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ نکاح کیونکہ دختر عام ہے ہر لڑکی کو دختر کہتے ہین۔ اگر بالخصوص دختر ولی مراد ہوتی تو یون کہتے ولی دختر خود را بعمر فرستاد اور دو نو جملے یعنی دختر بعثمان داد و ولی دختر بعمر فرستاد مین لفظ دختر یونہین مذکور ہے بلا اضافت خود وغیرہ جس سے تخصیص دختر سمجھی جاوے اسیطرح لفظ فرستاد بھی عام ہے اور بعد اسکے سمجھا جائیگا کہ بھیجنی بھجانے کا مضمون ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہے جسکی عمر نے خواستگاری کی اور جناب امیرؑ نے اوسکی صغر سنی وغیرہ کا عذر کیا۔ نہ یہ کہ ابو القاسم قمی کا شرح شرائع مین لکھنا۔ ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ کا مضمون ہے اگر شرح شرائع ابو القاسم قمی آپ دنیا کے پردہ سے نکالین تو کچھ نذرانہ حاضر کرون جیا حضرت آپکے مولانا اولانا حیدر علی ہی نے دھو کھا کھایا ہے تو آیات بینات والے کا کیا قصور جو اونکا ناقل ہے اور آپ اوسکے ناقل۔ ابو القاسم قمی علیہ الرحمۃ تو مصنف قوانین الاصول ہین جو بہت متاخرین علمائے مائۃ حادی عشر سے ہین اور محقق ابو القاسم حلی علیہ الرحمۃ مصنف شرائع کے ہین نہ شارح شرائع کے۔ ہزارون نسخے قلمی چھاپہ موجود ہین ایک نسخے مین بھی آپ یہ عبارت نکالدین تو ڈبل شکریہ ادا ہو۔ زیادہ توضیح ذوالفقار حیدریہ جلد ہفتم مین ہے اب فرماے کہ وہ شبہہ پیش امام صاحب کا "کہ ام کلثوم راہب کی بیٹی کا نکاح عمر سے ہوا" کیونکر زائل ہوا؟ ایسے غلط افتراؤن سے اگر رفع اشتباہ ہو تو آپ مسلمان ہی کیون رہین۔ یہ لفظ شبہہ آپکے مذاق پر تحریر ہوا نہین تو شبہہ سے اسکو کیا مناسبت ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب تو آپکے اسلاف ابن ماجہ وغیرہ سے بنت راہب ہونا ام کلثوم زوجہ عمر کا نقل کرتے ہین اور آپ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا کہ یہ نقل صحیح ہے یا غلط بلکہ ایک گونہ آپنے اس دعوی کی تصدیق کی کہ فرمایا کوئی ام کلثوم بنت راہب" کہتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپکے ان دونو ثبوت مین سے کسی ثبوت مین بنت فاطمہ ہونا مذکور نہین۔ کیونکہ ہر بنت علی بنت فاطمہ نہین اور پہلے ثبوت مین تو بنت علی ہونا ہی مذکور نہین۔

جملہ ہجم آپکے اس جملہ کو "کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو" ہم مطلق نہ سمجھے کہ کون سا اہتمام آپنے ثابت کیا ہے اور کونسا اہتمام آپکو مقصود ہے۔ ولی دختر بعمر فرستاد۔ اور تزویج علی دنیۃ

مین توکوئی اہتمام مذکور نہین - اول فقرہ جملہ شرطیہ ہے جسمین نہ نکاح ہونا مذکور ہے نہ دختر کا
دختر ولی ہونا دوسرے کا وجود ہی نہین چہ جائیکہ کوئی اہتمام ہو اگر یہی اہتمام ہے تو ماشاء اللہ
باقی رہا "غصب کہنا - یا لوط کی بیٹیون کی تمثیل دینا - یا بلا طیب خاطر ہونا - یا وکالت عباس
ہونا - یا جنیہ کا آنا" یہ سب تقریر تو دوسری جگہہ کی ہے جسکو آپ پھر کہینگے اور وہین
اسکا جواب بھی مذکور ہوگا یہان اسے کچھ مناسبت نہین - علمائے شیعہ نے جہان روایات
اہلسنت کو دو ایک منٹ کیلئے فرضی طور پر تسلیم کیا ہے وہان کی یہ باتین ہین کہ بفرض تسلیم
اگر ہے تو یون ہی اور بعض تو خاص آپ ہی لوگون کی روایت ہے جسکو شیعہ بمقابلہ آپکے
پیش کرتے ہین جسکے لئے تمثیلاً دو ایک روائتین آپکی بیان کرتا ہون - غصب جسکے
معنی بلا طیب خاطر کے ہین وہ تو کل روایات اہل سنت مین درج ہے جیسا کہ آگے آویگا مگر بنظر
تسکین خاطر تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی کے باب ۱۱ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائی
پس علی نے انکار کیا عمر کی تزویج سے - یہ بہت شاق ہوا عمر پر - پس کہا عباس نے نکاح
کر دو اوسکا عمر سے کہ ہمکو ایک کلام بد عمر کا پہونچا ہے - اور تمثیل دختران لوط اسی بنیاد پر ہے
کہ جب حضرت لوط نے نبی ہوکر باوصف محافظت خدا و ملیکہ بلکہ نزول ہو جانے ملیکہ
یہ گوارا کیا کہ میری بیٹیان کفار کے قبضہ مین جائین حالانکہ وہ انکے خواہان نہ تھے - تو حضرت
علی نے جو امام تھے اور نائب نبی نہ نبی اگر اس سے سخت تر مجبوری مین کہ ایک بادشاہ منافق
عقد کیا چاہتا ہے اور سارا زمانہ اوسکا تابع ہے حضرت کا کوئی ساتھی نہین تھا تو کیا مضائقہ
وکالت حضرت عباس کی روایت اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق مین فصل الخطاب سے
منقول ہے کہ اور نکاح کر دیا ام کلثوم کا عباس نے برضا اونکے باپ کے - باقی رہی روایت جنیہ
پس اوسکا ذکر آئندہ بتفصیل ہوگا اور انکار زفاف کی روایت ہدایت السعداء مین ہے
جو اہلسنت کی کتاب ہے و کذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب
لم یعقب لہما ص ۲۵۹ حاشیہ ترمکتوم ص ۱۱۰ ملاحظہ ہو -
غرض جس جس قسم کی روائتین آپلوگون نے بتائین اونکا جواب تحقیقی تسلیمی دونون دیا گیا
یا آپکی روائتین پیش کی گئین اسمین شیعون کا کیا قصور ہے -

خارج از بحث سطر ۸ صفحہ ۳۵ کی عبارت باقی رہی جناب پیشوا امام صاحب کے جواب کی ضرورت نہین ہے کیونکہ گو مولوی صاحب نے اوس متکلم کا نام نہین لکھا ہی مگر ابن ماجہ و ابن داؤد کا تو نام لکھا ہے جنسے وہ عبارت نقل کی پہر ان کتابون کو کیون نہ دیکھہ لیا۔ مین نے ان کتابونکو نہین دیکھا ہی جو عرض کرون لیکن آپنے بڑی غلطی فاش کی جو نہ ان کتابونکو دیکھا نہ اس دعوی پر غور کیا صرف طبعزاد ایک فقرہ مہمل لکھدیا۔ یہ آپکا فرمانا صحیح ہی کہ "حضرت امیر کا آخر وہی گھر تہا کہ خلیفہ ثانی نے جلادیا وہی گھر تہا کہ جسمین گہسکر جناب امیر کے گلے میں رسی باندھکر لے آئے وہی گھر تہا کہ جسکا دروازہ گرادیا گیا" کیونکہ یہ سب باتین تو آپ ہی لوگون کی روایات مین موجود ہین پھر شیعون کا کیا قصور ہے۔

پانچوین اسکا تو کوئی بہی قائل نہین "کہ خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ فرمائین اور جناب امیر دختر راہب خواہ حضرت خلیفہ اول کی بیاہ دین" برائے خدا ذرا شرمائے اسقدر افترا نہ فرمائے کہین سے اسکا ثبوت دیجیے کہ کوئی شیعہ قائل ہی کہ خواستگاری حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ پر آپنے یہ کیا۔ محض تہمت محض افترا ہے۔

یا آپ سمجھے نہین یا سمجھکر گڑبڑاتے ہے وہ لوگ تو صاف یہ کہتے ہین کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ خواستگاری ہوئی نہ خلیفہ نے اونسے عقد کرنا چاہا نہ عقد ہوا نہ کوئی اور قصہ ہوا۔ آپکے علمانے زوجیت ام کلثوم بنت راہب کو جو مقبولہ آپکی ہی۔ (نہ میری) اور خواستگاری یا عقد ام کلثوم بنت ابوبکر کل قصہ کو بسبب اشتراک نام کے حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب کر دیا۔ اسکا کوئی قائل نہین کہ جناب امیر نے اپنی بیٹی کی جگہہ ان لوگون مین سے کسیکی بیٹی بیاہ دی ہو۔ کیونکہ وہ سب تو خود خلیفہ کی زوجہ تہین یاد نہین کے عقد کی خلیفہ نے خواہش کی تہی۔

صحیح ہی کہ ہرگز یہ سب کام ان اون قدسی صفاتون کا نہین جنکے قول و فعل سے دیوار دین کی قائم ہی اور بیخ شجرہ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہی مگر ہمکو تعجب ہے کہ کس دل اور کس زبان سے اپنے ان امور کا اقرار کیا ہے۔ یا صرف شیعون پر الزام تمام کرنیکی غرض سے یہ تقریر ہے؟—

جناب من یہ سب کام اون قدسی صفاتون کا تو نہین ہی۔ جنسے دین کی دیوارین قائم ہوئین۔ مگر اون دین کی دیوار گرانیوالون کے بارے مین آپکی کیا رائے ہی جو اپنی غرضونکے لئے اون قدسی صفاتونکو ایسا مجبور کر کے

کہ کوئی لفظ بہی اوسکو خوشی سے گوارا نہ کرے جو تمامی وضعی روایات اہلسنت کا بیان ہے

سیوم حضرت قاضی صاحب بسند ابوالحسن علی ——— ۱۹ قول موثوق صفحہ ۳۵ سطر ۵ عہ

بن اسمعیل اثنا عشری مجالس المومنین مین فرماتے ہین (اور از چند امر پرسیدند کہ آنرا جملہ مقدمہ ایکہ

خلیفہ ثانی است جواب داد کہ دادن دختر ایم کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار

شہادتین می نمود و زبان بہ اقرار فضیلت میکشود و در آن باب غلاظت و فظاظت او نیز منظور بود

اس عبارت سے بہی دعوی کمترین کا اور تحریر ناسخ التواریخ کا مضمون ثابت ہوگیا اور تہمت سرقہ کہ جو بہ نسبت

اس کمترین کے فرمائی ہی جاتی رہی افسوس کہ جناب کو اپنی تحریر کے دیکہنے سے کچہ خیال ندامت آنا ہوگا

جسکا اشارہ بلکہ لنشان صفحہ کا ماسبق عرض کیا۔ چہارم وہی قاضی صاحب مجالس المومنین مین فرماتے ہین

(محمد بن جعفر طیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ

ام کلثوم را کہ از روی اکراہ در حبالۂ عمر بود مزوج نمود) انتہی فی الجملہ ثبوت عبارت بیہقی وغیرہ کا کہ جسکو الزاق

کر کے لکہا ہی ہوگیا اور نکاح کا ہونا ساتہہ خلیفہ ثانی کے ثابت ہی جسکے ثبوت سے اس کمترین کو غرض ہے

پنجم کتاب تہذیب مین یہ حدیث موجود ہی جسکو ساتہہ سند ائمہ کرام علیہم السلام کے اس عبارت سے

بیان کیا ہی۔ قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح عن جعفر عن ابیہ

علیہم السلام قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ

واحدۃ و لا ندری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر وصلی علیہما جمیعا

پس ثبوت عبارت شاہ صاحب کا کہ[1] (در ینجا خود بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ

بوجود آمدہ) ہوگیا اور خدشہ جناب کا[2] کہ ام کلثوم معرکہ کربلا مین موجود نہین جاتا رہا اور جب کتاب تہذیب سے

صاحب اولاد ہونا ام کلثوم بنت فاطمہ کا ثابت ہوا تب وہ فقرہ جناب کا) کیونکہ کلثوم بنت فاطمہ کا صاحب

اولاد ہونا کتب سیر سے ثابت نہین لامحالہ زید بن عمر بطن کلثوم بنت راہب سے متولد ہوا ہوگا اور اقیناد رضی

صدق وہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر از بطن اسما بنت عمیس کما سیاتی ذکرہا منکوحہ

عمر رض ہوگی نہ کلثوم بنت فاطمہ رض) باطل ہوگیا اور فقرہ[3] آپکا لفظ لامحالہ سے تا لفظ منکوحہ عمر ہوگی قیاس اور

ظن فاسد بلکہ وہم کاذب پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اتنا بڑا امر کہ[4] جسکے واسطے اسقدر اہتمام ہوا ہوتا سنی

اور شیعہ اپنی کتب احادیث مین درج کرین بلکہ فرقہ ثانی مانع اسکا ہو پہر بہی لقط ہوا ہوگا اور ہوگا

جو مفید ظن بلکہ شک اور منافی یقین ہو خبر کیا جاوے اور اپنے دعوی وہم مطوی پر صرف استقرار فرمایا جائے ع ٹمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے — وہ ادلہ عقلی و نقلی کہ جسمین ظن اور قیاس کو دخل ہو ارشاد کیجئے یون تو ہر امر مین ہر شخص کو اختیار ہے کہ فلان امر ہوا ہو گا اور فلان چیز ہوئی ہو گی کہہ سکتا ہے اب کمترین (۵) مطابق روش جناب کے عرض کرتا ہے کہ نکاح دختر حضرت ابو بکرؓ کا ساتھہ حضرت عمرؓ کے لامحالہ ہوا ہو گا اور نکاح دختر حضرت علیؑ کا بھی یقیناً ہوا ہو گا یا دو عورتین ایک نام کی ایک شخص کے نکاح مین نہین آسکتین ایسی ہی تحریر پر جناب کو دعوی جواب لکھنے کا ہوا مگر آپ مجبور ہین صاحب الفاظ نے ایسا ہی لکھا ہے زیادہ اس سے ثبوت آپ کہان سے لاتے مصرع — انچہ اوستاد بمن گفت ہمان میگویم —

(۶) کتب تواریخ و سیر مین جس جگہہ ذکر ازواج و اولاد حضرت خلیفہ ثانی کا مندرج ہے وہان دو نام ام کلثوم کے لکھے ہین — بعض نے لکھا ہے کہ ملیکہ بنت جرول بن مالک آپکے زوجیت مین تھی — بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہے مسیب و زید اصغر و عبد اللہ اوسکے بطن سے تولد ہوے اور حضرت ام کلثوم (۷) بنت فاطمہ سے بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ تھا۔ ایسی حالت مین قیاسی اور ظنی اور وہمی باتون سے استدلال کرنا انصاف سے بعید ہی خلاف داب اہل بصیرت و مناظرت ہے۔ باقی رہنا ام کلثوم بنت فاطمہ کا معرکہ کربلا مین اس جگہہ وہ نقل (۸) یاد آئی جسکو مولانا حیدر علی صاحب مدظلہ العالی نے رسالۃ المکاتیب فی رد الثعالب والغرابیب مین لکھی ہے (زنے بود کہ بعد از شنیدن مناقب فاروق و قرابت مجددہ او در دودمان اہل بیت طاہرین سر خود را میکوفت و میگفت کہ باورم نمی آید و عقل زدین این مناقب را تجویز نمی نماید کہ عمر در معرکہ کربلا آب فرات را بر ذریت سرور کائنات قرق کردہ و بر پارہ ہای جگر رسول مقبول و حضرت بتول انواع ظلم و جفا روا داشتہ یکے از یاران فقیر گفت کہ ای زن ناقص العقل آن عمر کہ فوج کشی بر مہمانان کربلا نمودہ و ابواب ظلم بر روی ایشان کشودہ عمر بن سعد بود مود این مرابع عمر بن خطاب است کہ در ملازمت رسالتمآب صلعم کالشمس فی وسط السماء بیت معتقد اہل صدق و صفا است و قبل از شہادت شیر خدا بعصا کہای دراز در نماز شہید گشتہ زینہار این دو واقعہ کربلا حاضر نبود زن فریاد میکرد و زار زار میگریست کہ ہرگز بدلم در نمی آید زیرا کہ من از علمای معتبرین شنیدہ ام کہ این ہمہ جور و جفا از ہمین خلفا صدور یافتہ و الا نیز اینست کہ در ایام محرم وغیرہ بر السنہ زبان

ست وتبرا میگشایند) بعد تھوڑے فاصلہ کے لکھتے ہیں (اکنون توجیہاتیکہ در این امور بہ کتب
قدیم وجدید ذکر کردہ عوام را بہ انتساب واقعۂ کربلا سوی خلفا از راہ بردہ اند باید شنید محصلش چند
حرف آنکہ سبب قتل واسیر اہل بیت در کربلا اجماع سقیفہ وامر شوری است کہ بانی مبانی آن عمر
است وشعرای ایشان درین باب بہ عربی وفارسی صدہا اشعار نظم کردہ - قاضی نور اللہ شوستری
وامثالش در تصانیف خویش آوردہ اند ایرادش خالی از اطناب نیست مصرعی از آن این است ع
آن کشتۂ سقیفہ وشد آوارہ کربلا - اگر اوپر اس مصرع کے جناب کو تسکین نہو وے تو رسالہ رجعیہ علامہ
مجلسی کتب بحار ملاحظہ فرمائیے کہ حدیث ہشتم میں یہ فقرات تحریر فرمائے ہیں (پس ہر ظلمے وکفری کہ از اول
عالم تا آخر شدہ گناہش را بر ایشان لازم آورد ومثل زدن سلمان فارسی وآتش افروختن بدر خانہ
امیر المومنین وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام برائے سوختن ایشان وزہر دادن امام حسن وکشتن
امام حسین واطفال وپسر عمان ویاران او علیہم السلام واسیر کردن ذریت رسول وریختن خونہای آل
محمد صلعم در ہر زمانے وہر خونے کہ بناحق ریختہ شدہ وہر فرجے کہ بحرام جماع شدہ وہر سحتے
کہ خوردہ شدہ وہر گناہ وظلم وجورے کہ واقع شدہ تا قیام قائم آل محمد صلعم ہمہ را بر ایشان بشمارد
انتہت بلفظہا پس ازین قبل جناب نے بھی رہنا ام کلثوم کا معرکہ کربلا میں تصور فرمایا اگرچہ
خطا جناب کی طرف عاید نہیں ہو سکتی کیونکہ صاحب القاب نے ایسا ہی لکھا ہے آپ نے اسکے لکھنے کو
معتبر اور راست تصور فرمایا صرف نقل کر دیا تنقید اور تحقیق نہیں فرمائی - تحریر الشہادتین کو
جناب نے نہیں ملاحظہ فرمایا ورنہ ایسا دھوکا آپکو نہ ہوتا اُن بزرگ نے اُس کتاب میں التزام روایات
صحیحہ کا نہیں کیا ہے بہت سے روایات ضعیف اور مختلف اُسمیں موجود ہیں وہ کتاب مرثیہ کے طور
پر بیان کی گئی ہے اصل سر الشہادتین میں جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے البتہ التزام
صحت کیا ہے اُسمیں اس روایت کا اثر ہی نہیں ہے - علاوہ اسکے خود تحریر الشہادتین میں بعد
لکھنے اُن روایات کے اُن بزرگ نے لکھدیا ہے - بالجملہ این روایات وامثال آن بعضے از آن خالی
از ضعف نبودہ باشد - پس ایسی حالت میں بقول اُس مصرع مشہور ع وا ماندہ ز اصل کار مشغول
بفرع - یہ طریقہ کام محققین اور مدققین کا نہیں - اگر ایسی روایتوں پر آپ تشبث فرمائینگے
بہت سی روایتیں مرثیوں میں مرزا دبیر صاحب ومیر انیس صاحب کے آپکو ملینگی [illegible]

جواب جناب کا بخوبی درست ہو جائیگا بقول صاحب آیات بینات کے (جو مضمون انکے ذہن مین آیا اُسی
وقت ایک روایت اپنی طرف سے جھوٹی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلائی) جناب نے ناحق تحریر
اور تقریر کا حوالہ دیا شعر مشہور کہ جسکو ہر مہینے مین کئی بار سننے کا اتفاق ہوتا ہوگا شاید
بستند باز و زینب و کلثوم را + الفلک آن ابتدا این انتہائے اہلبیت + زیب تسطر فرمایا ہوتا۔ ابکی
عبارت عالی کو تماعوں کا فقراع ہذا تا رب الجواع۔ کسکے جانب پہیرون جناب کی طرف
تو پہیر ہی نہین سکتا کیونکہ اسمین الفاظ سبّ اور دشنام کے مندرج ہین اگر ارشاد ہو تو صاحب
تہذیب کیطرف پہیر دیجائے کہ ان بزرگ نے جناب کے جواب کو بالکل خراب کر دیا کہ وفات ام کلثوم
اور زید کا قبل معرکہ کربلا کے لکھدیا۔ اب رد و قدح اور یہ روایت استیعاب کی کہ جسکو القاب سے لکھا
ہے اور روایت مودت کو وہ ہی کتاب مذکور سے کچھ عربی کی اُردو اور کچھ عربی کی عربی تحریر کی ہے سوال
و جواب ماخوذ یا کتب مبسوطہ مین دست و گریبان ہو چکے ہین اون کتابون کو ملاحظہ فرما کر تسکین اپنی
فرمائے ہمین ایسے ڈہکوسلون کو پسند نہین کرتا مقصود اصلی میرا یعنی نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ
زہرا کا ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم کے تہا سو کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت ہو گیا گفتگو یہ بسلسلہ خارج از بحث بے فائدہ جانتا ہون

دفع الوثوق — یا حضرت قاضی صاحب بسند ابوالحسن علی بن اسمعیل
اثنا عشری کوئی روایت نہین نقل کرتے ہین جسمین سند ہوتی ہے یا قول معصوم سمجھا
جاتا ہے بلکہ خود علامہ ابوالحسن کا حاضر جوابی لکھ رہے ہین کہ سنیون کو اس جواب سے خاموش
کر دیا کہ اگر حضرت امیر نے عمر سے بیٹی بیاہی تو اسوجہ سے کہ وہ زبانی اقرار شہادتین
کرتے تھے جسکا مقصود یہ ہے کہ تم جو کفر عمر و نکاح مذکور کا اجتماع محال سمجھتے ہو غلط ہے
کیونکہ ہم خلیفہ کو منافق کہتے ہین جس سے عقد جائز ہے تم لوگون کے نزدیک پس اگر
نکاح ہوا تو اسی بنا پر کہ وہ زبانی اقرار شہادتین کرتے تھے۔ دیکھیے یہ بھی وہی
جواب تسلیمی ہے جسکو کوئی مفید مدعا نہین سمجھتا یہ جواب بھی اوسی قسم کا ہے جو جناب
سید مرتضی علم الہدی نے تحریر فرمایا تھا۔ جنکی طباعی و ذہانت مسلمہ فریقین ہے اسوجہ
سے جناب قاضی صاحب نے اس جواب کو علامہ ابوالحسن کے لطافت و حاضر جوابی کے
موقع پر ذکر فرمایا تو یہ جواب اور جواب سید مرتضی بطرز اسکات مخالف ہے نہ بنا بر تحقیق واقعی

مین مکرر عرض کر چکا ہون کہ جس عنوان سے اہلسنت استدلال کرتے یا سوال فرماتے اوسکے مطابق کبھی جواب تحقیقی دیا جاتا کبھی الزامی کبھی تسلیمی۔۔ اگر ایسے ہی ثبوت کی ضرورت تھی تو بہت اچھی طرح آپکا مقدمہ ثابت ہو گا آپنے ناسخ التواریخ کا جو تذکرہ کیا ہی تو شاید آپنے اوسے دیکھا نہین کسی سے سُن لیا ہو گا۔ آپ اوسکے پہلی جلد کا مقدمہ پڑہین کہ کیا لکہتے ہین وہ بیچارہ تو خود لکھہ رہا ہی کہ ہم تواریخ اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور زیادہ تر تاریخ طبری پھر اوسکو تاریخ شیعہ سمجھنا آپ ہی سے عقلا کا کام ہے۔ اگر ایسی ہی نقلون پر مدار تحقیق ہے تو بیشک آپ جیت گئے۔ ہزارون جگہہ قرآن مین صحاح ستہ مین اقوال کفار و منافقین بغرض رد صریحی یا کنایۃً مذکور ہین بلکہ بغیر ان وجوہ کے بہی۔ تو وہ سب جیت گئے ہزارون روایتین کتب اہلسنت کی شیعون کی یہان بغرض مذکور یا دوسرے اغراض سے مذکور ہین وہ سب شیعونکی روایت ہو گئی۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست + دوسرے آپکا جارم ہی بیکار ہی۔ کیونکہ مجالس المومنین کتب رجال سے ہی قاضی صاحب نے محمد بن جعفر کا حال کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن حجر عسقلانی سے لکہا ہی جسکی عبارت مطابق استیعاب یہ ہے۔ ھو الذی تزوج ام کلثوم بنت علی بعد موت عمر بن الخطاب۔ یعنی محمد بن جعفر وہی ہین جنہون نے عقد کیا ام کلثوم سے بعد موت عمر بن الخطاب کے جس سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے اون عبارتونکا ترجمہ کیا ہی۔

یاحضرت یہ بہی واضح رہی کہ اصابہ و اسد الغابہ و استیعاب و تاریخ کامل وغیرہ کتب رجال و تواریخ اہلسنت مین حضرت محمد بن جعفر کی شہادت جنگ تستر مین بعہد عمر لکہی ہی۔ پھر فرمائیے کہ بعد شہادت وہ کیونکر زندہ ہوئے جو اونسے دوبارہ نکاح حضرت ام کلثوم کا ہوا۔ یہ جملہ معترضہ یاد رکھیئے آیندہ کام آویگا۔ بیہقی وغیرہ کی عبارت کو الحاق کہنا حضرت خالی ہی کا کام ہے کیونکہ بیہقی کی عبارت سے کوئی مطلب مخالف اہلسنت نہین نکلتا جس سے مولنا صاحب نے اوسکو الحاقی قرار دیا بیہقی کی عبارت منقولہ صـ ۱۳ رسالہ قول موفق یہ ہے ان علیا عزل بناتہ لولد اخیہ جعفر فلقیہ عمر فقال یا ابا الحسن انکحنی ابنتک ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ ص قال قد حبستہا لولدی اخی جعفر

اور یہی مضمون تمامی روایات اہلسنت مین ہی کہ جناب امیرؑ نے خلیفہ سے ایک عذر یہ بہی
کیا کہ ہمارے بیٹونکی نسبت فرزندان جعفر سے مقرر ہی جیسا کہ آیندہ بہی مذکور ہوگا۔
پہر نہ معلوم یہ عبارت کیون الحاقی قرار دی گئی بہر حال چونکہ کوئی کتاب اہلسنت کی
ایسی نہین ہے جسمین وہ یہ نہ کہتے ہون کہ شیعون نے بڑہا دیا تو اس جملہ کی شکایت
یہان کیونکر کی جائے۔

نمبر ۲ بحکم ثبوت آپکا کتاب تہذیب سے ہی جو بیشک مستند کتب احادیث مذہب شیعہ سے ہی
مگر اوسی طور سے جیسا کہ کتب اربعہ پر کل شیعونکا عقیدہ ہی کہ اقسام اربعہ صحیح حسن موثق
ضعیف روائتین سب ہین۔ نہ یہ کہ آپکی صحاح ستہ کی طرح از راہ گندم نمائی جو فروشی
عوام سے تو یہ کہین کہ بعد قران یہی کتابین صحیح ہین اور علما ہزارہا روائتونکو اونکے غلط
ضعیف موضوع بتائین۔ بہرکیف کتاب تو معتمد ہی مگر اسوقت حاضر
نہین جو اس روایت کی اوس سے توثیق کرین کیونکہ بہت سی روائتین اسکی مخالف اس
مضمون کی موجود ہی کہ ماتت ام کلثوم و زید بن عمر اور بروایتے زید بن یحیی النیسابوری مین
بنت علی کا لفظ نہین۔ جس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ یہ روایت درست نہو۔ مگر ہم
ان سب امور سے درگذر کرکے جب سلسلہ روایت کو کتب رجال سے ملاتے ہین تو یہ
روایت بالکل ناقابل اعتبار ٹہرتی ہی کیونکہ راوی اول محمد بن احمد بن یحیی کی بابت
کتاب منتہی المقال مین یون مرقوم ہی۔ یہ روایت کرتے ہین ضعیفون سے اور اعتماد کرتے ہین
مرسل پر۔ اور نہین پرواہ کرتے کہ کس سے لیا روایت کو اور انکی کتاب نوادر الحکمۃ کو
علمائے قم دبہ شبیب کہتے تہی یہ جسکے ایک گیتہ تہا جسکے کئی منہ تہے کہ ہر چیز کو اسی
ایک ہی ڈبہ سے دیتا غرض اس سے مشابہت دیتا تہا اس کتاب کو اس ڈبہ سے صفحہ ۲۵۹
مطبوعہ ایران۔ پہر فرمائیے ایسی روایت سے استدلال کیونکر درست
ہوسکتا ہی انصاف شرط ہی ہٹ دہرمی کا جواب نہین۔ قداح پر بہی زیدیت کا
الزام ہی دیکہو رمی الجمرات صفحہ ۸۷ ج ۳۔ عنوان روایت بہی بالکل خبط ہے
عن جعفر ابن محمد القمی عن القداح جعفر بن ابیہ ہرگز طریقہ روایت نہین۔ اور بہی یہ روایت

بطریق عنعنہ ہی کہ عن فلان عن فلان جو محدثین کے نزدیک قابل وثوق نہین چنانچہ
شاہ عبدالعزیز صاحب روایت شکار بی بی عائشہ کے جواب مین فرماتی ہین و باز
درین روایت عنعنہ است کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم روایات بی سر و بن
در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن شان مومنین نیست تحفہ صفحہ ۳۶۵ کہ مکتوم ۴۹
یہ روایت شکار خاص اہلسنت کی روایت ہی نہ شیعونکی وکیع بن جراح اسکے راوی ہین

شعر

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا | جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا

یہی ثبوت ہین حضرت خالد کے بلکہ آیات بینات والے کے بلکہ حیدر علی کے کتب مذہب شیعہ سے
جسپر وہ سب شور و غل تہا جس سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہین کہ اہلسنت کیسی بغلین کیسی
گہرکی دیتے ہین اور کیسی کیسی لام باندہتے ہین جو ایک وار بہی نہ سنبہال سکے - ان
پانچون ثبوتون کی مجموعی حالت یہ ہی کہ ایک تو اوسمین روایت ہی - یہی جو اخیر مین
مذکور ہوئی اور اوسکی تحریف وبی اعتمادی اپنی دیکہی - باقی دو قول ہین علمائے شیعہ
کے جواب مین اہلسنت کے ایک قول قاضی صاحب دوسرے قول ابو الحسن حنا حبتا
جو سنیونکی جواب مین بطور فرض و تسلیم کہا گیا اور اونکے حاضر جوابی مین منقول ہوا
تیسرا قول نقل عبارت اصابہ واستیعاب وغیرہ ہی جو کتب اہلسنت سے ہی - چوتہا
قول ابو القاسم قمی شارح شرائع کا ہی جسکا دنیا مین وجود ہی نہین -
روایت ہو یا قول نہ تحقیق واقعہ کی متعلق ہی نہ مورخانہ حیثیت سے نہ اوس جگہہ کی ہین
جہان اسکی بحث ہونی چاہیئے نہ اسمین یہ دکہایا ہی کہ یہ عقد کیون ہوا کب ہوا کسکے سامنے
ہوا اور یہ بیٹی جناب سیدہ تہین یا جناب امیر کی کسی دوسری زوجہ سے نہ اور اسکے
متعلقات - اسپر یہ فرمایش کی جاتی ہی کہ شیعہ مان لین خلیفہ دوم کا عقد حضرت ام کلثوم
بنت فاطمہ ع سے ہو گیا بہلا منصف مزاج عاقل محققانہ نظر سے کیونکر قبول کر سکتا ہی -
یہی سبب ہے کہ علمائے شیعہ نے ادھر زیادہ توجہ نہ کی اور موقع وقت کی مطابق جواب

تسلیمی دی دلاکر چھٹی کی اور زیادہ تر باعث تسلیم غالبا یہ ہوا کہ خود اونہین روایات
اہلسنت سے جسکو وہ پیش کرتے ہین بکمال ظلم و تشدد خلیفہ دوم جناب امیرؑ اور اہلبیت
طاہرین پر ثابت ہوتا ہی جسکو ثبوت کفر و نفاق خلیفہ لازم ہی لہذا بحکم خدا۔
فذرھم فی غمرتھم یعمھون۔ کالائی بد بریش خاوندش ڈالدیا۔ کیونکہ اونکو اپنے فرقہ پر
پورا وثوق تہا کہ وہ ایسی مہملات سے بہکنے والے نہین جو بفرض وقوع بہی کسیطرح ایمان
خلیفہ ثابت نہین کرسکتا۔ اور محققین اہلسنت پہلی ہی سے اسکی لغویت وموضوعیت
سمجہ چکی تہے اسیوجہہ سے درج صحاح ستہ و دیگر کتب معتمدہ نہ کیا بلکہ ابن جوزی و
سبط ابن جوزی و ذہبی نے موضوعیت ان روایات کی بتصریح ثابت کیا۔ باقی عوام
کالانعام وہ ہماری سنینگے کیون؟ اور اونکی علما سننے کیون دینگی؟ وہ تو وہی کہینگے جو اونکے
معلم الملکوت نے سکہایا پہر ناحق دماغ سوزیکا نتیجہ کیا۔ لہذا مقبولہ خصم کو تسلیم کرکے
تو بھی جواب ہے ساکت ولاجواب کرکے اصل امور مین مشغول ہون جو اہم ہین۔
یہ بہی واضح رہے کہ یہ نہی ہے۔ تقلیدا اونہین بزرگان دین کہ اجمالی جواب پر اکتفا کی تا کہ اصل
تحقیقات واقعہ کیطرف جلد توجہ کرسکین کیونکہ ان اقوال مذکورہ کی پوری تحقیق کا یہی
وقت نہین انشاء اللہ المستعان جلد ہفتم ذوالفقار حیدر بہت جلد شائع ہوگی جو اس
معرکہ کو سر کرے۔ مخاطب نے جو بعد اس روایت تہذیب کے گفتگو کی ہی وہ اگرچہ اس قابل نہین ہے
کہ ادہر توجہ کیجائی کیونکہ اسکے دو جز ہین ایک ولادت زید ام کلثوم سے اور مرنا اوسکا
ساتہہ بعہد معاویہ دوسرے شرکت حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا مین۔ اور یہی دو جز تقریر مابعد
مین بخوبی بیان ہونگے مگر بپاس خاطر موصوف مجملا یہان کچہ جواب اوسکا گذارش کیا جاتا ہے
اور تفصیل اوسکی آیندہ پر موقوف ہی۔
(۱) دعوی تواتر وفات زید وام کلثوم بوقت واحد تراشیدہ شاہ عبدالعزیز کا ہی جسکی تقلید حیدر علی
نے بہی کی ورنہ صاحب اصابہ تو صرف اس روایت کے صحت کے مدعی ہین بنقل عطائ
خراسانی جو خود مقدوح ہے اسپر بہی اس روایت کا ایک جز بہر اختلافی ہی کہ عبداللہ بن عمر نے
نماز جنازہ پڑہی یا سعید بن عاص نے یا امام حسینؑ نے تو اب دعوی صحت کہان رہا او دعای

تواتر کیا ہوا ہی مضمون وفات زید وام کلثوم روایات شیعہ مین بہی مذکور ہی بجنسہ جسمین بجز
اہلسنت یا اشتباہ رواۃ بعض روایات مین ابنیت بنتیت بہی درج ہوئی بہرحال وفات زید بن عمر
بطن ام کلثوم خزاعیہ سے بہی دیکہو اصابہ استیعاب اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی
قول موثوق۔ مخاطب جہان یہ لکہا ہی نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکہا ہی
مسیب زید اصغر و عبداللہ اوسکے بطن سے تولد ہوئے صفحہ ۱۳۳ اور علامہ مسعودی عبداللہ
حفصہ عاصم فاطمہ زید کو ایک مان سے قرار دیتے ہین تو اوسکا نام بہی ام کلثوم تہا کیونکہ عاصم
کی مان کا یقینی ام کلثوم ہی نام تہا تو بالفرض اگر دو زید تہے تو دونون کی مان کا نام ام کلثوم
ثابت ہوا پس متوالی ام کلثوم و زید بعہد معاویہ انہین دونون مین سے کوئی تہری
نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ جو نہ زوجہ عمر ہوئین نہ بعہد معاویہ اونہونے انتقال کیا۔
(۲) دعوی وجود ام کلثوم معرکہ کربلا مین کیونکر باطل ہوا جب ثابت کر دیا گیا کہ وہ ام کلثوم دوسری
تہی یہ دوسری ہین جنکو نہ زوجیت عمر سے سروکار نہ ولادت زید سے نہ وفات وقت معاویہ
سے۔ تعجب ہی کہ آپ شاہ صاحب کی ایک دعوی تواتر سے جسکی حقیقت ظاہر کی گئی
اتنے علما کی متواتر بیان کو حتے کہ علامہ ابن اثیر جزری محدث کو بہی لغو ٹہراتے ہین جنکے
کف پا کے برابر بہی شاہ صاحب نہ تہے۔ ان علما کا بیان جسمین محدثین و مورخین و متکلمین
سب شریک ہین بہ اعتنا در روایت مسلسل ہی۔ اور شاہ صاحب کا بیان صرف دعوی
زبانی جسپر کوئی سند ہی نہین۔ بلکہ خلاف اوسکے قول صاحب اصابہ موجود ہی اور روایت
بلکہ السعد ابتر صحیح اوسکے مخالف۔ مگر آپ اون علما کو لاغی ٹہرا کر شاہ صاحب پر ایمان لا بیٹہے
آپ تو معرکہ کربلا ہی کی شرکت کی ابطال چاہتے ہین جو سنہ ۶۱ کا قصہ ہی حالانکہ بقائی حضرت
ام کلثوم سنہ ۸۰ تک آپکی اونہین روایات سے ثابت ہی جسمین عقد عمر مذکور ہی۔ کیونکہ اکثر
روایات مین وفات حضرت ام کلثوم بعد عبداللہ بن جعفر مرقوم ہی جو سنہ ۸۰ ہجری مین واقع
ہوئی چنانچہ اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین ہی۔ و قیل مات عنہا و لم یصب
منہا ولدا۔ یعنی عبداللہ بن جعفر نے وفات کی قبل ام کلثوم اور کوئی اولاد نہوئی اگر اس
خبر کو غلط کیجیے گا تو وہ اصل مدعا ہی رخصت ہی یکبارم وہ ہوا کہ شود الکجرو صحیح و دوسرا غلط نہین ہو سکتا

(۳) قیاس وظن فاسد یا وہم کاذب کو دخل نہین یہان تو محققانہ تحقیق ہی شاہ عبد العزیز سے ہزارون عالم پیدا ہون تو کچھ نہین بنا سکتے بجز اسکے کہ ایمان لائین۔

(۴) آپکا جملہ "کیونکہ اتنا بڑا امر" بہت قابل قدر ہی۔ غور فرمائیے آپکی نصیحت کے مطابق مری تحقیقات ہی یا آپکی ہے "اور اہتمام ہو" تو ایسا فقرہ ہی کہ حل ہی نہین ہو سکتا نکاح تو کہتے ہین مگر نہ صورت نکاح بیان کرتے ہین نہ روز نہ تاریخ نہ مہینہ نہ خطبہ نہ ولیمہ نہ کیفیت جلسہ عقد وغیرہ وغیرہ پھر ایسے اہتمام کا کیا ٹھکانا۔

(۵) آپکو غصہ آگیا۔ حضرت علی سے تو آپکو عداوت ہی ہی اونکی حق مین جو چاہے فرمایئے مگر خلیفہ اول نے کیا جرم کیا کتابین موجود ہین خدا نے عقل دی ہی۔ واقعات پر غور کر لیجئے تب فرمائی دو عورتین ایک نام کی بلکہ تین تو ثابت کر چکا ہون۔ پھر آپ کیون عقل ربن سے سبکے حالات جدا نہین کرتے جو ایک سیدہ مظلومہ کے طرف سبکو منسوب کیے جاتے ہین قیامت کی روز النسب کا سامنا ہوگا سمجھہ بوجھہ کے فرمائی جو فرمائی شیعون کے ضد مین اپنے گلا کاٹنے کی تدبیر نہ کیجئے۔

(۶) تو کیا اپنی اسکی پوری تحقیق کر لی ہی کہ ساتھہ مرنے والی ام کلثوم وزید یہی بنت فاطمہ ہین وہ ام کلثوم بنت جرول مادر زید ومسیب وعبد اللہ نہین یا وہ ام کلثوم بھی نہین ہو عاصم وزید کی مان تہی۔ اگر کوئی ذریعہ تحقیقات آپکی پاس ہو تو ارشاد فرمائی مکاشفات شیطانی کو تو گہرہی مین رہنے دیجئے کسی مورخ یا محدث کا محققانہ کوئی قول ہو تو پیش کیجئے؟ دیکھئے یہ قدرت حق تعالی ہی کہ آپنے بہی ام کلثوم بنت جرول کا زوجہ عمر اور مادر زید بن عمر ہونا قبول کر لیا جس سے آپکی بڑی بڑی علما ناواقف رہے ہین۔ اب برائے خدا اسکو کہین سے ثابت کر دیجئے کہ ساتھہ مرنے والی ام کلثوم وزید یہ نہین ہین مگر اصابہ کی روایت صحیح خیال کر کے۔ اگر اسکو نہ ثابت کر سکے تو یہی ثابت کر دیجئے کہ ہر ام کلثوم زوجہ عمر نے کس کس وقت انتقال کیا اور کیونکر انتقال کیا۔

(۷) چونکہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے عمر کا عقد ہونا یا اونسے اولاد ہونا محال ثابت ہو چکا ہے لہذا دوبارہ جواب کی ضرورت نہین۔

(۸) ایسی ہی ایسی حکایتون سے تو آپ سنّی ہیں۔ ہزارون مسلمان آج تک موجود ہین جو طلسم ہوش ربا کی ناول کو صحیح اور واقعی مانتے ہین امیر حمزہ کی داستان پر ایمان للاتے ہین۔ جزدومنٹ کی لئی تو آپ خوش ہوگئے کہ اپنی قبلہ وکعبہ مدظلہ کی حکایت سے اس مختصر رسالہ کو مزین فرمایا اگر اسکا خیال نہ ہوتا کہ ایسی ہی حکایتون سے آپ سنّی بنے ہین اور ایسی ہی دلائل پر آپکی عقیدہ کا دار و مدار ہی۔ تو مین اسکو نقل ہی نہ کرتا۔

(۹) خلافت سقیفہ کا سبب واقعہ کربلا و دیگر مصائب اہل اسلام ہونا ایسا بدیہی ہے کہ حاجت سند بہی نہین خارج از بحث سمجھکر اوسکا جواب نہین دیتا تاریخ اضمحلال اسلام ملاحظہ ہو۔

(۱۰) عدم التزام صحت روایت کا اعتراض تحریر الشہادتین وغیرہ پر نہایت دلچسپ ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا بہی یہی عقیدہ ہی کہ جب تک روایت صحیح نہو یا کتاب ملتزم الصحۃ کی نہو تو وہ قابل قبول نہین۔ اب لللہ فرمائے کہ جن علما نے آپکے روایات عقد لکہا ہے اون کتابونکی التزام صحت کا کون قائل ہی؟ اور خاص ان روایات عقد کو کسنے صحیح کہا ہی؟ ایک عالم کا بہی آپ نام لکہیئے تو مین سمجہون اصابہ کی عبارت دیکہیے کہ صرف وفات زید و ام کلثوم کو بوقت واحد سند اصحیح لکہا ہی نہ روایات عقد کو نہ مہر والی روایت کو بلکہ تین روایتون کا یقینی موضوع ہونا خود آپکے علما کے زبانی ثابت ہوچکا ہی۔ علاوہ بران اگر ایسا ہی عذر آپکا قابل پذیرائی ہو تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بہی کوئی روایت صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ دو سو دس روائتین اوسکی یقینی ضعیف یا موضوع ہین تو اس قاعدہ سے آپ ہر روایت کو غلط قرار دے سکتے ہین۔ کاش آپ اسی کو سمجھے ہوتے کہ روایت ضعیف کہان کہی جاتی ہی۔ اور اوسکے استعمال کا محل کیا ہی۔ حضرت زینبؑ و ام کلثومؑ دونو سیدانیان رسول کی نواسیان آپکی امام و مقتدا یزید بن معاویہ کے جور و ستم سے اس حال پریشان مین مبتلا تہین کہ غل و زنجیر مین مقید شتران بے کجاوہ وعماری پر سوار تہین ہر کس و ناکس اونپر نظر کرتا۔ کفار ستم شعار بتاتے یہ زینبؑ ہین یہ ام کلثومؑ۔ یہان اشتباہ کیسا۔ دہوکہا کیسا۔ ہر ایک خاتون عصمت کی آہ وزاری نالہ و بیقراری

علیحدہ علیحدہ آپ ہی کی مستند کتابون مین مذکور ہین۔ شیعونکے افترا و تہمت سے کیا علاقہ حالانکہ رشید المتکلمین آپکے تو اسکا بہی فتوی دیتے ہین کہ روایات شیعہ جو خالی از علامات جعل و افتراہون قابل قبول ہین۔ کیا نہایۃ اللغۃ کو جو علم حدیث کی کتاب ہے اوسکو بہی آپ میرانیس و مرزا دبیر مرحومین کے مرثیہ کے برابر قرار دینگے اور پہر امام متکلمین غلام سلامت اللہ کشفی کے تحریر الشہادتین کو نا معتبر فرمائینگے۔ کاش یہ بہی معلوم ہوتا کہ آپ کے مذہب مین کونسی کتاب معتمد ہے جسکو کل فرقے نے معتمد جانا ہے تو مین اونہین کتابونکے اندر بحث کو محدود کرتا اگر آپ کسی روایت کے بابت کسی عالم کا قول نقل کرتے کہ یہ روایت ضعیف ہے تو بہی صبر آتا کیا غضب ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب تو عموما سعی مشکور صفحہ ۱۹۵ مین فرمائین فضائل اعمال و مناقب رجال مین ضعیف و قوی سب قابل قبول ہین تشدد نہ کرو۔ اور آپ مصائب اہل بیت مین یہ قید لگاتے ہین کہ روایت ضعیف نہونا چاہیئے۔ اسپر بہی کسی روایت کا ضعف نہین ثابت کرتے۔

(۱) جب آپکے بزرگان دین علانیہ سب و شتم خدا و رسول و ائمہ ہدی رو برو آنحضرات کے کرتے تو آپکی سب و شتم صاحب تہذیب کی جو محدث اہل بیت اطہار ہے کیا شکایت کی جائے زبان اختیار مین ہی بانہ برس رد زجزا کو خیال فرماکر جو کہیئے صبر کرونگا۔

اگر آپکی سیادت کا خیال نہوتا تو مجہے آپکے عقیدہ پر ذرہ تعجب نہوتا کیونکہ شرکت جنسیت ایسی ہی خیال کو مقتضی ہے کہ لاکہ حجۃ و برہان پیش ہون آپ نہ مانین شیخین کی فضیلت کے لئے توہین رسول و اہل بیت اظہار فرمائین۔ خیر عمر سعد نے تو بطمع ملک رے قتل امام پر کمر باندہی تہی اور آپ چند قطعہ زمین کی سجادہ نشینی مارہرہ کے لئے یہ زہر اوگل رہی ہین۔ خدا آپکی ہدایت کرے۔

قول مولوی صفحہ ۳۹ سطر ۳ مگر افسوس کی بات ہے کہ آپکو اتنی بہی تحقیق نہین کہ یہ روایت استیعاب کی ہے یا اسد الغابہ کی کہ اصل کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابۃ ہے چونکہ آپکے سامنے سوائے اتقاب کے اور کوئی کتاب نہین بس جو صاحب اتقاب نے لکہا ہی اوسکی نقل آپنے کردی اور غضب یہ ہے کہ پوری عبارت بہی نقل نہین فرمائی کہ جس سے طعن و تشنیع آپکے بیکار ہوجاتی آپ

غور کرین کہ کسقدر الفاظ جو مضر او رمنافی مطلب آپکے تھے آپنے ساقط کردیے
یا یہ کہ کچھ علم اسکا نہ تھا۔ بہرحال اصل روایت ازالۃ الغین سے لکھتا ہون
و ھے ھذہ ابنت علی بن ابی طالب امہا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم ولدت
قبل وفات رسول اللہ صلعم خطبہا عمر بن الخطاب الی ابیہا علیؑ فقال انہا صغیرۃ
فقال عمر زوجنیہا یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتہا ما لا یرصد بہ احد فقال
لہ علی انا ابعثہا الیک فان رضیتہا فقد زوجتکہا فبعثہا الیہ فقال لہا قولی ھذا
البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک
و وضع یدہ علیہا فقالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک
ثم جاءت اباھا فاخبرتہ الخبر و قالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ
فانہ زوجک فجاء عمر فجلس الی المہاجرین فی الروضۃ وکان یجلس فیہا
المہاجرون الاولون فقال زفونی قالوا بماذا یا امیر المومنین قال تزوجت
ام کلثوم بنت علی سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل سبب و نسب و صہر ینقطع
یوم القیامۃ الا سببی و نسبی و صہری وکان لی بہ السبب و النسب فاردت
ان یجمع الیہ صہر فرفؤہ وتزوجہا علی اربعین الفاً فولدت لہ زید ابن عمر الاکبر
ورقیۃ وتوفیت ام کلثوم وابنہا زید فی وقت واحد وکان زید قد اصیب فی حرب
کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینہم فضربہ رجل منہم فی الظلمۃ
فشجہ وصرعہ فعاش ایاماً ثم مات وامہ وصلی علیہما عبد اللہ
ابن عمر حسین بن علی ولما قتل عمر تزوجہا عون بن جعفر انتہت
ازین عبارت چنانکہ دانی واضح شد کہ چون ام کلثوم بمقتضاے سن و عدم علم بوقوع نکاح
شکایتی از معاملۂ فاروق کہ دست خود را بر ام کلثوم نہادہ بود پیش جناب مرتضوی بر حضرت امیر
بر عمل فاروق ملامتے نفرمود بلکہ بہ ام کلثوم ارشاد نمود کہ ای دختر چنین مگو و شکایت او در ین
باب مکن کہ او شوہر تست پس استغاثہ و فریاد ابن زیاد و پسر مرجانہ کہ در آخر قول خود نمودہ
مخالفت جناب مرتضوی و عین عداوت اہل بیت و منشاء آن جہل یا تجاہل خواہد نعوذ باللہ

از زبان درازی این کوتہ اندیش درباره اہلبیت عظام واصحاب کرام انتہی بیانہا

اب غور فرمائیے کہ اس روایت مین کسی طرحکی شناعت پائی نہین جاتی آپنے عبث غیظ

وغضب فرمایا۔ آخر معاشرت ہند وعرب مین فرق ہے ۔یہان معیوب وہان مستحسن

خصوص زمانہ رسول صلعم مین معہذا احدیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ

عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب اُن گالیون کا جونسبت حضرت غوث الاعظم

وحضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے ہین اگر لکھون خلاف اوس شرط کے

واقع ہو جسکو اوپر لکھہ چکا ہون ۔جنابمن ۔ یہ کام فرومایہ لوگونکا ہے کہ جب جواب

دینے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہے

تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ ناملائم سے وہ زبان کہ جس سے حمد وثنا خدا ورسول کی فرماتے ہین

آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وبطن کے خلاف

عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرماوین کہ باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو

ساتھ ایسے الفاظ زشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آئندہ لحاظ رکھین الاشارۃ عرض کرتا ہون

کہ بفضلہ اہلسنت والجماعت اُن امور سے مبرّا ہین علماء قوم شیعہ کے یہان البتہ متوجہت

ومتعدد رہی جاری وساری ہے ۔بسم اللہ خانم اور اُنکی مماثل کا حال سب پر روشن ہے

؎ باوضو صبح خفتن میگزارد + نامرادان را ولے دادی مراد + کم شدی خالی دو آتش از قلم +

برمراد ہر کسے میز درقسم ؎ رحلہا مرفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین +

دفع الوثوق ؎ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ۔

ہم تو اسکے مشتاق ہی تھے کہین جلد ان بیکار باتون سے فرصت ہو کہ اصل تحقیقات کی نوبت آوے

بارے آگئی ۔مگر چونکہ یہ عبارت اسد الغابہ ناقص ہے جسکی بہت کچھہ اصلاح وترمیم اصابہ فی معرفۃ الصحابہ

مین کی گئی ہے جیسا کہ آپنے بھی تسلیم کیا ہے اور مولوی حیدر علی نے بھی لکھا ہے لہذا اصابہ

کی عبارت زیادہ قابلِ سند ہے جسکو ہم بجنسہ ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین صفحہ ۹۲۶

ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب الہاشمیۃ امہا فاطمۃ بنت النبیؐ وقال ابن ابی عمر المقدسی

حدثنی سفیان عن عمر عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی بنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرہا

عبارت اصابہ

فقيل له انه ردك فعاوده فقال له علي ابعث بها اليك فان رضيت فهي
امرأتك فارسل اليها فكشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امير المومنين
للطمت عينك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه عن
جده تزوج عمر ام كلثوم على مهر اربعين الفا وقال الزبير ولدت لعمر ابنه زيد
ورقية وماتت ام كلثوم وولدها في يوم واحد اصيب زيد في حرب
كانت بين بني عدي فخرج ليصلح بينهم فشج رجل ولا يعرفه في الظلمة
فعاش اياما وكانت امه مريضة فماتا في يوم واحد- وذكر ابو بشر
الدولابي في الذرية الطاهرة من طريق ابن اسحق عن الحسن بن علي قال
لما تأيمت ام كلثوم بنت علي من عمر دخل عليها حسن وحسين فقالا لها امكنت
عليا لينكحنك بعض ابنائه ولئن اردت ان تصيبين مالا عظيما لتصيبنه فدخل
علي كرم الله وجهه فحمد الله واثنى عليه وقال اي بنية ان الله قد
جعل امرك بيدك فانا احب ان تجعليه بيدي فقالت يا ابت اني
امرأة ارغب فيما يرغب فيه النساء واحب ان اصيب من الدنيا
فقال هذا من عمل هذين ثم قام يقول والله لا اكلم احدا منهما
او تفعلين فاخذا ثيابهما وسالاها فجعلته فقال اني زوجتك
من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلك فرجع اليها علي رض فقال
يا بنية اجعلي امرك بيدي ففعلت فزوجها اخاه محمد ثم مات
عنها فزوجها اخوه عبد الله بن جعفر فماتت عنده- وذكر
ابن سعد نحوه وقال في اخره فكانت تقول اني لاستحي من
اسماء بنت عميس ماتا ولداها عندنا واتخوف على الثالث قال فهلكت
عنده ولم تلد لاحد منهم وذكر ابن سعد عن انس بن عياض عن جعفر عن محمد عن
ابيه ان عمر خطب ام كلثوم الى علي فقال اني حبست بناتي على بني جعفر فقال زوجنيها
فوالله ما على ظهر الارض احد يرصد من كرامتها ما ارصد قال قد

نخلت فجاء عمر الی المهاجرین فقال زفونی فزفوه فقالوا بمن تزوجت قال بنت علی سمعت النبی ص یقول کل صہر و نسب و سبب منقطع یوم القیامۃ الا صہری و نسبی و سببی و کان لی بہ علیہ السلام النسب والسبب فاحببت ھذا ایضاً۔ ق من طریق عطاء الخراسانی ان عمر امھرھا اربعین الفاً ق اخرج بسند صحیح ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنھا زید فجعلہ مما یلیہ و کبر اربعاً۔ ق ساق بسند آخر ان سعید بن العاص ھو الذی امّھم علیھما انتہیٰ بلفظہ۔ ترجمہ ام کلثوم بیٹی علی بن ابیطالب کی جنکی مان فاطمہ بنت نبی ہین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے سفیان سے کہ عمر نے خطبہ کیا علی سے انکی بیٹی ام کلثوم کا تو علی نے کہا وہ کمسن ہے صغیرہ۔ کسی نے کہا عمر سے کہ تمکو رد کردیا علی نے تب دوبارہ عمر نے خطبہ کیا تو علی نے کہا ہم تمہارے پاس بھیجدیتے ہین اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے۔ جب عمر کے پاس بھیجا تو عمر نے ساق کو اونکے کھولا۔ ام کلثوم نے کہا بس اگر تو امیر المومنین نہوتا تو ایک طمانچہ مارتی تیری آنکھو پر۔ ابن وہب عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے راوی ہے کہ عمر نے تزویج کیا ام کلثوم سے چالیس ہزار درہم مہر پر۔ زبیر ناقل ہے کہ زید بن عمر و رقیہ اوس ام کلثوم سے پیدا ہوئے اور ام کلثوم و زید مان بیٹے نے ایکہی روز وفات کی کہ زید کو اپنے ہی خاندان بنی عدی کی لڑائی مین زخم لگا تھا کہ مصالحہ کرانیکو نکلے تھے رات کو۔ ایک آدمی نے بے پہچانے زخمی کیا جکے صدمے سے چند روز بعد مرگئے۔ اونکی مان پہلے سے بیمار تھین اونہون نے بھی ساتھ ہی اونکے انتقال کیا ابو بشر دولابی راوی ہین ابن اسحق سے کہ جب ام کلثوم بیوہ ہوئین بعد وفات عمر۔ تو داخل ہوئے حسن و حسین اور کہا اگر تمنے علی کو اختیار دیا تو وہ اپنے کسی لڑکے سے تمہارا عقد کردینگے۔ اور اگر چاہو تو بہت کچھ مال و دولت تمکو ملسکتا ہے (یعنی کسی امیر سے شادی ہوسکتی ہے) اسکے بعد علی آئے اور کہا اے بیٹی گو خدا نے اب تجھے اختیار دیا ہے مگر میری آرزو یہ ہے کہ مجھے اختیار دو۔ ام کلثوم نے کہا مین عورت ہون

مجھے بھی اون باتونکی خواہش ہے جو عورتونکو ہوتی ہے مین چاہتی ہون کہ کچھ مال دنیا سے
فائدہ مند ہون۔ کہا علی نے کہ یہ بات انہین دونو (حسن حسینؑ) کے سبب تنے کہی پھر
اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ کبھی ان دونون سے مین کلام نہ کرونگا جبتک تم میرا کہنا
نہ مانوگی۔ پس پکڑلیا اون دونون نے دامن ام کلثوم کا اور سوال کیا کہ راضی ہون علی کے
کہنے پر۔ پس اختیار دیا ام کلثوم نے علی کو۔ اوسپر علی نے کہا مین نے تمہارا عقد کیا عون
ابن جعفر سے۔ تھوڑے دن بعد عون نے انتقال کیا تو پھر علی نے کہا اب بھی اختیار دو کہ جس سے چاہین
تمہارا نکاح کردین۔ ام کلثوم راضی ہوئین۔ تو علی نے اونکا نکاح کیا محمد بن جعفر عون کے بھائی
سے۔ جب محمد نے انتقال کیا تو نکاح کیا اون سے عبد اللہ بن جعفر نے اور اونہین کے
پاس انتقال کیا ام کلثوم نے۔ ابن سعد نے بھی یہی روایت کی ہے اور آخر مین ہے
کہ کہا ام کلثوم نے کہ مین شرم کرتی ہون اسما بنت عمیس سے جسکے دو لڑکے نے میرے یہان
انتقال کیا۔ اور تیسرے کے مرنے کا بھی خوف ہے۔ پس انتقال کیا ام کلثوم نے اونکے
پاس اور کسی سے اولاد نہ ہوئی۔ اور ابن سعد انس بن عیاض سے ناقل ہین کہ عمر نے خطبہ کیا
ام کلثوم کا تو علی نے کہا مین نے اپنی لڑکیونکو روک رکھا ہے اپنے بھائی جعفر کے اولاد کے
لئے۔ عمر نے کہا مجھسے عقد کردو کہ واللہ روئے زمین پر مجھسے زیادہ کوئی امیدوار کرامت
اونکا نہین ہے۔ کہا علی نے کہ کردیا۔ پس آئے عمر طرف مہاجرین کے اور کہا مبارکباد
دو مجکو سب نے مبارکباد دی۔ بعدہ پوچھا کس سے عقد کیا۔ کہا علی کی بیٹی سے سنا مین نے
رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے ہر سبب و نسب و صہر منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا سبب
و نسب و صہر۔ اور مجکو حضرت کے ساتھ سبب و نسب پہلے سے حاصل تھا چاہا کہ مصاہرت
بھی ہوجاے۔ عطا خراسانی راوی ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر دیا۔
اور بسند صحیح یہ منقول ہے کہ ابن عمر نے نماز پڑھی ام کلثوم پر اور اوسکے
بیٹے زید پر۔ زید کو اپنے سے قریب کیا اور چار تکبیر کہی اور دوسرے سند سے
روایت ہے کہ سعید بن عاص نے امامت کی نماز جنازہ پر اونکے انتہی۔ یہ عبارت ہے
اصابہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی جسمین اسد الغابہ جزری کی عبارت بھی داخل ہے اور علاوہ اسکے دیگر روایات

بھی شامل کیے گئے ہین جنپر ابن حجر کو اطلاع ہوئی یا قابل نقل سمجھا اور جزری صاحب
اوس سے بیخبر تھے - اس پوری عبارت مین کسی روایت کے بابت یہ دعوی نہین
کیا گیا ہے کہ بسند صحیح منقول ہے - بجز اسکے کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکے بیٹے
زید پر نماز جنازہ پڑھی جسمین نہ بنتیت ام کلثوم مذکور ہے کہ کسکی بیٹی تھی نہ ابنیت زید
کہ کسکا بیٹا تھا بلکہ ام کلثوم کی طرف نسبت ہے کہ اوسکا بیٹا تھا - اس روایت کے سوا
کسی روایت پر دعوی صحت نہین ہے جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک بھی
وہ روایات کسیطرح قابل وثوق و اعتماد نہین معمولی طور کی روایتین ہین جنپر نہ خود
مولف کو اعتماد تھا نہ کسی محقق کو اعتماد ہوسکتا ہے - ہان اگر مولف کسی روایت کی صحت کا
دعوی کرتا تو کچھہ دقت ہوتی - مگر جب کسی قسم کا دعوی صحت یا حسن ہونیکا نہین ہے
تو بنظر تحقیق دیکھنا ضرور ہے تاکہ اصل حال واضح ہوجاے -

اوّل یہ دیکھنا ہے کہ حضرت عمر نے ایسی خواستگاری کیون کی ؟ کیا سبب ہوا ؟
اسد الغابہ مین تو خلیفہ کا یہ بیان ہے کہ ہم انکی کرامتون سے اون باتونکی امیدوار ہین
جسکا کوئی امیدوار نہین اور اسد الغابہ اور اصابہ دونون سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مقصود
خلیفہ دامادی رسول کا شرف لینا تھا مطابق حدیث کل سبب ونسب کے کہ اسی حدیث کو
ذریعہ خواستگاری قرار دیا - ازالۃ الغین میں ہے - فاروق بحوالش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست
غرض بجز فخر توسل خاندان رسالت اور کوئی بات مقصود خلیفہ نہین ظاہر ہوتا -

اب ان بیانات کی غلطی دیکھیے کہ علامہ ابن اثیر اپنی کتاب کامل مین تحریر کرتے ہین (جو تاریخی
دنیا مین نہایت مستند ہے) کہ عمر بن خطاب نے عائشہ کو پیغام دیا کہ اپنی چھوٹی بہن ام کلثوم
بنت ابوبکر کا ہمسے نکاح کردو - عائشہ نے قبول کرلیا جب ام کلثوم نے سُنا تو کہا مین ایسے
شخص سے عقد نہین کرتی جو خشن العیش ہے عورتون پر شدت کرتا ہے بی بی عائشہ گھبرائین
اور عمرو عاص مکار سے سارا قصہ کہہ سُنایا اوسنے کہا گھبراؤ نہین ہم بندوبست کرلین گے
عمر کو سمجھا دینگے - عمرو عاص نے عمر سے جاکر کہا ہمنے تمہاری ایک ایسی خبر سنی ہے کہ مین
تمکو اوس سے خدا کی پناہ مین دیتا ہون - عمر - وہ کیا ؟ عمرو عاص - مین نے سُنا ہے کہ تم ابوبکر

کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو۔ عمر۔ بھلا اسمین مضائقہ کیا ہے مجھمین عیب ہے یا اوسمین؟
عمرو عاص۔ عیب کسی مین نہین مگر بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بکمال رفق و لینت
عائشہ کی صحبت مین پلی ہے اور شدت اور خشونت تمہاری اسدرجہ ہے کہ ہملوگ خوف کھاتے ہین
اور تمہارے کسی خلق بد کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہاری
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی اور جفاے ناحق بر ابوبکر لازم
آویگی۔ عمر فوراً متنبہ ہو کر باز آئے اور کہا کہ پھر عائشہ سے کیا کہا جاے کہ ہم اونسے وعدہ کر چکے
ہین۔ عمرو عاص۔ ہم اسکا بند و بست کر لین گے۔ اور ہم تمکو اس سے بہتر جگہہ بتاتے ہین
کہ ام کلثوم بنت علی کی خواستگاری کرو۔ اور تعلق کرو اسمین ساتھہ سبب رسول اللہ کے
اور خطبہ کیا ام ابان بنت ربیعہ سے پس کراہت کی اوسنے اور کہا وہ بند کرتا ہے دروازہ کو اور منع
کرتا ہے خیر کو۔ آتا ہے تیوری چڑہائے ہوئے اور نکلتا ہے منہ بنائے ہوئے صفحہ ۲۳ ج ۳ کنز مکتوم
صفحہ ۳۴۔ اور اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین یہ بھی ہے کہ ام کلثوم نے جب سنا تو
عائشہ سے کہا اگر تمنے میرا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی۔ مین ایسے شخص سے عقد
کرونگی جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون اسکے بعد وہی قصہ ہے عمرو عاص کے بلانیکا
اور سمجھانے کا صفحہ ۱۵ اکنز مکتوم صفحہ ۱۸۲ اس روایت سے بھی یقیناً معلوم ہوا کہ صرف توسل
رسول جو غرض نکاح ان روایتون مین مذکور ہے غلط ہے کیونکہ استدعاء عقد ام کلثوم دختر
ابو بکر کے بعد بہ اغواے عمرو عاص یہ استدعا پیش کی گئی اور ظاہر ہے کہ خواہش ام کلثوم
دختر ابو بکر دوسری غرض سے تھی۔ تو یہ حصہ روایت کہ محض بغرض توسل رسول اللہ خطبہ ہوا
غلط ٹھہرا۔

اور پہلے حدیث کل سبب و نسب کا موضوع ہونا باقرار ابن جوزی لآلی مصنوعہ سے مذکور ہوا
تو اب یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ از راہ مکر و حیلہ یہ حدیث پیش ہوئی کیونکہ اسکا واضع خارجہ
مدتون بعد پیدا ہوا ہے۔ تو یہ روایت اوسوقت تک تصنیف کہان ہوئی تھی جو خلیفہ بیان
کرتے۔ پس معلوم ہوا کہ اصل قصہ بھی مثل حدیث کل سبب موضوع و غلط ہے
تعجب ہے کہ حضرت عمر وہمی حق تلفی ابو بکر سے باز آکر اوس سے اعلیٰ درجہ کی یقینی حق تلفی

رسول کا خیال نکرین؟ اور عمرو عاص صحابی ہو کر حق تلفی رسول کو حق تلفی ابو بکر کے
برابر بھی نہ جانین ـ نہ اس سے نجات کی کوشش کرین ـ بلکہ برعکس اسکے خلیفہ کو لہرائین کہ بحیلہ
قرابت رسول مستدعی ہون ـ دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے
کہ خلیفہ ایسے احمق تھے کہ اونپر عمرو عاص کا فقرہ چل گیا اور وہ اس مکار کے دام فریب
مین آگئے جو قصد عقد ام کلثوم بنت ابو بکر سے باز آکر ام کلثوم بنت علی کے عقد پر آمادہ
ہو گئے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نسبت مین کیسی سخت غلطی ہمسے ہو رہی ہے مگر حقیقت یہ ہے
کہ اس قصہ مین خلیفہ کو صرف بیعقل خیر خواہونکی ترکیب نے مورد الزام بنایا ہے کیونکہ اصل
واقعہ تاریخ کامل مین اسیقدر مرقوم ہے کہ عمر نے بجواب عمرو عاص کہا عائشہ سے کیا کیا جائے
کہ ہم کہہ چکے ہین عمرو عاص نے کہا ہم اوسکے لئے کافی ہین اور دلالت کرتے ہین تمکو اس سے
بہتر کیطرف کہ وہ ام کلثوم بنت علی ہین ـ تعلق کرو ساتھہ سبب رسول کے اور خطبہ کیا
عمر نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے پس کراہیت کی اوسنے اور کہا دروازہ اپنا
بند کرتا ہے اور خیر کو روکتا ہے داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے تیوری چڑہائے ہوئے
جس سے معلوم ہوا کہ عمرو عاص نے صرف اسکی راے دی تھی کہ ام کلثوم بنت علی سے بذریعہ سبب
رسول خطبہ کرو عمر کا خطبہ کرنا یہان مرقوم نہین بلکہ اسکے بعد ام ابان سے خطبہ کرنا منقول ہے جس نے
انکار کیا ـ اور عمر کی تعمیل یا عدم تعمیل حکم عمرو عاص کچھہ نہین مذکور ہے ـ تو معلوم ہوا کہ عمرو عاص
نے ایکبار راے دی تھی مگر حضرت عمر نے اوسپر خیال نکیا ـ اب جو حضرات علماے اہلسنت
اس واقعہ کو بیان کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ اغواے عمرو عاص پر عامل ہین کہ اس بہانہ اور
وسیلہ سے عقد خلیفہ کو ثابت کرین کہ شرف سبب رسول اللہ حاصل ہو جاے تو یہ کارسوائی
بالکل طبعزاد اہلسنت ہے بمصداق شعر ـ پیران نمی پرند مریدان می پرانند ـ اور بہ نقل
شاہ عبد الحق صاحب تو یہ راے دینا بھی عمرو عاص کا ثابت نہین کیونکہ وہ اسیقدر ناقل ہین عمرو عاص
نے فہمائش کر کے نکاح ام کلثوم بنت ابو بکر سے روکدیا بعد اسکے کچھہ نہین ـ

دوسرا فقرہ ان کل روایات کا یہ ہے کہ جناب امیر نے صغر سنی حضرت ام کلثوم کا عذر کیا
جو اسد الغابہ ـ استیعاب اور اصابہ تمامی روایات مین بالاتفاق مذکور ہے اور یہی تمامی روایات

مین تصریح مذکور ہو کہ چار یا پنج برس کا سن تھا۔ آپ خود ازالۃ العین سے ناقل ہین وی پنج شش سالہ
بود۔ مخطوبہ خود را کہ پنج شش سالہ بود ص ۱۱۲ ص ۲۹۶ منتہی الکلام مین ہے فدعا ام کلثوم
وھی یومئذٍ صبیۃ۔ اور یہ بھی تمامی کتب تواریخ اہل سنت مین مذکور ہو کہ یہ عقد عمر سنہ ۱۷ ہجری مین ہوا۔
آپ یہ دیکھنا چاہیے کہ کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سنہ ۱۷ مین چار یا پنج سالہ یا شش سالہ
قرار پا سکتی ہین یا نہین؟ اسکا فیصلہ خود آپ ہی کی یہ عبارت کرتی ہے" پس سنہ ۵ سے اوائل سنہ ۱۱
تک ولادت حضرت زینب کبریٰ و حضرت زینب صغرا المکناۃ بام کلثوم و رقیہ و محسن کی ہوئی۔ اور یہ
شہادت فدک سنہ ۱۱ ہجری مین واقع ہوئی۔ پس سنہ ۵ سے سنہ ۱۱ تک کسی سنہ مین ولادت حضرت
ام کلثوم فرض کیجائے باعتبار کسی سنہ کے ان سنین مذکورہ مین سے ام کلثوم قابل شہادت نہین
ہو سکتین بالفرض اگر سنہ ۵ جو اول سنہ ہے ثابت ہو تو بھی ہفت سالگی ناقص سمجھی جاتی" ص ۴۳
پس جب بقول آپکے سنہ ۱۱ مین ہفت سالہ ہوئین تو سنہ ۱۷ مین چاردہ سالہ۔ اور یہ سن کسی ملک کسی ولایت
مین کمسنی کا سن نہین بلکہ پوری جوانی کا سن ہے۔ خصوصاً ملک عرب سے گرم ملک کی عورتین خصوصاً قریش
جنکو بی بی عائشہ کی ہمبستری بتقاضائے والدین ابتدائے نہ سالگی مین واقع ہوئی۔

خدا تعصب کا برا کرے جو آدمی کو اندھا بہرا بنا دیتا ہے ایسی موٹی بات بھی سمجھ مین نہین آتی اور راویان اہل سنت ہین کہ اس
بیباکی سے کہے جاتے ہین کہ حضرت امیر نے جناب ام کلثوم کو جنکا یہ سن ہم اذکور ہوا بلا عقد بلا نکاح
عمر کے پاس بھیجدیا اور عمر نے مجمع عام مین گودی مین اٹھایا بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا کشف ساق
کیا وغیرہ وغیرہ جس سے عام مسلمانونکے خون مین جوش پیدا ہو چلے میر برکات حسن صاحب
سے سید حسینی واسطی بلگرامی سے کہ وہ اس فخریہ ان واقعات کو بیان کرین بلکہ صغر سنی وغیرہ کی [illegible]
یہ کہین" باقی رہا شبہ صغر سنی اور تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ العین مین بشرح و بسط لکھا ہے ملاحظہ کر لیا
جائے اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہے کہ یہ پرانے ڈھکوسلے اور قدیم جو چلے ہین مین ہرگز
اسطرف متوجہ نہین ہوا ص ۳۷ مگر واضح ہے کہ [illegible] کی اسوجہ سے ہے کہ آیات
بینات و ازالۃ العین مین اس امر کا کوئی جواب نہین دیا گیا ہو تو اب جو چلے ڈھکوسلے نہین تو کیا ہین؟
اور ایک روایت سے جو تاریخ عقد سنہ ۲ قرار پاتا ہو تو اوسوقت سن حضرت ام کلثوم کا ہفتدہ سالہ
قرار پاتا ہے۔ تو آپ فرمائیے وہ حصہ روایت کا کہ چار پانچ برس کی لڑکی تھی کیونکر درست رہ سکتا ہے

کنز مکتوم مین پوری طور پر ثابت کردیا گیا ہو کہ کسیطرح سے حضرت ام کلثوم کا ۱۰ھ مین سن ۹ یا بارہ برس
سے کم ہونا محال ہے صفحہ ۹۹ ملاحظہ ہو جسکی ایک دلیل یہ بھی ہو کہ حضرت ام کلثوم نے روایت کی ہے
جناب سیدہ سے جسکے لیے لا اقل بوقت وفات جناب سیدہ ۱۱ھ مین پانچ برس کا ہونا ضروری ہے
اس سے کم کی روایت قابل قبول نہین تو ۱۷ھ مین ۱۱ برس کا سن ضرور ہوگا اور ۲۰ھ مین ۱۴ برس کا
اب دو ہی صورت ہوسکتی ہی ایک یہ کہ ہم ان سب روایتونکو غلط اور موضوع اور افتراے اہل سنت قرار دین
تب تو کوئی دوسری ہمکو نہین کرنی پڑتی - کیونکہ محال بات کبھی ممکن الوقوع نہین - دوسری صورت
یہ ہی کہ اگر روایت کو کسیطرح قبول کرین تو اسکے قائل ہون کہ علماے اہل سنت کو کسیوجہ سے
دھوکھا ہوا کہ ایک شخص کا حال دوسری کیطرف بوجہ اشتراک نام منسوب کردیا جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے
کہ ام کلثوم بنت ابوبکر جس سے استدعا کرنا حضرت عمر کا قبل اس عقد موہوم کے یقینی ہی ۱۷ھ مین
یہی سن تھا جو ان سب روایتون مین بالاتفاق مذکور ہے - کیونکہ باتفاق تمامی اہل سنت ولادت
ام کلثوم مذکورہ بعد رحلت ابوبکر ۱۳ھ کے اخیر مین ہی جو ۱۷ھ مین چار برس کی ٹھہری تو اوسکو
ما بین الاربع والخمس کہنا بہت صحیح ہی اب ان دونون یقینی باتون سے کہ عمر نے خطبہ ام کلثوم بنت
ابوبکر کیا - اور سن ام کلثوم کا اوسوقت چار پانچ برس کا تھا وہی بیان یقینی طور پر غلط ہوگیا
کہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا ہے جنکا سن شریف اوسوقت چودہ یا بارہ یا کم سے کم نو برس تھا جسکا بہت
بڑا موید یہ واقعہ بھی ہی کہ مغیرہ اسی ۱۷ھ مین بجرم زنا ماخوذ ہوا تھا جسپر گواہی تین صحابہ کی پوری
گذری مگر چوتھے گواہ زیاد نے بایماے خلیفہ دوم کچھ کوتاہی کی جس سے مغیرہ کو رہائی ملی - تو جب
ماہ ذیحجہ مین بزمانہ حج وہ عورت ام جمیل نامی جسکے ساتھ مغیرہ نے زنا کیا تھا حاضر دربار ہوئی
تو عمر نے مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو (ام جمیل) پہچانتی ہو؟ مغیرہ نے کہا ہان یہ ام کلثوم بنت
علی ہے (معاذ اللہ خاک بدہانش) کیون صاحب کوئی عاقل مان سکتا ہی کہ جس چار سالہ ام کلثوم
سے خلیفہ نے اسی سال عقد کیا ہی اور ماہ ذیقعدہ مین ہم بستری بھی ہوچکی اوسکی نسبت مغیرہ ایسا
کہہ سکتا ہی کہ ایک زن زانیہ کو اوسکا مشابہ یا عین اوسکا قرار دے؟
ہوسکتا ہے کہ بسبب عداوت حضرت علیؑ کے ایسا کلمہ کفر اوسکے منہ سے نکلے اور خلیفہ صاحب کو بھی
کچھ جوش نہ آئے - مگر زوجہ خلیفہ کی نسبت کیونکر ایسی بے ادبی کا کلمہ کہہ سکتا ہو

دوسرے مغیرہ عقلائے روزگار سے تھا وہ کیونکر ۳۰ یا ۴۰ برس کی عورت کو ۴ یا ۵ سالہ لڑکی سے تشبیہ یا مشابہ کر سکتا ہے، جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثومؑ ہرگز چار یا پنج سالہ اوسوقت نہ تھیں غرض اس صورت مین اتنے محالات لازم آتے ہین (۱) جو ام کلثوم ۱۷ھ مین بقول مخاطب ہفت سالہ تھی ۱۷ھ مین چار سالہ یا پنج سالہ کیونکر ہوسکتی ہی (۲) اوسی چار سالہ یا پنج سالہ سے ماہ ذیقعدہ مین اوسی سن کے ہمبستری کیونکر ہوسکتی ہی (۳) جس عقد کا مہینہ تاریخ نہ معلوم ہوا وسکے زفاف وہمبستری کا حال کیونکر معلوم ہوا (۴) اگر ام کلثوم بنت علی کا عقد عمر سے ہوا ہوتا تو مغیرہ ایسی شرارت کا کلمہ کیونکر کہتا جو ام جمیل کو کہا یہ ام کلثوم بنت علی ہین (۵) اگر ام کلثوم بنت فاطمہ بقول اہل سنت چار سالہ یا پنجسالہ تھین تو مغیرہ نے تیس چالیس برس کی عورت کو کیونکر کہا کہ یہ فلان عورت ہی جسکا اوسوقت سن چار پانچ برس کا تھا۔ یہ سب محالات اوسیوقت لازم آتے ہین کہ حضرت ام کلثوم کیطرف اس عقد کی نسبت کیجائے۔ ورنہ اگر اصل امر پر لحاظ ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق تو کوئی خرابی نہین لازم آتی (۱) ۱۳ھ مین پیدا ہوئی تو ۱۷ھ مین چار برس کی تھی (۲) ہمبستری دوسری زوجہ عمر سے ہوئی جسکا بھی نام ام کلثوم تھا (۳) مغیرہ دشمن علی تھا اور علی کی دشمنی عمر کو بھی تھی اسوجہ سے ایسا کلمہ بے ادبی زبان پر لایا (۴) حضرت ام کلثوم کا سن چار پانچ برس کا نہ تھا جو چار پانچ برس کی لڑکی کی تشبیہ ۳۰۔۴۰ برس والی عورت سے محال ٹھہری

باقی رہا یہ شبہ کہ ان روایتون مین حضرت علی کا بھیجنا ام کلثوم کو مذکور ہی اگر وہ دختر ابوبکر تھین تو جناب امیر کے بھیجنے بھجانے یا بات چیت سے کیا واسطہ، پس یہ ایسا شبہ ہی کہ اہلسنت اسکو زبان پر بھی نہین لاسکتے جو اسکے مدعی ہین کہ باہم خلفا مین کمال درجہ کا اتحاد و اتفاق تھا تو پھر کون سنی کہہ سکتا ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ بی بی عائشہ نے عمر خاص سے بددلی جس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ تو جناب امیر سے کیون نہ مددلی ہوگی جو سوتیلے ہی سہی داماد تو تھے۔ اور ابوبکر کی زوجہ اسما بنت عمیس حضرت کے عقد مین تھین اور محمد بن ابی بکر حضرت کے ربیب تھے اسی گھر مین رہتے۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکر بقول واقدی حضرت کے شاگرد تھے۔ تو اب عزیز قریب کی مدد نہ لینا اور غیر کی لینا بالکل خلاف عقل ہی۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جب جناب امیر کی فہمائش واقعی ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر کمسن ہی قابل عقد نہین جسکو اصرار خلیفہ پر

حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا۔ خلیفہ دوم نے نہ مانا تو عائشہ نے عمرو عاص حیلہ ور کو بلایا ہو جو
ایک فقرہ مین اپنا کام کرلے۔ کیونکہ مکارونکا جواب کچھ مکارون ہی سے خوب بنتا ہے۔ عاقلانہ محققانہ
تحقیق تو اسکی مقتضی ہے۔ اور جاہلانہ عامیانہ خیال اسکو کہ دنیا بھر کا محال لازم آئے تو آوے
مگر ہم اپنا عقیدہ نہین بدلتے کہ قربان جائیے اہل سنت کی عقل رزین کے جنکے مورخ یہ بھی لکھتے ہین
کہ ام کلثوم کا سن بوقت عقد ہو موم سنہ ۱۷ھ چار برس کا تھا صبیہ تھی جسکو شیر خوارہ سمجھتے ہین
اسپر یہ بھی کہتے ہین کہ نہین عقد ضرور ہوا اور اسپر ترقی یہ کہ اوسی سنہ ۱۷ھ کی ذیقعدہ مین ہم بستر بھی
ہو گئی۔ کوئی درجہ باقی نہ رہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اسکے بعد اسی سن کی ذیحجہ مین مغیرہ
نے وہ کلمہ کہا جو [illegible] کی نسبت کسیطرح نہین کہہ سکتا۔

اب مین اصلی [illegible] کا اظہار کردون کہ یہ سب واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے منتقل ہو کر بنت فاطمہ
کیطرف [illegible] مقصد اسکی یہ ہے کہ اہل سنت اس جھونک مین کہ ابوبکر کو خلافت بلا استحقاق
نہین ملی بلکہ [illegible] خدمات مستحق ہوئے۔ یہ بیان کر گئے ہین کہ جب حضرت خدیجہ نے انتقال
کیا تو ابوبکر [illegible] عائشہ کو حضرت کی خدمت مین پیش کیا کہ یا حضرت یہ آپکی دلبستگی
کے لیے حاضر ہے [illegible] بعد حضرت نے آمد و رفت مکان ابوبکر مین شروع کی۔ اور جب
حضرت آیا [illegible] تو بڑی میان شتر غمزے کرنے لگے کہ اسکی نسبت [illegible] مقرر ہے
اور بعد عقد بعد ہجرت باہتمام تمام کھلا پلا کر طیار کرنے پر بھی جب حضرت نے کچھ توجہ نہ کی تو ابوبکر
نے تقاضا شروع کیا کہ آپ عائشہ کا زفاف کیون نہین کرتے یہانتک کہ خود ابوبکر نے بخیال
اسکے کہ حضرت کے پاس مہر کا روپیہ نہو مہر کا روپیہ بھی لاکر موجود کیا اسپر بھی انکی خاطر پوری نہوئی
تو ایک روز حضرت انکے یہان ملاقات کو آئے ہوئے تھے لوگون کے اوٹھ جانے پر زوجہ ابوبکر نے عائشہ کا
بناؤ سنگار کر کے زبردستی حضرت کی گود مین بٹھلا دیا۔

(دیکھو تبصرۃ الصائل مین منقولات قرۃ العینین وغیرہ)

غرض یہ سب باتین تو اس جھونک مین پیش کین کہ ان وجوہ سے استحقاق خلافت حاصل تھا
اور خلیفہ دوم نے اس مواخذہ پر کہ بیٹی حفصہ سے نکاح کرنیکو ابوبکر سے کہا تھا انہون نے نہ مانا
جسپر انکو بہت رنج ہوا تھا۔ یہ پایا کہ اب ہم بزور خلافت خلیفہ اول کی بیٹی سے عقد کر لیتے ہین۔ جسکے

لئے ظاہری بہانہ یہ بنایا کہ حق ابوبکر ادا ہو۔ بیٹی اونکی بڑی نزہی جس سے یہ شرف بھی انکو ملتا ہو
کہ رسول اللہ کے ہمزلف بنتے ہین۔ ام کلثوم کی نارضامندی پر عائشہ کو تردد ہوا جناب امیر سے
اعانت چاہی حضرت نے واقعی عذر ونکو بیان کیا جسکو خلیفہ نے نہ مانا۔

اہل سنت کو جب کچھ ہوش آیا اور ان بیغیرتیون سے شرمائے تو اونہون نے یہ سوچا موقع
خوب ملا ہے دونون کا نام بھی ایک ہی اگر مواخذہ ہوگا اشتباہ نام کا عذر کر دینگے سردست
توان واقعات کو ام کلثوم نواسی رسول کیطرف منسوب کر دو جسکے لئے قرینہ یہی موجود ہے کہ
جناب امیر خلیفہ کی حمایت کرتے ہین اگر کوئی مسلمان ابوبکر والی بیغیرتی کے روایتون پر اعتراض
کریگا۔ تو ہم ان واقعات کو دختر رسول کے پیش کر کے لاجواب کر دینگے دوسرا یہ خیال بھی محرک
ہوا کہ اگر عوام الناس یہ سنین گے کہ ام کلثوم بنت ابوبکر نے عقد عمر سے انکار کیا اور کہا اگر عمر سے
میرا عقد کیا تو قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ تو اس سے عوام کو حضرت عمر سے نہایت درجہ شک پیدا
ہوگا۔ لہذا یہ سوچا کہ ان واقعات کو ام کلثوم بنت علی کیطرف منسوب کر دین جس سے عوام الناس کو
تردد ہو کیونکہ عداوت حضرت عمر خاندان رسالت سے سبکو معلوم ہے تیسرا خیال یہ بھی باعث ہوا
کہ اس سے عظمت وجبروت خلیفہ عیان ہے جسکی تہ مین اونکی خدا ترسی اور حق شناسی بھی مخفی
کیجاتی ہو کہ بخیال عقوبت اخروی یہ وسیلہ چاہا اس سے اہل بیت کی رعایت انکے ساتھ
بھی دکھائی گئی ہو جس سے انکی ایمانداری اور فضیلت بھی ظاہر ہو۔ بخلاف اسکے ابوبکر کی بیٹی
ام کلثوم کے خطبہ عقد بلکہ عقد سے بھی کوئی نتیجہ نہین نکلتا بلکہ ایک طرحکی حماقت وخرافت وسفاہت
ظاہر ہوتی ہے کہ اس بڑھاپے مین چار یا پانچ برس کی لڑکی سے عقد کرنا محض خرافت ہی اسکی
اصلاح کیلئے ہواخواہون نے یہ فکر کی کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف اس واقعہ کو منسوب کیا تاکہ
ان الزامون سے خلیفہ کی برارت ہو اور اوسکے ساتھ توہین اہل بیت بھی حاصل ہو جو عین مدعائے
اہل سنت ہی اسکی اونکو کہان خبر تھی کہ آئمہ اطہار کی کرامت واعجاز سے فخر المحققین صدر
المدققین لسان المتکلمین جناب حکیم مولوی علی اظہر صاحب قبلہ دام فیضہم لون اسکی تحقیق
فرمائینگے جس سے ہر ایک واقعہ ایسی طرح سے علحدہ ہوگا کہ کسی اندھے کو بھی شک نہے۔
تیسرا مضمون قبر کی نسبت مذکورہ ساتھ اولاد جعفر طیار کے کل روایات مذکورہ مین

موجود ہو اور روایات صحیحہ اہل سنت سے بلکہ خاص صحیح بخاری کی روایات سے یہ بھی ثابت ہے
کہ جب نسبت مقرر ہو جاوے تو پھر دوسرے کو نسبت کرانا جائز نہیں۔ پس اس سے بھی لغویت
اس واقعہ کی ثابت ہو کہ کیونکر خلیفہ خلاف حکم رسول مستدعی ہو سکتے تھے؟ اور جناب امیر قبول
فرما سکتے تھے؟ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ عذر بھی حضرت کا یہ نسبت اوسی ام کلثوم
بنت ابوبکر کے ہے کیونکہ حضرت زینب و ام کلثوم کا عقد تو عبداللہ بن جعفر و محمد بن جعفر سے
ہو چکا تھا جسکے بارے میں خود حضرت رسول اللہ نے فرمایا تھا بناتنا لبنینا۔ بیٹے ہماری بیٹیوں
کے لئے ہیں یہ حضرت زینب و ام کلثوم و عبداللہ و محمد فرزند جعفر کی نسبت بعد شہادت حضرت
جعفر فرمایا تھا تو اب کسکی مجال ہے جو اس نسبت کو توڑے اور اہلسنت کے لئے تو وقوع عقد کے
بھی جملہ کافی ہو تو اونکے مذاق پر کہہ سکتے ہیں رسول اللہ خود ان دونوں صاحبزادیوں کا عقد کر چکے
تھے غالباً عون بن جعفر کی نسبت حسب خواہش اسما بنت عمیس جو انکی ماں تھیں اور بعد کو
زوجہ ابوبکر ہوئیں۔ ام کلثوم بنت ابوبکر سے مقرر تھی جسکو دوبارہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے
پیش کیا کہ تم اوس سے کیونکر عقد کر سکتے ہو نسبت تو لگی ہوئی ہے۔

چوتھا جملہ جو کل روایتوں میں مذکور ہو وہ یہ ہو کہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے ام کلثوم کو عمر کے پاس
بھیجدیا جسپر عمر نے بوسہ لیا اور سینہ سے چمٹایا اور کشف ساق کیا۔ اوسپر ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر
المومنین نہوتا تو میں طمانچہ مارتی جس سے تیری آنکھیں اندھی ہو جاتیں۔
اس روایت کی نسبت سبط ابن جوزی بقسم شرعی فرماتے ہیں کہ باجماع امت مس اجنبیہ حرام ہے
لونڈیوں کی نسبت بھی خلیفہ ایسے امر کے مرتکب نہیں ہو سکتے تھے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ
جس سے اصل روایت کا موضوع و غلط و افترا ہونا ثابت ہوا باقی رہا فقرہ مہ لولا انک امیر المومنین
للطمت عینک خود ظاہر کر رہا ہو کہ یہ حضرت خلیفہ اول ابوبکر کی بیٹی کا فقرہ ہے جو ایک زمانہ تک خلافت کرکے
راہی ملک عدم ہوئے جنکے ماتحتی اور اطاعت میں حضرت عمر ہمیشہ سرگرم رہے یہ لڑکی ابوبکر کی کہتی ہے
اگر تو بادشاہ نہوتا تو طمانچہ مارتی۔ چنانچہ موید اسکا وہ واقعہ بھی ہو کہ جب ام کلثوم بنت ابوبکر نے
سنا کہ میرا عقد عمر سے ہوتا ہے تو انکار کیا اور کہا خشن العیش ہے شدید ہے عورتوں پر اور
عائشہ اپنی بہن کو دھمکی دی تھی کہ اگر میرا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی۔ یہ دہی

شجاعت بکری اور حکومت خلافت سابقہ کا ہے جسنے اس جرت و دلیری پر آمادہ کیا ورنہ بنت علی ایسا
کلمہ کیونکر کہہ سکتی تھین جنہون نے اپنی آنکھون وہ سب مصائب دیکھے کہ فدک قرق ہوا گھر جلا یا
گیا پس جسکے مان باپ پر یہ ظلم وستم ہوا اوس مظلومہ کو یہ جرت کہان ہو سکتی ہو کہ خلیفہ وقت کی نسبت
ایسا کلمہ کہے پانچوان جملہ جوان رواتیون مین بالکل مذکور نہین وہ واقعہ عقد ہے کہ ذکر اسکا نہین ہے
کہ عقد کیونکر ہوا۔ کیونکہ پہلی روایت مین تو صرف خطبہ عمر اور بھیجنا ام کلثوم کا مذکور ہو دوسری مین استقدر
ہے کہ تزویج تیسری مین موت زید وام کلثوم اور آخری روایت مین صرف عمر کا کہنا کہ نکاح کردو اور
جناب امیر کا کہنا کہ کردیا اور عمر کا مہاجرین سے طالب مبارکباد ہونا۔

نہایت حیرت کا مقام ہو کہ جس نکاح مین اسقدر ردوکد انکار واصرار واقع ہوا ور ایسے اسرار مخفیہ
بیان کئے جائین جنپر اخص خواص بھی مطلع نہون اوسکا اصلی نتیجہ اس عنوان سے بیان ہو کہ عقو
کو کسیطرح اوس سے تشفی نہو۔ تشفی کیسی کسیطرح وقوع نکاح کی بو بھی نہ نکلے۔
کیونکہ اصل واقعہ تو ایک ہے جسکو ایک راوی یہ بیان کرتا ہو کہ علی نے ام کلثوم کو بھیجا بعد اوسکے
کچھ نہین دوسرا راوی اوسی واقعہ کو بلفظ تزویج ادا کرتا ہو اور تیسرا راوی کہتا ہے کہ عمر کی خواستگاری
پر علی نے کہا کر دیا۔ ایک بیان دوسرے بیان کا ایسا مخالف ہو کہ کسیطرح اونمین ربط نہین ہوسکتا
یہ بیان کہ عمر مہاجرین وانصار سے طالب مبارکباد ہوئے اور یہی اسکی قلعی کو ظاہر کرتا ہو کیونکہ
نکاح ایسی چیز نہین ہو جو مخفی طور پر ہوجائے کہ کسیکو خبر بھی نہو حتےٰ کہ مہاجرین کو بھی خبر نہو چنانچہ
شرائط نکاح سے یہ بھی ہے کہ اوسکا اعلان کیا جائے اہل شہر کا مجمع ہو اسیوجہ سے خلیفہ دوم اوس
نکاح کو باطل جانتے تھے جسپر صرف ایک مرد و ایک عورت شاہد ہو۔

غرض اس مجمل بیان سے جسمین نہ صورت عقد مذکور ہو نہ خطبہ نکاح نہ تاریخ نہ مہینہ نہ حضار جلسہ
کے اسامی گرامی نہ ولیمہ وغیرہ جو لوازم نکاح کا ہی۔ اور یہی اس بیان کی تائید ہوتی ہو کہ عقد
کی اصلیت کچھ نہین ہے صرف واقعہ اسیقدر ہے کہ عمر نے جب بیان جناب امیر کو دربارۂ تز
ویج ام کلثوم بنت ابوبکر قابل پذیرائی نہ سمجھا تو حضرت سے کہا کہ آپ اونکو میرے پاس
بھیجدین جسپر حضرت نے بھیجدیا اسی مضمون کو راویون نے بہ الفاظ مختلفہ بیان کیا کہ کسی نے
کہا بھیجدیا کسی سے کہا تزویج کردیا کسی نے کہا کہ جناب امیر نے فرمایا ہمنے تمھارا کہنا قبول کیا

جہان بوجہ اشتراک نام یہ واقعہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب ہوا یا کیا گیا اوسکے
ساتھ تزویج بھی وہمی طور پر بیان کردی گئی جسکے لئے اور ازواج عمر کا نام ام کلثوم ہونا بھی مؤید ہوا
زیادہ توضیح کنز مکتوم مین ملاحظہ ہو صہ ۱۳۵
تعجب بالائے تعجب یہ ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر چار سالہ سے تو اجازت لیجائے کہ تیرا عقد عمر سے ہوتا ہے
اور وہ انکار کرے۔ اور ام کلثوم بنت جناب امیر سے مطلقا اذن نہ لیا جاے جو یقینا اوسوقت بالغہ
تھین۔ اذن لینا کیا انکار پر وہ ایسی مجبور کیجاتین کہ نہیں ضرور تمھارا عقد اوسی بڈھے سے ہوگا
جس سے تم نفرت کرتی ہو اور انکار کرتی ہو۔ معلوم نہیں کس شریعت مین یہ جائز ہے کہ عورت بالغہ
عاقلہ رشیدہ کا نکاح بالجبر کردیا جاے گو وہ انکار کرتی ہے۔ چھٹا جملہ جو ان کل روایات مین مذکور ہے چالیس ہزار
درہم مہر کا مقرر ہوا جسکی غلطی یون ظاہر ہو کہ شاہ ولی اللہ صاحب مذہب فاروقی مین لکھتے ہین انکا مذہب یہ تھا کہ مہر مین
زیادتی نہو پانچ سو درہم شرعی سے زیادہ نہو جو دختران رسول کا مہر تھا۔ اور نیز حضرت کی ازواج
کا۔ شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی پر زور دلیلون سے اس مذہب عمری کے حقیقت ثابت کی ہے
اور شاہ ولی اللہ نے بڑے تفحص سے اتنا نکالا ہے کہ دو ہزار درہم کی بہزار مشکل خلیفہ نے اجازت
دی تھی۔ اور صدہا روایتین موجود ہین جنسے خلیفہ کا انکار زیادتی مہر سے ظاہر ہے۔ تو اب کون
سنے کہ یہ سلسلہ ہو کہ خلیفہ نے خلاف اپنے مذہب کے ۴۰ ہزار درہم اپنے عقد مین مہر مقرر کیا۔
اور جناب امیر نے خلاف رواج خاندانی اور خلاف روایات رسول ربانی اتنا مہر لینا قبول فرمایا۔
تو اب بجز اسکے کوئی صورت نہین کہ یا ان سب روایتونکو غلط کردین یا یہ کہین کہ علما کو یہان بھی اشتباہ
ہوا۔ یہ دوسری یا تیسری ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جس سے ایام جاہلیت مین عقد کیا تھا کہ اوس
زمانہ مین مہر کثیر مروج تھا۔ یا اصح حدیبیہ والی ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جسوقت تک انکا اجتہاد
اس مسئلہ مین نہوا تھا کہ دو صد سے زیادہ مہر نہ لینا چاہئے دیکھو کنز مکتوم صہ ۲۴
اگر اسپر بھی تسکین خاطر نہو تو میزان الاعتدال جلد سوم کی یہ عبارت ملاحظہ ہو کہا جو رجانی نے
تینون ضعیف ہین حدیث مین بغیر بدعہ وگمراہی کی قتیبہ بن سعید عبد اللہ بن زید سے وہ اپنے باپ
سے وہ اپنے باپ اسلم سے ناقل ہے کہ عمر نے ۴۰ ہزار درہم مہر مین دیا ام کلثوم بنت علی کو ۲۹۰
صاحب میزان الاعتدال... جو رجانی ... یہ روایت موضوع اور تینون راوی اوسکے ضعیف قرار پائے

پھر ایسی روایتوں پر آپ کیونکر ایمان لاسکتے ہیں۔ یہ موضوعیت کچھ ایسی حاوی ہو کہ نکاح اور مہر دونوں کو شامل ہو جس سے آپ یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ صرف ۴۰ ہزار درہم صحیح ہو کیونکہ یک بام و دو ہوا غیر ممکن ہے۔

چھٹا۔ مضمون اسکا یہ ہو کہ بعد وفات عمر عقد حضرت ام کلثوم کا بجبر جناب امیر و مخالفت حسنین حضرت عون بن جعفر کے ساتھ ہوا۔

اسکی غلطی یون ظاہر ہو کہ کل علمائے اہل سنت جنہون نے عقد ام کلثوم کو لکھا ہے یہ بھی لکھتے ہین کہ عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد عمر شہید ہوئے دیکھو اصابہ و استیعاب وغیرہ معلا تو اب یہان بھی وہی دو صورت ہو کہ یا روایات مذکورہ کو غلط کرین یا اشتباہ کے قائل ہون کیونکہ بعد موت زندہ ہونا۔ شادی ہونا یقیناً محال ہو۔ اس عقد عون بن جعفر کے ساتھ یہ جملہ کہ بعد عمر ہوا ویسا ہی معلوم ہوتا ہو جو عدالتی گواہونکو وہ ایک بات سکھادیجاتی ہو کہ اتنا ضرور کہنا وکیل مختارہ ہزار گھمادیھر اکر یہ بولائین مگر اسکو نہ بھولنا یہی حال ہو اہل سنت کی ان روایتون کا کہ عقد عمر یاد کر لیا گیا ہے وہ کسیطرح نہین چھوٹتا دنیا بھر کی بات کہہ جاو مگر مرغی کی ایک ٹانگ اگرچہ اس جملہ کو بحث عقد عمر سے زیادہ تعلق نہین ہے مگر علمائے اہل سنت کی تحقیقات کا حال اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی نافہمی سے کیسے کیسے پیش پا افتادہ غلطیون مین مبتلا ہوتے ہین۔

ساتوان جملہ یہ ہو کہ ان سب روایتون مین یہ بھی مذکور ہو کہ بعد عون عقد ام کلثوم کا محمد بن جعفر سے ہوا اور بعض روایتون مین مقدم ہین عون پر۔ حالانکہ وہی مورخین و محدثین اسکے بھی قائل ہین کہ محمد بن جعفر نے بھی جنگ تستر مین وفات پائی پھر فرمائی جب عہد عمر مین ہی شہید ہو چکے تھے تو پھر بعد کو زندہ کیونکر ہوئے جنہون نے بعد عون یا قبل عون عقد کیا ان سب خرابیون کا سبب وہی اشتراک نام ہو اور تحقیق نہ کرنا یا عمداً دھوکھا دینا ہے علمائے اہل سنت کا کہ چند آدمیون کی مختلف واقعات بسبب اتحاد اسم ایک آدمی کیطرف منسوب ہوئے

اصلیت یون ظاہر ہوتی ہو کہ چند زوجہ عمر کا نام ام کلثوم ہی تھا اور ایک ام کلثوم بنت ابو بکر سے انہون نے خواستگاری کی جسپر اُدھر سے انکار اِدھر سے اصرار ہوا بوجہ زوجیت ام کلثوم سابق سامعین کو یقین ہوا کہ عمر نے جسکی خواستگاری کی اور انکار ہوا اوسی سے یہ عقد بھی ہوا جو آج زوجہ جلیفہ ہے اور ام کلثوم بنت ابو بکر کی نسبت عون بن جعفر سے مقرر تھی یا بچپن ہی مین دونو کی شادی ہوئی تھی

جسکے بعد عون جنگ تستر مین شہید ہوگئے تو اس واقعہ کی تاریخ بدلکر یہ بیان کردیا کہ بعد عمر انکا عقد ہوا۔
اور ام کلثوم بنت جناب امیر کا عقد حضرت زینب کے شمول مین محمد بن جعفر سے ہوچکا تھا جنکا زندہ رہنا
جنگ صفین تک یقینی طور پر ثابت ہی جنکی اولاد بھی ہوئی کہ اونکے بیٹے قاسم بن محمد کا عقد ام کلثوم بنت عبد اللہ
بن جعفر سے ہوا۔ بعد اسکے کہ محمد بن جعفر بھی جنگ تستر مین شریک ہوئے ہونگے اور انکے بھائی عون وہان
شہید ہوئے علمای اہل سنت نے مغالطہ مین آکر انکی شہادت کے بھی وہین قائل ہوگئے حالانکہ
موجودگی محمد بن جعفر جنگ صفین مین یقیناً ثابت ہی۔ غرض واقعات کل صحیح ہین ہیر پھیر ہی تو نسبت
واقعہ مین کہ کون کسکا واقعہ ہی کون کسکا۔ بے عقلی کے سبب سے تمیز نہ کرسکے سب واقعہ کو گڈبڈ کرکے
بیان کردیا مگر اصلی مقصد عقد عمر کو نہ بھولے۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار

آٹھوان جملہ ان سب روایتون کا یہ ہی کہ ان تین عقدونکے بعد عقد حضرت ام کلثوم کا عبد اللہ بن جعفر
سے ہوا بلکہ خود جناب امیر نے یہ عقد کردیا جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے صفحہ ۹۲۹
اس واقعہ مین یہ خرابی ہی کہ حضرت عبد اللہ شوہر حضرت زینب ہین تو اب انسے عقد کیونکر ممکن ہی جمع
بین الاختین لازم آتا ہی؟ اور حضرت زینب کی موجودگی مین تا معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے کسی قسم
کا کسی غرض سے کسیکو عذر نہین۔ تو اب اگر یہ عقد کسیطرح ممکن ہی تو بعد رحلت حضرت زینب
جو یقیناً بعد سنہ ۶۲ ہجری ہی جس سے وہ دعوے کہ ام کلثوم اور زید مان بیٹے ساتھ وفات کی غلط
ہوتا ہی حالانکہ بقول عبد العزیز و حیدر علی یہ متواتر ہی۔
خدا عقل دے اہل سنت کو جو کچھ بھی تحقیق کردیتے ہون اور واقعات مین غور کرنے کے عادی ہون
اب پھر وہی دو صورتین ہین یا سب روایت غلط۔ یا یہ کہ اشتباہ رواۃ کے قائل ہون جسکی بھی چند
صورتین ہین یا کسی ام کلثوم زوجہ عمر سے حضرت عبد اللہ نے عقد کیا۔ یا ام کلثوم دختر ابوبکر سے
عقد کیا بعد عون بن جعفر کے۔ یا بعد طلحہ کے جو جنگ جمل کیوقت شوہر ام کلثوم بنت ابوبکر تھے۔ یہ
سب صورتین اوسوقت کی ہین کہ بقول ازالۃ الغین نکاح پڑھنے والے جناب امیر تھے۔ اور اگر اس
خیال کو دفع کرکے (کیونکہ یہ غلط فہمی و کم لیاقتی حیدر علی کا قصور ہی جنہون نے تزوجہا اخوہ کا یہ ترجمہ
کیا کہ حضرت نے اونکا عقد عبد اللہ بن جعفر سے کیا) صرف عقد ام کلثوم کا خیال کرین تو یہ ممکن ہی
کہ بعد رحلت حضرت زینب حضرت عبد اللہ کا عقد ام کلثوم بنت فاطمہ سے ہوا ہو مگر واقعہ کربلا ایسا
نہین ہوا تھا جسکے بعد کسی بنی ہاشم کو ایسے خیالات پیدا ہون۔ تو اب اصلیت اسکی اسقدر

رکھی کہ چونکہ زمانہ موت حضرت عبداللہ اور موت حضرت ام کلثوم قریب قریب واقع ہے۔ اسی
کوئی موت ام کلثوم کا قبل وفات عبداللہ قائل ہے کوئی بعد کا۔ اس قرب زمانہ موت سے یہ جوڑ بھی
لگا دیا گیا کہ ان دونوں میں عقد بھی ہوا حالانکہ اصل منشا بیان کرنیوالونکا تعین زمانہ موت تھا
نہ بیان عقد۔ یہ امر نہایت درجہ قابل غور ہے کہ حسب روایات اہل سنت ہر بیوہ گری کے بعد عقد اوس
سیدہ مظلومہ کا اپنی ہی خاندان میں ہوا خواہ برضا انکی یا بجبر جناب امیرؑ۔ تو اب کس عقل سے کوئی
قائل ہو سکتا ہے کہ پہلا عقد خلاف خاندان ایک ایسے شخص سے کیا گیا جسکی نسب کا ابھی تک
ٹھکانا نہیں لگا آخر وہ کونسی مصیبت تھی کہ جناب امیر نے اپنی چار سالہ لڑکی ایسے بڈھے خبیث
سے بیاہ دیا؟ یہ تقریر بھی ہماری اوسی بنیاد فرض اور تسلیم پر ہے کہ ہر امر سے ہم قطع نظر کر کے اسکے
قائل ہوں ورنہ اتنی محال باتوں کے لازم آنے پر کوئی عاقل ایک منٹ کیلئے بھی کیونکر عقد
عمر کو قبول کر سکتا ہے۔

نواں مضمون اسکا وفات کرنا ہے ام کلثوم کا زید بن عمر بن خطاب کے ساتھ بعہد معاویہ
اسکی تحقیقات میں تین جزو ہیں (۱) کوئی ام کلثوم زوجہ عمر تھی یا نہیں (۲) زید کے تھے اور کسکے
بطن سے (۳) ماں بیٹے ام کلثوم زید بعہد معاویہ ساتھ مرنیوالے کون ہیں۔
کنز مکتوم میں ثابت کیا گیا ہے کہ عمر کی تین زوجہ کا نام ام کلثوم تھا ایک وہ جو زمانہ جاہلیت سے انکے عقد
میں تھی ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید بن عمر و عبید اللہ بن عمر اصابہ و تاریخ کامل صـ۲۲ ج ۴
اور امام نووی بعد وفات رسول اس عقد کے ناقل ہیں کیا لکھیں من کلام۔
۲ دوسری ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت انصاری مادر عاصم تاریخ خمیس صـ۲۵۱
۳ تیسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے بعد صلح حدیبیہ عقد کیا تفسیر کبیر صـ۱۹۲ ج ۸
دیکھو کنز مکتوم صـ۸۳

(۲) زید کا بطن ام کلثوم خزاعیہ سے ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے چنانچہ دار قطنی اور شاہ عبد الحق نے
بھی تصریح کی ہے کہ عبید اللہ بن عمر (جو جنگ صفین میں جناب امیر سے لڑنے نکلا تھا اور مارا گیا) اور زید
ابن عمر بطن ام کلثوم خزاعیہ سے تھے۔ اور خود مخاطب بھی فرماتے ہیں بعض نے نام ماں کا ام کلثوم بنت جرول
بن مالک لکھا ہے سیتب و زید اصغر و عبید اللہ اوسکے بطن سے تولد ہوئے ۳۳ اور مروج الذہب
علامہ مسعودی میں ہے کہ اولاد عمر سے عبد اللہ اور حفصہ زوجہ نبی اور عاصم اور فاطمہ اور زید ایک

مان سے تھے اور فاطمہ اور دوسری لڑکیان اور عبد الرحمن اصغر جسپر حد شراب جاری ہوئی اور ابو شحمہ
کے نام سے مشہور تھا ایک مان سے ہی صفحہ ۱۳۴ ج ۵ کامل دیکھو تشفی صفحہ ۲۴۱

جس سے یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ حضرت عمر کے صاحبزادے زید نامے ایک ہی تھے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے
پیدا ہوئے چنانچہ کنز مکتوم مین بصراحت مذکور ہی کہ زید بن عمر ایک ہی تھے اور اگر اہلسنت کے غلط بیانیوں پر
خیال کر کے دو زید کا خیال ہو کیونکہ بعض حضرات ایک کو زید اصغر کہتے ہین دوسرے کو زید اکبر تو بفضلہ تعالے
اوس زید کی مان کا نام بہی ام کلثوم ہی ثابت ہوتا ہی کیونکہ علامہ مسعودی زید کو اور عاصم کو ایک مان سے
بتاتے ہین جسکا نام ام کلثوم بنت عاصم تھا تو بالفرض اگر دو زید تھے تو ایک زید ام کلثوم بنت جرول کا بیٹا
ثمر اجسکا مخاطب کو یہی اقرار ہی دوسرا ام کلثوم بنت عاصم کا بیٹا ٹہرا نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا جنسے
عقد ہونا عمر کا یقینا محال ہی تو اب تیسرا مرحلہ بہی طے ہی کہ یہی ام کلثوم خزاعیہ و زید بن عمر مان بیٹے بعہد
معاویہ ساتھہ مرے جنپر ایک ہی ساتھہ نماز ہوئی بقول شاہ عبد العزیز صاحب جناب امام حسینؑ نے
نماز پڑہی اور کوئی کسیکا وارث نہوا اور بروایت صحیح عطاء خراسانی ام کلثوم اور اوسکے بیٹے زید پر نماز جنازہ
عبد اللہ بن عمر نے پڑہی یہی وجہ ہے کہ صاحب اصابہ نے اپنی اس روایت صحیح مین نہ ام کلثوم کو بنت
علی لکھا ہی نہ زید کو بن عمر کیونکہ صحت ان اشخاص کی معلوم نہ تہی صرف صحت واقعہ کو اونہون نے بیان کیا
نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا جو باتفاق روایات فریقین معرکۂ کربلا مین موجود تھین جیسا کہ ۔
مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحق اسفراینی در روضۃ الشہداء روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و
بحر الشہادتین و ینابیع مودۃ ذوی القربی و دیگر کتب تواریخ مین مذکور ہی ۔ جیسے کہ علامہ ابن اثیر محدث
نہایۃ اللغۃ مین بذیل لغت فرث خطبہ حضرت ام کلثوم کا بمقام کوفہ نقل فرماتے ہین فی حدیث ام کلثوم
بنت علیؑ قالت لاہل الکوفہ اتدرون ای کبد فرثتم رسول اللہ صلعم الفرث التفتت بالغم والاذی فیہ صفحہ ۲۶۸ اور
مجمع بحار الانوار مین علامہ محمد طاہر گجراتی فرماتے ہین فی ح ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفہ اتدرون ای
کبد فرثتم رسول اللہ صلعم الفرث التفتت الکبد بالغم والاذی صفحہ ۶۴ ج ۳ مطبوعہ نولکشور ۔

اور اگر اس بیان شافی پر بہی تسکین نہو تو سنہ عقد وغیرہ جوڑ کر ملا لیجے جس سے ولادت زید محال
فرا یافی ہے کیونکہ جو لڑکی سنہ ۱۷ مین بوقت عقد خلیفہ چار برس کی تھی
وہ سنہ ۲۲ ایکسال قبل رحلت خلیفہ مین نہہ ۹ سالہ ہوتی ہے جو ابتدائے زمانہ بلوغ

شرعی ہے اب ایک سال کے چند مہینے کل حیات خلیفہ سے باقی ہیں.
کیونکہ وفات اونکی ۲۳ھ مین ہے اس عرصہ مین دو لڑکے زید اور رقیہ کیونکر پیدا ہو سکتے
ہین یقیناً محال ہے اوسپر طرہ یہ ہے کہ ان دونو لڑکون مین سے کوئی لڑکا آخر اولاد خلیفہ
نہین ہے بلکہ زینب آخر اولاد ہے جو بطن ام مکیہ سے پیدا ہوئی دیکھو کنز مکتوم صلاا
یار وسنی ہو یا شیعہ مگر عقل کی بات کرو سمجھہ بوجھ حال کرو۔ نہ معجزہ کہتے ہو۔ نہ کرامت بتاتے ہو
نہ سحر۔ نہ جادو۔ پھر کس عقل سے نہ سالہ لڑکی کو ۹۳ برس کے بڈھے سے ایک سال مین دو بچے کا
ہونا قبول کر سکتے ہو۔

ان دلیلون کے بعد ہمکو گمان بھی نہین ہوتا کہ کوئی متنفس بجز اقرار ضعیف روایت یا اشتباہ
علما و رواۃ کی دوسرا پہلو اختیار کریگا۔ اور صرف ایذا دہی خدا و رسول کے لئے۔
جملہ روایات و تاریخی واقعات کو جھٹلا کر اسکا قائل رہیگا۔ کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
کا عقد عمر سے ہوا جس سے زید و رقیہ پیدا ہوئی اور ساتھہ بعہد معاویہ مری جنپر ایک ساتھہ نماز
جنازہ ہوئی۔ اگر اسپر بھی تسکین نہ ہو تو اب صریحی روایت سے ولادت زید کو باطل کرتا ہون کیونکہ جو حضرات
اہلسنت عقد عمر کے قایل ہین وہی حضرات یہ روایت بھی لکہتے ہین چنانچہ ہدایہ السعدا ملک العلماء دولت
آبادی مین ہے فی خزانہ الجلالیہ والنکات کانت لفاطمہ الحسن والحسین والاحسن وام کلثوم واحسن مات
فی الصغر لاعقب لہ وکذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب لاعقب لہما صفحہ ۱۵۹ نسخہ قلمی۔
یعنی وفات کیا ام کلثوم نے نزدیک عمر کے اور کوئی اولاد اوسکے نہوئی۔ اب فرمائیے کہ جب بتصریح
علما ثابت ہی کہ کوئی اولاد اون سے نہوئی صغر سنی مین انتقال کیا تو پھر کس منہ سے آپ اسکے قائل ہین
کہ زید بن عمر حضرت ام کلثوم کے بطن سے ہوئے اب فرمائیے کہ بجز اقرار اشتباہ علماء و رواۃ کیا چارہ ہے
جہان اونکو انتساب تزوج ام کلثوم مین اشتباہ ہوا یا عمداً مرتکب کذب ہوئے وہان یہ جوڑ بھی لگا دیا کہ زید اونسے
پیدا ہوئے اور دونو نے ساتھہ انتقال کیا وفی ذلک کفایہ لاہل الدرایہ۔ یہ بات ہماری کیا انبیا کی قبضہ سے
بھی باہر ہی کہ سچ بات ہر کسیکو اعتقاد بھی دلوا دین۔ اور اقرار کرا دین کہ وہ کفریات کو چھوڑ کر امر حق کا اقرار بھی کر
ہدایت اسیکا نام ہی کہ سچی بہر جہی باتونکو ظاہر کردے آیندہ اختیار ہی۔ وہ ہمنے کر دیا۔
قول موثوق۔ ص ۲۰ سطر ۱ اب غور فرمائیے کہ اس روایت مین کسیطرح کی شناعت پائی نہین جاتی

آپ نے عبث غیظ وغضب فرمایا آخر معاشرت ہند وعرب مین فرق ہے یہان معیوب وہان مستحسن خصوص زمانہ
رسول صلعم مین مجھ حدیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب ان گالیونکا
جو نسبت حضرت غوث الاعظم وحضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے ہین اگر لکھون خلاف اوس شرط کے واقع ہو جسکو اوپر لکھ چکا
ہون۔ جناب من یہ کام فرومایہ لوگونکا ہے کہ جب جواب دینے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہے
تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ ناملائم سے وہ زبان کہ جس سے حمد وثنا خدا ورسول کی فرماتے ہین آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انما
حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن کی خلاف عمل کرین پاس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرمائین کہ
باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو ساتھ ایسے الفاظ درشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آئندہ لحاظ رکھین الا انشاء اللہ عرض کرتا ہو
کہ بفضلہ اہل سنت والجماعت ان امور سے مبرا ہین علماء قوم شیعہ کے یہان البتہ متعہ بحث اور متعہ دوری جاری وساری ہے
بسم اللہ خانم اور انکی مماثل کا حال سب پر روشن ہے ع باوضوی صبح خفتن میگزارد + نامرادان راولے دادہ مراد
کم شدی خالی دو اتش از قلم + بر مراد ہر کسے میزد رقم۔ دجلہا مرفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین ودا... فافہم

دفع الوثوق۔ خوب غور کیا۔ خدا آپکو فہم دے۔ کفش دوز کی عامیانہ تقریر پر ایمان لانا آپ
ہی کا کام ہے یہان رویت مخطوبہ کی بحث نہین جسکے جواز کی آپکو فکر ہے بوسہ لینے کشف ساق وغیرہ
سے بحث ہے جسکے جواز کی دلیل نہ حیدر علی نے دی نہ آپنے جو اوسکے پیرو ہین۔ بات سمجھ لیا کیجئے تب
گفتگو کیجئے کفش دوز نے اپنی اصالت دکھائی جو سادات عظام کی نسبت ابن مرجانہ کا لفظ استعمال
کیا حالانکہ ابن مرجانہ برادر عم زادہ معاویہ ہے جسکی غلامی کا فخر تمام اہل سنت کو ہے۔
رواج کا فرق جو آپنے نکالا ہے یہ بیشک ایک طبعزاد مضمون ہے تو کیا اس رواج سے حرام حلال ہوجائیگا
کیا عرب کا یہی رواج تھا کہ عقد کرنے پر مجبور کرے اور بالغہ رشیدہ لڑکی کو مجمع عام مین طلب کرکے بوسہ لے
کشف ساق کرے۔ آپنے علامہ سبط ابن جوزی کا قول اس بارے مین یاد فرمائی جو سابقًا مرقوم ہوا
کہ لونڈیونکے ساتھ بھی یہ جائز نہین ہے کیونکہ مس اجنبیہ باتفاق اہل اسلام حرام ہے۔ ہمنے مانا کہ ایکی
یہ روایت صحیح ہے کہ ابوبکر صاحب بی بی عایشہ کو رسول کی خدمت مین لائے تھے کہ اس سے دل
بہلائے جسکے بعد فورًا واپس بھی لیگئے تو کیا رسول اللہ صلعم اونکا بوسہ اوسوقت لیا کشف ساق کیا سینہ
سے چمٹایا جو یہ انتقام اوسکے ان امور کی نسبت نواسی رسول کیطرف کرتے ہین
ہمکو بھی نہین معلوم ہوتا کہ مولوی کرار علی مرحوم نے کونسی گالی دی آپکے غوث الاعظم کو یا شاہ
عبد العزیز کو مولوی صاحب نے اسیقدر لکھا تھا کہ آپ ہی ناقل ہین"

بنظرِ انصاف ان روایات و اقوال سنیہ میں تامل کرنا چاہیے کہ کسقدر کفر و الحاد اس فرقہ کا اور
عداوت و نفاق بانفس رسول اس سے مترشح ہے اور کیسے کیسے کلمات نازیبا مشعر ہتک حرمت
و اسارت ادب طرف اہل بیت اطہار اور ذریت رسول مختار منسوب کرتے ہیں کہ اگر کوئی نسبت پیر و مرشد
و عالم سنیوں کے مثل پیر دستگیر و شاہ عبد العزیز کے بلکہ احاد ناس کے ایسا کلمہ لکھے کہ مثلاً غوث
الاعظم یا عبد العزیز کی بیٹی کا کسی نے کمر بند کھولا اور برہنہ کیا یا چھاتی سے چمٹایا یا بوسہ لیا اور مس
کیا تو کسقدر سنی لوگ برا مانیں گے اور جتنے المقدور لڑنے کو آمادہ ہونگے صد۱۶ قول موثوق
کیا اسکو آپ گالی سمجھے ہیں یہہ تو جملہ شرطیہ ہے کہ اگر ایسا کوئی کہے تو سنی لڑنے پر آمادہ ہوجاینگے
اسمین گالی کونسی نکلی جو آپ اسدرجہ برہم ہوگئے۔ شرطیہ طور پر کہنے سے تو واقعیت اوسکی ثابت
نہیں ہوتی پھر کیوں آپکو برا لگا۔ معاشرت ہند و عرب کا فرق کیوں نہیں نکالتے کیونکہ غوث الاعظم
تو عرب ہیں اور شاہ عبد العزیز بھی عربی کی نسل سے ہونگے کیونکہ فاروقی ہیں
دیکھئے آپکے ایمان کی حقیقت یہیں ظاہر ہوگئی کہ صرف خیالی طور پر ایسے امور کی نسبت بیبیوں خیالی
دختران غوث و شاہ صاحب کیطرف آپکو یہہ حرارت آئی۔ اور بضعہ رسول کیطرف وہی امور واہیہ آپکے
علما منسوب کرتے ہیں مگر حرارت کیسی آپ کیطرح انکی شناعت کے بھی نہیں قائل ہوتے بلکہ نہایت
زوروں سے اور اوسکے ثابت کرنیکی فکر میں ہیں افسوس مولوی کرامت علیصاحب مرحوم سے
اسدرجہ آپ ناراض ہوئے حالانکہ اوس مرحوم نے کیسی پیشینگوئی کی تھی کہ فوراً اوسکا اثر
ظاہر ہوا۔ آپکو تو اوسکے اولیا ءاللہ ہونے پر ایمان لانا چاہیے جنکی ایسی کرامت نمایاں ہوئی۔
اب اوس روایت کے ذکر کی یہاں کیا ضرورت ہے جو صاحب کنز مکتوم نے قول صاحب صواعق
محرقہ نقل کیا در بارہ اسکے کہ وہی طور پر بھی ذکر دختر خلیفہ سے فقیہ ساقط العدالہ او رواجب
التعذیر قرار پایا اور ابن خلدون نے عباسہ خواہر ہارون رشید کی نسبت خلاف اجماع مورخین
غل مچایا کنز مکتوم صد ملاحظہ ہو۔
ہائے خاندان رسالت سے خلافت ہی نہیں چھینی بلکہ کسیطرح انکی عظمت و وقعت بھی آپلوگوں کے
دلمیں باقی نرہی خوب کہا ہے ؎ خوک باشی خرس باشی یا سگ مردار باش ٭ ہرچہ باشی باش لیکن
عرفی اندکے زردار باش۔ اگر آپکے یہاں متعہ بحث یا متعہ دوری نہیں جاری ہے تو اسکی وجہ خاص
دہی علما و المشائخ ہے جسمیں ابوجہل اور لوگ بجائے عمر ابن الخطاب اور قاضی یحیٰی بن اکثم

وابن خلکان وتمامی خلفا وعلماء اہل سنت مبتلا رہے وہ متعہ کیونکر جاری رکھتے۔ رسول اللہ اگر شوہ عقد کرتے جسمین آپکے خلفا کی بیٹیان بہنین بہی داخل تہین نکاح کو ضروری نہ بتا گئے ہوتے تو خلفا اوسکو بہی موقوف کرتے اور عمل قوم لوط کے عامل رہتے۔

قول موثوق باقی رہا قصہ صغر سنی اور تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح وبسط لکہا ہی ملاحظہ کرلیا جاے اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہی کہ یہ پرانے ڈہکوسلے اور قدیم جو چلے ہین من ہرگز اسطرف متوجہ نہین ہوتا مگر واسطے تسکین طبع آپکی مختصراً عرض کرتا ہون کہ آپنے تقلید قوم اختیار کی ہی کیونکہ مرزا محمد کشمیری صاحبنے بہی کئی سال بیشتر یہ راگ گایا ہی اور صاحب ایقاب تو آپکے مقتدا ہین مرزا صاحب کشمیری اپنے نزہہ مین وجہ چہارم مین اس تشنیع سے زبان آلودہ کرتے ہین اور مولانا حیدر علی صاحب نے بجواب اسکے جو کچہ فرمایا ہی وہ ایسا ہی کہ زنگ شبہات اہل نفاق قطعی قلوب مظلمہ انکے سے صاف وپاک ہوجاتا ہو اور گرد کدورت کفر والحاد بالکل ڈہلجاتا ہی مگر چونکہ قلوب اہل شقاق مختوم منجانب اللہ اور ظلمت و قساوت فطری سو سیاہ وتباہ ہین لہذا اثر اسکا مفقود اور وہی کثافت وتیرگی مشہود ہی بقول قائل ؎ حق عیان چون مہر رخشان آمدہ ۔ لیک اندر شہر کوران آمدہ ۔ دیدہ حق بین اور قلب صالح الیقین پیدا کیجئے اور دیکھئے کہ مولانا صاحب فرماتے ہین۔ قبل ازین مجملاً بگوشت رسانیدم کہ این تقریر زنہار صلاحیت معارضہ ندارد وشرح ابہام وبسط این مرام آنکہ از روایات معتمدہ واقوال معتبرہ علماء فریقین بوضوح پیوستہ کہ ہر کس کہ ارادہ عقد نکاح بازنے داشتہ باشد وآن زن اگرچہ بحد بلوغ رسد دیدنش در حالت قعود وہم در حالت قیام وسکون ومشی ہمہ درست است بلکہ محاسن ومعاصم او را نیز توان دید ملکیف مخطوبہ یحدی صغیر باشد کہ پنج وشش سالہ بود چنانکہ خواہی دانست انشاء اللہ تعالیٰ۔

(دفع الوثوق)

اگر آپکو دعوی خیر فہمی نہو تی تو مین ہرگز یہ دردسری نکرتا برائے خدا یہ تو فرمائیے اس عبارت کے کون سے جملے کشف ساق وضم صدر وتقبیل وبوسہ بازی کی اجازت نکلتی ہی کیا مخطوبہ کا منہ یا ہاتہ یا محاسن دیکھنے کہڑا بیٹہا یا پہرتے چلتے دیکھنے کے یہی مطلب ہین کہ اوسکو سینہ سے چمٹائے ساق یا کہولے بوسہ لے۔ یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے سمجہانے کا اثر آپ پر مطلقاً نہوگا آپ کسیطرح سمجہین گے شاید کسی سنی عالم کے سمجہانے سے آپ سمجہین اور اسکی برائی پر متنبہ ہو لہذا آپکے سنی عالم حنفی المذہب کا قول نقل کرتے ہین خدا کرے اوسکے کہنے کا اثر ہو اور آپ برے بہلے کی تمیز کر سکین دیکہئے آپکے عالم سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الائمہ مین اپنے جد امجد کی کتاب منتظم سے ایسی ہی روایات کو بالاجمال نقل

کر کے بقسم شرعی فرماتے ہین" واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہی کیونکہ لونڈی کی نسبت بھی خلیفہ دوم
ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ اسلئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی
مسلمانان حرام ہی پس کیونکر ایسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہی خلیفہ دوم کیطرف دیکھئے کنز مکتوم صـ۴۱
کہئے صاحب اب بھی کچھ سمجھے یا نہ سمجھے اگر نہ سمجھے تو یون سمجھئے کہ ایسا امر قبیح ہی کہ مولوی
حیدر علی سے اسکے جواب مین کچھ نہ بن پڑا اس مضمون کو الحاقات شیعہ سے اقرار دیا فرماتے ہین کہ
کشف را ضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را بہ منقصت بدل کنند انا للہ الغین صـ۹۴

کہئے جو امر ایسا قبیح ہو کہ سبط ابن جوزی لونڈیونکی نسبت بھی جائز نہ رکھین اور مولوی حیدر علی
اوسکے رفع قباحت مین غل غپاڑا مچاکر یہ جواب دین کہ شیعونکا الحاق ہی کہ ممدوح کو امر مذموم سے
بدل کرین اسپر بھی آپکو اسکی برائی نہ معلوم ہو تو بس خدا ہی آپکی اصلاح کرے اور کیا کہون کنز
مکتوم ملاحظہ ہو صـ۴۲

آپ ہی سے خوش فہم اسکے بھی ناقل ہین" کہ خلیفہ نے صحابہ سے یہ فرمائش کی کہ جماع کرادو جسپر
سیرۃ حلبیہ والا لکھتا ہو" شاید اس بارہ مین کوئی حکم ممانعت صحابہ کو نہ معلوم تھا جو اس قول پر عمر کے
انکار کرتے جیسا کہ خود عمر کو نہ معلوم تھا کنز مکتوم صـ۴۳
سچ فرمائے کہ بنی نوع انسان یا حیوان سے بھی ایسا امر سرزد ہوا ہو توبہ توبہ کسی کی محبت مین ایسا جواس
باختہ بھی کوئی ہوتا ہے کہ نہ آگ سوجھے نہ پانی ـــ ارے بھائی اہلبیت سے عداوت تھی خلافت
لی تھی قتل کیا تھا قیدی بنایا تھا تو اب اسکی کیا ضرورت تھی کہ ایسی ایسی باتین بھی اودھر منسوب
کردجس سے خود خلیفہ آپکے بہائم بھی نہ رہین۔
خارج از بحث روایت اسقاط محسن کا صرف اسقدر جواب دیا ہی۔ کہ رشید الدین و حیدر علی
نے خوب جواب دیا ہی مگر اصل جواب نہ لکھا۔ اسپر بھی اعتراض ہی کہ مولوی کرار علیصاحب نے
توضیح الانوار و میزان ذہبی کا نام لکھدیا مگر عبارت نہ لکھی۔ بعدہ شہادت حضرت ام کلثوم کے بارے مین
دربارہ فدک گفتگو کی ہی کہ اوسوقت یعنی سنہ ۱۱ ہجری مین سن حضرت کا ہفت سالہ تھا۔ ایسے سن کی
گواہی ناقص سمجھی جاتی ہو" بعدہ یہ کہا کہ طعن الرماح سے بھی ثابت ہی کہ ام ایمن نے گواہی دی نہ ام کلثوم نے
منشا اس تقریر کا بھی وہی خوش فہمی ہی۔ کیونکہ شیعونکی بحث صرف اسقدر ہی کہ گو اہلسنت روایات

تنقیص سبط ابن جوزی

ادا و شہادت حضرت ام کلثوم کو در بارہ فدک تسلیم نہین کرتے جیسا کہ شہادت جناب امیر بھی قبول نہوئی
نہ دعوای جناب سیدہ منظور ہوا مگر اسکا کوئی قائل نہین کہ حضرت ام کلثوم اوسوقت ایسی کمسن تھین
کہ گواہی نہ دیسکتی ہون۔ جسکا منشا یہ ہو کہ اوسوقت اونکا اتنا سن تھا کہ گواہی دیسکتی تھین دیکھو
تفصیل اسکی کنز مکتوم صہ ۹۹ تا صہ ۱۰۳

اسی ذیل مین یہ بھی فرماتے ہین "اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت
قابل استدلال نہین ہوتی بلکہ ترک اوسکا واجب ہوتا ہے صہ ۴۲

تو اب بحق ارواح ثلثہ فرمائین کہ روایات مذکورہ متعلق عقد عقل و نقل کے خلاف ہین یا نہین ؟
اور ترک اوسکا واجب ہے یا نہین ؟ غور فرمائیے کتنے محالات کتنے محرمات لازم آتے ہین جسکو بڑا سے
بڑا فلاسفر بھی نہین سلجھا سکتا۔ چہ جائے علمائے اہل سنت جو آجتک ہزارون مغالطے مین پڑے ہین۔ اور
روز بروز پڑتے جاتے ہین جسکی چند نظیرین بھی اسی اشتباہ رواۃ و علما کے متعلق کنز مکتوم
مین مذکور ہین جسکی مختصر فہرست یہ ہے

(۱) ابو حنیفہ کے نام کے بیس آدمی تھے اسوجہ سے اونکے حالات و اقوال مین علماء اہل سنت و رواۃ کو اشتباہ ہوا۔
(۲) ام کلثوم بنت ابوبکر کو لوگون نے بوجہ روایت بلا سند صحابیہ کہا اشتباہ ہے
(۳) ام کلثوم بنت عباس اور بنت فضل بن عباس مین اشتباہ ہوا
(۴) عمر ابن ابی سلمہ اور عمر بن خطاب مین اشتباہ ہوا
(۵) ابوبکر خلیفہ و ابوبکر ابن اشعوب مین اشتباہ ہوا
(۶) خلیفہ دوم کے تین بیٹے مسمے بہ عبد الرحمن مین اشتباہ ہے کہ ابو شحمہ محدود کون تھا۔
(۷) ابن خلکان لکھتے ہین کہ عماد الدین نے ایک قصیدہ کو ابوبکر محمد بن حداد فقیہ مصری کیطرف منسوب کیا
حالانکہ وہ قصیدہ ہے ظافر بن قاسم مشہور بہ حداد شاعر کا بس اشتراک لفظ حداد نے اونکو اس شبہ
مین ڈالا وفیات الاعیان صہ ۳۰۳
(۸) سعد بن معاذ کے بارے مین بلا اشتراک نام اشتباہ ہوا جو درج صحیحین ہوگیا۔
(۹) روایت مسروق صحیح بخاری مین اشتباہ ہوا۔
(۱۰) واقعہ مکہ و مدینہ مین ایسا اختلاط ہوا کہ دونو ملادیے گئے یہ بھی بخاری مین ہے۔

(۱۱) قصہ حجۃ الوداع مین ۲۸ جگہ علمائے اہلسنت کو اشتباہ ہوا

(۱۲) شولہ عالم حنفی ناقل ہین کہ امام مالک قائل بجواز متعہ تھے اون سب کی نسبت رشید الدین خانصاحب فرماتے ہین اصل مین صاحب ہدایہ سے خطا ہوئی کہ ایسی غلط نسبت امام مالک کیطرف کردی اور سب علمانے اوسی کی پیروی مین بلا تحقیق ایسی نسبت کی کنز مکتوم ملاحظہ ہواز صفحہ ۱۴۰ لغایت ۱۶۳ یہ تقریر یون بھی نہایت دلچسپ ہے کہ اکثر ناقلان جواز متعہ از امام مالک صاحب ہدایہ پر مقدم ہین

تیرہوین نظیر جو سنہ حال کی ہے وہ یہ ہے کہ کل تحفہ اثنا عشریہ پڑھنے والے سنیونکو معلوم ہے کہ اسما بڑی بیٹی ابو بکر کی زبیر کے نکاح یا متعہ مین تھی اور ام کلثوم بنت ابو بکر جسپر خلیفہ دوم کی یہ سب چڑھائی ہوئی۔ بوقت جنگ صفین طلحہ کی زوجیت مین داخل تھی مگر مولوی احتشام الدین جو نئے مناظر سنیونکے پیدا ہوئے ہین اور ماہواری رسالہ مراد آباد سے شائع کرتے ہین جسکے جواب مین شیعونکی طرف سے بھی انتصار الشریعہ اور روشنی کا ماہوار رسالہ نکلتا ہے اپنی نصیحۃ الشیعہ کی تیسری جلد مین فرماتے ہین ،، چنانچہ حضرت عائشہ کی ایک بہن ام کلثوم زبیر کی بی بی تھین دوسری بہن اسمار طلحہ کی بی بی تھیں اور عبید اللہ بن زبیر وغیرہ ان دونون کے کئی فرزند جو حضرت عائشہ کی حقیقی بھانجے تھے اس گروہ مین موجود تھے ،، صفحہ ۲۲ آپ اسی ایک نظر سے سمجھ سکتے ہین کہ علماء اہل سنت کی تحقیقات کسدرجہ کی ہے اور کیسی کیسی دھوکھے اونکو پیش پا افتادہ با تو مین پڑتے ہین۔ جب اپنے خلفا کی بیٹیون کی تحقیقات مین یہ حال ہے کہ اسماء کو زوجہ طلحہ اور ام کلثوم کو زوجہ زبیر بناتے ہین۔ اور پھر عبد اللہ بن زبیر کو دونو کی بطن اور دونون کے نطفہ سے قرار دیتے ہین۔ تو دوسری واقعات کی تحقیقات کا کیا کہنا ہے خصوصاً واقعات اہل بیت اطہار مین جنکی عداوت انکے خمیر مین داخل ہے۔

واقعاً بیچاری ام کلثوم بنت ابو بکر صرف اسوجہ سے کہ زمانہ حیات خلیفہ مین نہ پیدا ہوئی۔ بلکہ ایسے وقت پیدا ہوئی کہ خلافت اس گھر سے نکل چکی تھی۔ کیسی کیسی مصیبتون مین مبتلا ہوئی کہ چار ہی برس کے سن مین خلیفہ دوم کی نظرون پر چڑھی نقول شاہ صاحب انکے ساتھ چند روز گذرے تھے کہ اس چودہوین صدی مین مولوی احتشام الدین صاحب کو یہ نسبت پسند نہ آئی زبیر سے اسماء کو نکالکر طلحہ کے حوالہ کیا اور طلحہ سے ام کلثوم بنت ابو بکر کو لیکر زبیر کی بغل مین دیا دیکھئے ابھی اور کتنے حملے ہوتے ہین۔

اگرچہ اس بیان شافی کے بعد تحقیقات اہل سنت کے ظاہر کرنیکی ضرورت نہ تھی جو دربارہ اہل بیت اطہار

اونہون نے بیان کئے ہین۔ مگر بنظر مزید تشفی اہل سنت دو واقعہ یہان بیان کرتا ہون

پہلا واقعہ حضرت سکینہ بنت الحسین کا ہے جنکے بارے مین اہل سنت کو اتنے اختلاف ہین کہ گنئے۔

(۱) سکینہ بنت الحسین ہین یا اخت الحسین یعنی خواہر امام حسین ہین یا مثلی شعرانی وغیرہ ناقل ہین کہ خواہر حسینؑ ہین۔ اور صحیح یہ ہے کہ دختر امام حسینؑ ہین

(۲) ابن صبان اسعاف الراغبین اور شیخ حسن حمزاوی مشارق الانوار مین ابن صباغ سے ناقل ہین کہ حضرت سکینہ بوجہ استغراق معرفت آلہی قابل شادی نہ تھین چنانچہ فصول المہمہ مین ہے کہ حسن بن امام حسنؑ نے خطبہ کیا جناب امام حسینؑ سے کہا بنا ایک دونون صاحبزادیون فاطمہ وسکینہ سے میرا عقد قبول فرمایئے تو حضرت نے کہا مین فاطمہ کا عقد تمسے کرتا ہون کیونکہ سکینہ پر استغراق مع اللہ ایسا غالب ہے کہ قابل عقد نہین دوسری روایت یہ ہے کہ اونکا عقد عبد اللہ بن حسن سے ہوا مگر ان سب واقعہ کو مثا کر اہل سنت اسکے مدعی ہین کہ حضرت سکینہ کا عقد مصعب بن زبیر سے ہوا جسکی غلطی روایات صدر سے ظاہر ہے۔

(۳) یہ کہ طبقات کبری شعرانی اور طبقات مناوی اور سیر شامی اور سیر حلبی وغیرہ مین مرقوم ہے کہ قبر حضرت سکینہ مصر مین ہے بمقام قرافہ یا مزاعہ جسکے مزار کی ترمیم وتعمیر بھی ۱۱۷۳ھ مین ہوئی اور نووی ناقل ہین کہ بعض لوگ کہتے ہین دمشق مین مدفون ہین مگر صحیح یہ ہے جو قول اکثر مین ہے کہ وفات اونکی مدینہ مین ہوئی

(۴) اختلاف ما اونکا فیصلہ یون کیا گیا ہے کہ سکینہ بنت الحسین بھی تھین سکینہ خواہر حسین بھی اور ممکن ہے کہ دونون ایک ہی جگہ مصر مین مدفون ہوئین جہان مقبرہ ہے اسیطرح زینب کو بھی دو زینب قرار دیا ایک خواہر حسینؑ دوسری دختر امام حسینؑ مگر خود ابن صبان اسکو یون باطل کرتے ہین کہ اس جمع بین الروایتین کو قول نووی باطل کرتا ہے جو بطور صحیح ناقل ہین کہ سکینہ بنت الحسین تھین جو مدینہ مین مدفون ہوئین صفحہ ۱۵ اسعاف الراغبین اس واقعہ مین بھی آخری عذر اہل سنت یہی ہوگا کہ چونکہ یہ سیدہ عورت پردہ نشین تھین اسوجہ سے مفصل حالات نہ معلوم ہوسکے مگر دوسرے واقعہ مین کیا جواب دینگے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے مین ناقل ہین کہ اہل کشف وشہود کی تحقیق یہ ہے کہ جناب امام زین العابدین مصر مین مدفون ہین قطب شعرانی ناقل ہین کہ وفات امام زین العابدین ۹۴ھ مین ہے جسوقت حضرت کا سن ۵۸ برس کا تھا مبارک اون حضرت کا مصر مین مدفون ہے اور علامہ مناوی ناقل ہین کہ یہ مشہد جو مصر مین قریب قلعہ ہے وہان سر حضرت زید شہید بن امام زین العابدین مدفون ہے اور قطب شعرانی منن مین ناقل ہین

تنقیح عقائد اہلسنت متعلق خاندان رسالت

اختلاف اہلسنت بابت حضرت سکینہ

اختلاف اہلسنت بابت وفات امام زین العابدین

کہ اوس مشہد مین سر حضرت زید بن حسن کا اور امام زین العابدینؑ بھی مدفون ہین اور علامہ صبان
ان اختلافون کو یون جمع کرتے ہین کہ زید بن علی اور زید بن حسن اور جناب امام زین العابدینؑ
تینون بزرگ کا مدفون ہونا یہان ممکن ہو چنانچہ فرماتے ہین کہ جو مشہد قریب مجری قلعہ ہو وہ مشہور ہے
ساتھ مشہد امام زین العابدین علیہ السلام کے اور اسی کیطرف شعرانی بھی گئے ہین اور یہ امر اسکے منافی
نہین ہو جو حضرت کا دفن ہونا بقیع مین مشہور ہو کیونکہ برزخ کا حال مثل تیار کے ہو مشارق الانوار صؐ
اسی کے ساتھ یہ بھی سن لیجیے کہ اسعاف الراغبین مین ہو کہ عبد الوہاب شعرانی علی خواص سے ناقل
ہین کہ ابراہیم ابن امام زید کا سر بھی اوسی مصر مین قریب خانقاہ خارج مسجد مدفون ہو انہین ابراہیم کی معیت مین
امام مالک نے جہاد کیا تھا جسکے سبب سے مدتون مخفی رہے بعض علما کہتے ہین کہ یہ قول مخالف ہو اقوال نسابین کیونکہ
نہ اولاد حضرت زید بن امام زین العابدین مین کوئی ابراہیم تھا اور نہ زید بن حسن کی اولاد مین کوئی شخص ایسے
نہ ابراہیم تھا ہان مورخین نے یہ لکھا ہو کہ امام مالک نے جو جہاد کیا یا فتوے جہاد کا دیا تھا وہ معیت محمد
ملقب بہ مہدی بن عبد اللہ محض بن حسن مثنے بن امام حسنؑ جنسے منصور خلیفہ عباسی سے جنگ ہوئی تھی
اونکے بھائی کا نام البتہ ابراہیم تھا صـ١٦٥

پس ان واقعات سے علماء اہل سنت کی تحقیقات کا یہ حال ظاہر ہو کہ اولاد رسول کے حالات مین اونکو
کیسے کیسے اغلاط پیش آئے ہین۔ اور حق بجانب بھی ہو کہ جس خاندان کے قتل و قمع تذلیل و تحقیر پر فرقہ کا
فرقہ آمادہ ہو او سکو اون حضرات کے حالات کیونکر معلوم ہونگے کہ ایک دوسرے سے تبرا کرتا ہو۔ یہ حالات
تو اون واقعات کے ہین جنکی تحریف و تغیر سے اونکو چندان غرض نہین بخلاف اوس واقعہ کے کہ جس سے
اونکے مذہب کی بنیاد مستحکم ہوتی کہ وہان تو ہزارون لاکھون دروغ و افترا سے بھی اونکو پرہیز نہوگا۔
بہرحال اگر خالی المعظم یا دیگر حضرات اہل سنت کو میری اس بیان مختصر پر اکتفا نہو جو از راہ مصالحہ
اشتباہ رواۃ اہل سنت کا رزولیوشن پیش کیا تھا جس سے سب کی عزت رہتی ہو اور بات بھی بنتی
ہے تو انشاء اللہ تعالےٰ موضوعیت ان روایات عقد کی اسطرح ثابت کردونگا جسکے بعد بعنت
اقلیم کے اہل سنت کو بھی بجز آمنا و صدقنا کہنے کے چارہ نہ ہے دیکھئے مین کنز مکتوم کی دوسرے
مقالہ کا خلاصہ عرض کرتا ہون جو خاص اسی باب مین مرقوم ہوا۔
اوّل دلیل یہ ہو کہ قاضی محمد ابراہیم کتاب منہل الروی مین فرماتے ہین کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ جو حدیثین

ہین اونکی صحت نہین مانی جاسکتی جبتک کسی امام معتمد کا اوسپر نص نہو کہ یہ حدیث صحیح ہو نہ یہ کہ صرف
سنن مین روایت کے پلئے جانے سے اوسکی صحت ثابت ہو۔ جس سے معلوم ہوا کہ خارج از صحیحین
کی روایتین قابل وثوق نہین اور مخاطب نے بھی دربارہ شرکت حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا مین جو تحریر
الشہادتین شاہ سلامت اللہ وغیرہ سے ثابت ہی یہی عذر کیا ہو کہ یہ کتاب ملتزم الصحۃ نہین ہے پس یہ
روایات عقد جو یقیناً صحیح بخاری وصحیح مسلم بلکہ کسی صحیح مین نہین ہی صحیح نہین ہین چنانچہ یہی اصول پر مسلم کی روایت
دربارہ متعہ غلط کیجاتی ہی کیونکہ صحیح بخاری مین نہین ہو تو صحیح نہین جیساکہ قول ابن القیم ہی۔ اور حدیث
لا یحبہ الا مومن مین بھی ابن تیمیہ نے یہی عذر کیا ہو کہ بخاری مین نہین حالانکہ مسلم مین موجود ہی۔ اور حدیث
غدیر کے بارے مین بھی جسکے ہزارون عالم راوی ہین صدہا صحابہ سے یہی عذر کیا گیا ہی۔ فخر رازی عضد الدین
تفتازانی شریف جرجانی قوشجی مرزا مخدوم اسحق ہروی حسام الدین ابن تیمیہ ابن حزم محسن
کشمیری شیخ عبد الحق دہلوی۔ ان سب کا یہی مقولہ ہو کہ حدیث صحیح نہین کیونکہ بخاری ومسلم مین نہین
حدیث ما اقلت الغبرا اور ستفرق امتی اور کرار غیر فرار مین یہی عذر ہی مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین
لکھتے ہین لا نسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد وسند منع روایت بخاری ہست کہ از لفظ مذکور
عاری ہست ص ۱۳۶ مولوی بشیر سہسوانی حدیث زیارت کے بارہ مین یہی عذر کرتے ہین کہ صحاح ستہ مین
نہین۔ جس سے معلوم ہوا کہ باخود ہامین بھی اس دلیل سے استدلال کرتے ہین نہ صرف بمقابلہ شیعہ پس
یہی عذر مسلم اہل سنت میری طرف سے بھی ان احادیث عقد کے غیر صحت مین مقبول ہو۔ کیونکہ حدیث غدیر
کا نقل نہونا بخاری ومسلم مین تو بہت قرین قیاس ہو کہ ایسی حدیث کو جو تمامتر مضر مذہب اہلسنت ہی کیونکر
نقل کرتے۔ باقی روایات عقد مین کیا کہا جائیگا بجز اسکے کہ یہ واقعہ محض غلط ہی اور بالکل وضعی روایتین ہین
جو قابلیت درج صحاح ستہ نہین رکھتین حالانکہ صدہا روایتین بخاری ومسلم کی ایسی ضعیف وموضوع ہین کہ کسی
طرح اس قابل نہین کہ اونکو صحاح کہہ سکین چنانچہ دارقطنی نے ایک کتاب ہی اس مادہ مین لکھی اور مولوی حیدر علی نے
بھی دو سو دس روایتونکو ضعیف وموضوع بتایا ہو جس سے اور بھی یقین ہوتا ہی کہ یہ روایتین ایسی وضعی
وغلط ہین کہ اون موضوعات وضعاف کے برابر بھی انکا وزن نہین جو درج صحیحین ہوئے۔ یہ اور بھی حیرت بخش ہی
کہ نہ صحیح بخاری مین ہی نہ صحیح مسلم مین نہ موطا مین نہ ابو داود وترمذی وابن ماجہ مین جس سے یقیناً معلوم ہوا کہ انکی
کچھ اصلیت نہین نہ اوس زمانہ مین یہ روایتین تصنیف ہوئی تھین بلکہ اونکے بعد کی یہ کارروائیان ہین جنسے

وہی کتابین بھری گئین جو صرف بول و براز کے مصرف مین آسکتی ہین کنز مکتوم ملاحظہ ہو صـ۱۶۹

دوسری دلیل یہ کہ مسند احمد بن حنبل مین بھی روایات نہین جسکو، لاکھ حدیثون سے منتخب کر کے امام صاحب نے
اسی غرض سے جمع کیا ہو کہ جب کسی امر مین اختلاف ہو تو اسکی طرف رجوع کرین اگر اسمین نہ پاوین تو وہ کوئی چیز نہین
چنانچہ طبقات سبکی مین ہو قال لنا حنبل بن اسحق جمعنا عمی یعنی الامام احمد لی و لصالح و لعبد اللہ
وقرا علینا المسند وما سمعته منه یعنی تاما وقال لنا ان هذا الکتاب قد جمعته وانتقیته من
اکثر من سبعمائة وخمسين الفا فما اختلف فيه المسلمون من حديث رسول الله ص فارجعوا
اليه فان كان والا فليس بحجة ترجمہ امام احمد صـ۲

تیسری دلیل یہ ہو کہ صاحب اصابہ نے کل روایات عقد کو یکجا جمع کیا جنکی عبارت مذکور ہوئی مگر کسی روایت
کی نسبت نہ صحیح کہا نہ حسن بجز روایت وفات ام کلثوم و زید کے بوقت واحد جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر صاحب
کے نزدیک بھی کوئی روایت صحیح نہین ہو نہ حسن بلکہ سب موضوع ہین یا ضعیف

چوتھی دلیل صحاح ستہ و مسند احمد کے بعد جن کتابون مین یہ روایتین ہین۔ اونپر عام حکم شاہ صاحب کا
یہ ہو اعتبار حدیث نزد اہل سنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحہ و حدیث
بے سند نزد ایشان شتر بے مہار است کہ اصلا گوش بآنہا نمیدہند۔ پس جب خود سنیون کے یہان یہ روایتین
شتر بے مہار ہین تو شیعون کے نزدیک گوز شتر سے بھی بدتر ٹھہرین۔

پانچوین دلیل یہ ہو کہ کل روایات عقد جو با سند ہین وہ معنعن ہین عن فلان عن فلان جسکے بارہ مین قول
شاہ عبد العزیز کا مذکور ہوا کہ عنعنہ محتمل انقطاع و ارسال ہو ایسی روایات بے سر و پا سے استدلال درست
نہین کنز مکتوم صـ۲۲۹ ملاحظہ ہو۔

چھٹی دلیل جو روایتین اس عقد کی بابت کتب تواریخ مین ہین اونکی نسبت یہ قطعی حکم مولوی حیدر علی کا سنئے
حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل تالیفات و تفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس
آنقدر عیان ست کہ محتاج بیان نیست ازالۃ الغین صـ۸۸۹ کنز مکتوم صـ۱۹۱

آپ فرمائے کہ ایسی روایتون سے کیونکر استدلال کر سکتے ہین جنکا بطلان بدیہی ہو۔ کیا غضب ہے کہ روایات و احادیث
فضائل و نصوص خلافت جناب امیر و اہل بیت طاہرین کیلئے بلکہ روایات مصائب کربلا کیلئے تو یہ سب قواعد
مقرر ہون کہ نہ صحاح ستہ کی روایت مانی جائے نہ مسند کی نہ دیگر سنن کی نہ تواریخ کی۔ اور مدح خلفاء و توہین اہل بیت

رسالت کیلئے یہ سب قواعد بالائے طاق رکھدئے جائین نہ وضعی حدیث دیکھی جائے نہ ناصبیت و خارجیت کا خیال ہو جھوٹی
جھوٹی روایتین بنائی جائین اور بمقابلہ شیعہ اونسے استدلال کیا جائے ایسی نا انصافی کا بدلہ خدا دیگا اور کیا کہون۔
ساتوین دلیل اختلاف و اضطراب روایات ہے چنانچہ صاحب کنز مکتوم فرماتے ہین کہ کل روایتین اس عقد کی باسند
ہون یا بلاسند کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات اونکی ایسے مضطرب
ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ
فرماتے ہین کہ بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بھی فی نفسہ مختلف ہے
کہ کبھی روایت کرتا ہے جناب امیر خود متولی عقد ہوئے اور نکاح کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ عباس عم رسول نے
عقد کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے یہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا کبھی یہ روایت
کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض رواۃ کا بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام
زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہم بستری عمر قتل ہوئے بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی
اولاد ہوئی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کئے گئے اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے
کہ زید مر گئے اور بعضون کا قول ہے کہ قتل ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ مان بیٹے دونون ساتھ قتل ہوئے
بعض کا یہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض رواۃ کا یہ بیان ہے کہ عمر نے
چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مہر مین دیا بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر مین
دیا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہین سکتی۔

کلامہ الشریف وتقریرہ اللطیف - اب ان اختلافونکے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور گذارش
کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے التدعا کی حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوسپر
عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہوگی پس اور ا بعقد من باید آورد
علی جواب داد کہ بدرستیکہ من اورا در نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب بمقام روضہ تشریف لاکر
حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الغین صفحہ ۹۴ بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم
نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر است فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست ازالۃ الغین صفحہ ۹۴ (اس روایت مین وقوع عقد کا مطلقاً ذکر نہین ہے۔
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ مین کی تب حضرت نے عذر صغر سنی کیا اوسپر عمر نے

اختلاف روایات اہلسنت بابت عقد

حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کرکے عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور

راضی ہون پس حضرت امیرؑ اور اعقد بست و بخانہ عمر فرستاد ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۲ [۱۹] بعض کا بیان ہے

کہ حضرت نے فرمایا کہ اس بارے مین میرے ساتھ دو امیر ہین پس دولت سرا مین تشریف لاکر حسنینؑ سے فرمایا

کہ بینے نکر وہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اذن کے نکاح کرون صفحہ ۴۸ ذخائر العقبیٰ [۲۰] بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے

فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن اوسکے

بعد حضرت نے عمر پاس بھیجدیا عمر نے گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ بنت علی سے درخواست

کی اونہون نے تزویج کردیا حضار نے کہا ایسی صغیرہ سے عقد کرنیکا کیا نتیجہ عمر نے حدیث رسول

بیان کی صفحہ ۹۴۲ ازالۃ الغین [۲۱] بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے حسینؑ سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر

امام حسینؑ نے فرمایا وہ عورت ہین مثل سائر زنان اپنے امور مین مختار ہین اسپر جناب امیرؑ غضبناک

ہوکر چلے امام حسنؑ نے دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرمائیے بجا لائین تب عقد واقع ہوا [۲۲] بعض کا یہ

بیان ہے کہ حسنین سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ساکت رہے امام حسن نے تعریف عمر بیان کی

اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ مطلب تمہارا بر لائے عمر نے گلے سے لگایا اور

حضار کو خبردار کیا کہ انسے ہم عقد کیا چاہتے ہین ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹ [۲۳] بعض کا بیان ہے کہ حضرت

نے عباس اور عقیل سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس سے فرمایا کہ یہ کلام

عقیل خیر خواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث رسول ہے کہ ہر سبب

ونسب منقطع ہوگا ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۴ [۲۴] بعض کا بیان ہے حضرت نے عباس اور عقیل اور امام حسنؑ

سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوئے اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام گذرتے

ہین (معاذ اللہ) تمہاری بیعقلی بڑھتی جاتی ہے واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو ہر آئینہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد

عظیم قائم ہوگا الخ [۲۵] بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بجھا کر خود عقد کردیا

[۲۶] بعض کا بیان ہے عمر نے ساق کھولا [۲۷] بعض کہتے ہین بوسہ لیا [۲۸] بعض کہتے ہین گلے سے لگایا

[۲۹] بعض کہتے ہین چادر کھینچی اور [۳۰] بعض کہتے ہین کہ عمر نے نظر بھر کے گھورا [۳۱] بعض کہتے ہین زید

اور رقیہ دو لڑکے پیدا ہوئے [۳۲] بعض کا بیان ہے کہ بعد عمر حضرت نے عون بن جعفر سے عقد کرنا

چاہا تو حسنین نے پہلے ہی جاکر کہا کہ اگر آسودگی دنیا چاہو تو ممکن ہے اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند

جعفر سے عقد کر دینگے جب جناب امیر نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے آسودگی دنیا کی خواہش
بیان کی اوسپر حضرت نے کہا بوجہ حسنین تمنے ایسا کہا حضرت رنجیدہ ہو کر چلے تب امام حسن ع نے دامن
تھاما اور آرزو و منت کی کہ حضرت راضی ہوئے بعد اوسکے عون سے عقد ہوا (حالانکہ یہ عون خود
ایام خلافت عمر مین شہید ہو چکے تھے) اسیطرح بہت سے اختلافات ہین کہ کسی نے کہا بعد عمر محمد سے
عقد ہوا تب عون سے تب عبد اللہ سے کسی نے کہا صرف عون بن جعفر سے بعد اونکے عبد اللہ سے نکاح ہوا
جسکا یہ مطلب ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد نہین ہوا کسی نے کہا پہلے محمد مرے بعد اونکے ام کلثوم کسی نے کہا پہلے
ام کلثوم مرین تب محمد بن جعفر کسی نے کہا بعہد معاویہ زید کے ساتھ انتقال کیا بعضون نے یہ بیان کیا کہ معرکہ کربلا
مین شریک تھین بعض نے کہا پہلے ام کلثوم مرین تب عبد اللہ بعض نے کہا نہین پہلے عبد اللہ
مرے تب ام کلثوم حالانکہ وفات عبد اللہ ۸۰ھ مین ہے جس سے بعہد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہے اسیطرح
بہت سے اختلاف ہین جنکو اصل مین بتفصیل و بسط تمام لکھا ہے اور قبل اسکے بھی کچھ مذکور ہوا ہے بہرکیف اختلاف روایات و اضطراب
رواۃ اس مادہ مین یقینی ہے اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہین پس خود اس اختلاف و اضطراب سے بھی یہ روایات
باطل و غلط ٹھہری کیونکہ خود شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین اضطراب مانع عمل است بالبدیہۃ العقلیہ زیرا کہ عمل بہ طرفین متخالفین ممکن
نیست پس اسیطرح حصول علم و یقین بھی متخالفین سے بالبدیہۃ القطعیہ ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہین
ہرگز عاقل درین قسم تخالف و تعارض و اضطراب بہ احد الطرفین عمل نمیتواند کرد اور دوسرے مقام پر فرماتے ہین
و تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قادح
صحت خبر میشود نہ مفید شہرت اور خود مولوی حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنی جب
دو روایتین باہم خلاف ہونگی تو دونون ساقط کر دیجائینگی اور چونکہ از روے آئین شہادت بھی اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار قرار پائین کیونکہ ان روایات
مین جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالباً دوسری روایات مین نہو پس اس رو سے بھی یہ روایات غلط و
بے بنیاد قرار پائے فقولوا جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا افسوس
کہ اصل کتاب ذو الفقار حیدری مین ہر ہر روایتونکے سبب وضع کو کہ کس خیال سے یہ حدیثین مختلف
بنائی گئین بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہان بیان اختلافات پر اکتفا ہوا تمام ہوئی عبارت کنز مکتوم
آٹھوین دلیل یہ ہے کہ ہر روایت علحدہ علحدہ طور پر دیکھنے سے بھی غلط و موضوع ٹھہرتی ہین چنانچہ

صاحب کنز مکتوم نے گیارہ روایتیں نقل کی ہیں اور راویوں کی تضعیف خود کتب اہل سنت سے ثابت کی ہے جسکا لکھنا خالی از طوالت نہیں مختصر فہرست دیئے دیتا ہوں آصابہ کی ایک روایت کے راوی سفیان ہیں سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے جو بدتر از کذب ہے اور سفیان بن عیینہ مختلط ہو گیا اور بیس برس سے زیادہ روایت میں غلطی کرتا صفحہ ۱۸۹ ملاحظہ ہو۔ اور یہ دشمن اہل بیت بھی تھا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے گھر سے نکالدیا صفحہ ۱۹۱ یہ وہی روایت کشف ساق وغیرہ ہے جسپر سبط ابن جوزی کو جوش آیا اور مولوی حیدر علی نے بھی الحاق شیعہ قرار دیا۔

دوسرے راوی عبدالرحمن بن زید بن اسلم ہیں جو بتصریح یحییٰ بن معین و عثمان دارمی و ابن منکدر وغیرہ ضعیف ہے اور زید بن اسلم غلام خلیفہ دوم تھا جسکو مولوی حیدر علی باوصف موافقت صحیحین ضعیف کہتے ہیں صفحہ ۱۹۲ لغایت صفحہ ۱۹۳ کنز مکتوم اور اسکی خاص روایت مہر ۴۰ ہزار درہم کو جوزجانی نے موضوع کہا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا

تیسری روایت زبیر بن بکار کی ہے جسکو سلیمانی واضع کذاب جانتے ہیں اور عداوت اوسکی جناب امیر سے مشہور ہے صفحہ ۱۹۴ لغایت صفحہ ۱۹۶ ملاحظہ ہو یہ اولاد سے ہے حضرت زبیر کے جو اہل سنت کے عشرہ مبشرہ سے ہیں اور جنگ جمل میں جناب امیر سے لڑنے نکلے تھے آخر بھاگے اور مارے گئے

چوتھی روایت ابن اسحق کی ہے جو بنص امام مالک دجال تھا بلکہ خر دجال صفحہ ۱۹۶ لغایت صفحہ ۹۸

پانچویں روایت عطاء خراسانی کی ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا بنص سمعانی باطل ہے صفحہ ۱۹۸

چھٹی روایت نور الدین کی دارقطنی سے ہے۔ نور الدین بنص رشید الدین خان مجہول ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا حماقت ہے اور دارقطنی بنص بشیر جامع غرائب ہیں۔ اور شاہ عبدالعزیز و فاضل رشید بھی اوسکو غیر معتبر کہتے ہیں صفحہ ۱۹۹ لغایت صفحہ ۱۰۲ ملاحظہ ہو کنز مکتوم

ایک راوی اسکے ابو حنیفہ بھی ہیں جسکو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اور علامہ عبدالرؤف نے صرف اس وجہ سے کہ ابو حنیفہ راوی ہیں روایت کو باطل کیا کنز مکتوم ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰۲ سے لغایت صفحہ ۲۲۳

ساتویں روایت ابو صالح کاتب لیث کی ہے جو بنص ذہبی کذاب تھا صفحہ ۲۲۳

آٹھویں روایت لیث بن سعد کی ہے جسکو امام نووی نے مجہول کہا ہے صفحہ ۲۲۴

نویں روایت عاصم کی ہے جو بنص عبدالحی ضعیف تھا۔ صفحہ ۲۲۴

دسویں روایت شریک کی ہے جو ہمیشہ سے مختلط رہا اولاد قاتلان امام حسین سے ہے صفحہ ۲۲۴

گیارہوین روایت زہری کی ہی تاریخ خمیس مین جو ہمراہیان بنی امیہ سے تھا اور دشمن جناب امیر ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۵ انتی روایتونکی موضوعیت تو کنز مکتوم مین شائع ہو چکی باقی دو چار ٹوٹی پھوٹی باسند روایتین جو اور ہونگی اونکی موضوعیت خاص طور پر جلد ہفتم مین ذوالفقار حیدری کے مذکور ہے جو ابھی طبع نہین ہوئی مسودہ اوسکا موجود ہی مگر فرصت نہین جو اوسکا انکا ہی کرون صرف عام احکام اہل سنت دربارہ روایت مسندہ خارج از صحیحین یاد فرمالین - محقق لاثانی صاحب ذوالفقار حیدری نے یہی نہین کیا ہی کہ صرف راویون کی وضاعیت وغیرہ ثابت کی ہو یا عقل ونقل سے اوسکی غلطی ثابت کی ہو - بلکہ یہ تجربہ بھی ایجاد کھایا ہی کہ جن علمانے اون روایات عقد کو درج کتاب کیا برکت آئمہ اطہار سے وہ علما اور وہ کتابین بھی اہل سنت کے نزدیک غلط اور ناقابل اعتبار ٹھہرین خدا کرے کہ وہ کتاب مستطاب جلد چھپے جو اعداء اہل بیت کیلئے فی الواقع ذوالفقار صاعقہ کردار ہے۔

اور اگر کثرت روایت سے آپکو گمان تواتر پیدا ہو تو اسکی بحث بھی کنز مکتوم مین موجود ہی جسمین یہ قول امام فخر رازی درج ہی کہ بیس ہزار آدمی کے اتفاق سے بھی تواتر ثابت نہین ہوتا ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳۱ لغایت ۲۳۴ اور ابن خلکان ابوالفرج اصبہانی سے ناقل ہین کہ لیلی ومجنون کا قصہ جو تمام عالم مین مشہور ہی محض غلط ہے لیلی ومجنون کا کوئی وجود نہین چنانچہ فرماتے ہین وذکر ابوالفرج الاصبہانی فی کتاب الاغانی فی ترجمة لیلی ومجنون بعد ان استوفی اخبارہ فقال وقد قیل ان ثلثة اشخاص شاعت اخبارھم واشتہرت اسماءھم ولا حقیقة لھم ولا وجود فی الدنیا وھم مجنون لیلی وابن القربه وابن ابی العقیب الذی ینسب الیه الملاحم واسمه یحیی بن عبد الله بن ابی العقب صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ مصر

پس اسی سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ جب آپکے علما ایسے لا وجود اشخاص کو باین شہرت و تواتر غلط طور پر بیان کرتے ہین جس سے کوئی مذہبی فائدہ بھی نہین - تو مذہبی اغراض کیلئے کسقدر کذب و افترا کی اونھون نے ترویج کی ہوگی اور شہرت دی ہوگی - مگر صاحبان عقل وادراک کب ایسے لغویات کے پابند ہو سکتے ہین -

یہی سبب ہی کہ محدثین نے ان موضوعات کو ان موضوعات کے برابر بھی نہ سمجھا جنسے صحاح ستہ کو مزین کیا حالانکہ ایسی روایات کی اونکو کسقدر ضرورت تھی ابن خلدون نے بھی روایت نکاح عباسہ

انکار از وجود لیلیٰ مجنون

خواہر ہارون رشید کو جو اتفاقی اور اجماعی مورخین ہے محض استبعاد عقلی سے باطل کیا ہے گر ایسا کیونکر ہوسکتا ہے پس جہان ایسے ایسے امور واہیہ مین آپ حضرات نے یہ تحقیقات کی ہے اور اتفاقی بلکہ اجماعی ومشہور واقعات کو غلط ثابت کیا ہے برائے خدا اس مسئلہ مین بھی ذرہ نظر غور وفکر سے کام لیکر مطابق واقع اس شہرت غلط سے انکار فرمائے

ماموں صاحب ہم نہایت خیر خواہی سے عرض کرتے ہین کہ آپ اپنے عقیدہ کی اصلاح فرمائین ایسا نہو خال المومنین کے ساتھ آپکو بنانا پڑے یا فرزند خال المومنین کا درجہ ملے اگر حق خلافت وغیرہ کو نہین قبول کرتے تو ایسے امور کی نسبت تو نہ کہیے جس سے اوس خاندان کی توہین ہو جد عزا آپکی نسبت ہے - دین وایمان اور چیز ہے شرافت خاندانی اور چیز مذہب کے واسطے شرافت تو نہ کھوئی - اگر یہ سنت قدیم نہین تو آپکو خاندان کی پابندی کیون ہے - خلاف شرع ہو تو چھوڑئے کوئی مثال ایسی قایم کیجیے جس سے لوگ سمجھین جیسے آپ اس عقد کے وقوع کو مانتے ہین بغیر اسکے تو مخالف ومخالف سب یہی کہین گے صرف شیعون کی عداوت بلکہ اہل بیت رسول کی جوش عداوت مین اپنے ایسا لکھا دلیے نہین مانتے - ورنہ ضرور وہی برتاؤ کرتے جولاہے دھنئے کی قید نہ رکھتے زیادہ عرض نہین کر سکتا العاقل تکفیہ الاشارۃ -

قول موثوق - آنجناب نے حدیث اول فرج غصبنا کو غیر ثابت کتب شیعہ سے لکھا ہے اور مخترعات سنیان شمار کیا ہے بڑے غضب کی بات ہے کہ باوجود مرتبہ مجتہد امامی کے آپ اس کو جسے ایسے نابلد و ناواقف ہین دیکھئے روایت شیخ مفید صاحب کو جلد اول الانوار النعمانیۃ مین کہ جو بہاء الدین علی بن عبد الحمید حسینی نجفی سے ہے ایک حدیث طویل مشعر قصہ نکاح حضرت عمر وارسال جنیہ بصورت حضرت ام کلثوم کہ جسکے فقرہ مین نتیجہ راوی یہ ہے اقول وعلی ھذا الحدیث اول فرج غصبناہ محمول علی التقیۃ والاتقاء من عوام الشیعۃ کما لا یخفی انتہی بلفظہ

دفع الوثوق وہ روایت غصب جس پر آپکو نکاح بہت زور شور ہے کتاب فروع کافی کلینی مین یہ ہے باب فی تزویج ام کلثوم علی بن ابراہیم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ہشام بن سالم وحماد عن زرارۃ عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ یہان پہلی بحث سند روایت کی ہے جس سے روایت کا صحیح و ضعیف

وموضوع ہونا معلوم ہوتا ہو راوی اول علی بن ابراہیم ہین راوی دوم اونکے باپ ابراہیم بن ہاشم قمی ہین
جسکے بارے مین کشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین فیہ نظر کسی نے انکی توثیق پر نص نہ کیا۔ اور ملا علی فرماتے ہین
یہ شاگرد ہین شیخ یونس کے جو غیر مقبول القول تھے اور کثیر الطعن وذم پس جب اوستاد کا
یہ حال تھا تو اونکے شاگرد ابراہیم کا قول کیونکر مقبول ہوگا صث۲ منتہی المقال اختلاف علما انکے بارے مین
قدیم الایام سے چلا آتا ہو چنانچہ حجۃ الاسلام سید محمد باقر اصفہانی اعلی اللہ مقامہ نے ایک رسالہ
خاص اس بارے مین لکھا ہو۔ علامہ سید محمد رحمہ اللہ صاحب مدارک نے بھی چند مقامونپر روایت
ابراہیم بن ہاشم قمی کو رد کیا ہو اور قدح کیا ہو وغیر ذلک من العلماء الکرام قدس حوابذلک فی اسفاریہم
تیسرے راوی ابن ابی عمیر ہین جنکا نام محمد اور باپ کا نام زیاد بن عیسے ہی ۲۱۷ھ مین انکی وفات ہی۔
ہارون رشید نے انکو قید کیا تھا جسکے دو سبب بیان کئے جاتے ہین۔ ایک یہ کہ انکو قاضی بنانا
چاہا انہون نے نامنظور کیا۔ دوسرے شیعون کی سراغ رسانی انسے چاہتا تھا انہون نے نہ بتلایا
غرض چار برس کے قید مین انکی کتابین ضائع ہوگئین جنکو انکی بہن نے بغرض حفاظت زمین مین دفن
کر دیا تھا اب انکی روایت صرف یاد کے اوپر تھی یا اون روایتونپر جنکو یہ پہلے بیان کر چکے تھے اسیوجہ
سے اصحاب حدیث انکو مراسیل کے بارے مین سکوت کرتے ہین اور اوسکو حجت نہین مانتے۔ اور انکی شیوخ یہ لوگ
ہین کر دو یہ یحیی بن عمران۔ ہوازم۔ وہب بن عبد ربہ۔ مسمع حماد بن عثمان حسین بن عثمان۔ ابو مسعود طائی
دریح بن محمد حاربی صث۲ جس سے معلوم ہوا کہ ہشام بن سالم انکے شیوخ مین نہین ہین تو یہ روایت
کافی جسمین سلسلہ انکا ہشام بن سالم سے ہو کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہو پانچوین راوی اسکے حماد ہین
جو چند آدمیونکا نام ہو۔ ایک حماد بن زید ہو جو مخالفین سے ہو اوسکا قول شرح ابن ابی الحدید مین ہے
کہ اصحاب علی کو جتنا علی سے محبت ہو اوتنا گوسالہ پرستونکو بھی اپنے گوسالہ سے نہ تھی منتہی المقال صث۱۱۸
دوسرے حماد بن عیسی رواۃ معتمدین شیعہ سے ہین جنکی وفات ۲۰۹ھ مین ہوئی ۲۰ حدیثین جناب امام جعفر صادق
سے روایت کین۔ اونسے اس روایت کے منقول ہونیکا یہ قرینہ موجود ہو کہ نہ اونکی شیوخ مین
زرارہ کا نام پایا جاتا ہو نہ اونکے تلامذہ مین ہشام بن سالم کا نہ محمد بن زیاد معروف بہ ابن ابی عمیر کا صث۱۱۹
تو اب صاف طور پر معلوم ہوا کہ حماد ثقہ شیعی المذہب سے یہ روایت نہین جو صحابی امام جعفر صادق علیہ
السّلام تھے۔ دوسرا قرینہ یہ ہو کہ جب خود صحابی امام جعفر صادقؑ ہین تو بالواسطہ روایت کیسی تیسرے

یہ کہ وفات زرارہ رضہ ۱۵۰ سنہ مین ہو اور انکی وفات ۲۰۹ سنہ مین جو زمانہ جناب امام علی نقی علیہ السلام تھا پس حضرات آئمہ سے نہ روایت کرنا باوجود ادراک زمانہ۔ اور بالواسطہ زرارہ سے ناقل ہونا کمال درجہ تعجب خیز ہو۔ کیونکہ قرب سند کو ہر محدث وراوی زیادہ پسند کرتا ہو بہ نسبت اسکے کہ وسائط زیادہ ہون بہرحال اتنے احتلال کے بعد ہم نہین سمجھتے ہین کہ کوئی منصف کیونکر اس روایت سے استدلال کرسکتا ہو اور چونکہ تعلق اسکا اہل بیت اطہار سے ہو اور ایسے امر سے جسمین ذرہ کوتاہی کرنے سے آدمی مستحق نار ہوتا ہو کیونکہ اتہام عظیم وافترا جسیم کا مرتکب قرار پاتا ہو لہذا ضرور ہو کہ پوری جانچ پڑتال کیجائے لیکن افسوس ہو کہ اس مقام کا مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر کا ایسا محکوک ومشکوک تھا کہ زیادہ اس سے مین نقل نہ کرسکا اکثر مقام پر منصف علام نے کچھ نشان دیکر چھوڑ دیا ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ بہین کی عبارت نقل کرنا باقی رہ گئی ہو لہذا مین بھی اسیقدر پر اختصار کرتا ہون زیادہ کا مجاز نہین ہے۔ یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ تحقیقات کتاب کافی کی حدیثون کی بابت کچھ خاص اسی بحث مین نہین ہے جس سے میری طرفداری سمجھی جاے بلکہ متقدمین سے تنقید روایات کا سلسلہ چلا آتا ہو چنانچہ آقا مرزا محمد تنکابنی تحریر فرماتے ہین ۱۶۱۹۹ احادیث کافی سے ۵۰۹ صحیح اور ۱۴۴ حسن اور ۱۱۱۲ موثق اور ۱۰۲ قوی اور ۹۴۸۵ ضعیف ہین تو اب بغیر تنقید کسی روایت کے کیونکر عام طور پر کل حدیثین اسکی قبول کرلیجا سکتی ہین حالانکہ ابھی بڑا مرحلہ اسکا باقی ہو کہ درحقیقت یہ روایت کافی کی ہے یا سنیون کی تحریف وتصحیف جسکی تحقیقات واقعی جلد ہفتم ذوالفقار حیدر مین مشرح طور پر مرقوم ہو۔ دوسری بحث اسکے معنی مین ہو جسکو غلط فہمی سے اہل سنت نے اپنے لئے مفید سمجھا ہو ہم یہان عبارت تشفی کی نقل کرتے ہین جس سے اہل سنت کو پوری تشفی ہو جاے وهذه عبارته ہم سنا کرتے تھے کسکا کون جسکے بدن مین مٹی لگی دیکھی گھاٹ پر چلا جاوے مگر اسکی تصدیق اہل سنت کے حالات سے ہوئی مرزا مخدوم شریفی المتوفی فی حدود سنہ ۹۹۵ نے اول اول اس روایت محرفہ اور غلط کی ایجاد کی اور نواقض الرواض مین لکھا بعدہ وہی اوٹھائی ہوئی ہانک مخدوم کی شاہصاحب نے صواقع کابلی سے چوراکر تحفہ مین درج کی پھر مولوی حیدر علی نے اوس نقل اول کی تیسری نقل کی اور آیات بینات والے نے چوتھی نقل بنائی پھر تو نقلون کی کوئی حد نہ رہی یہانتک کہ سائل نے بھی وہی سوانگ نکالا۔

تقسیم احادیث

اگر کوئی صاحب بادیانت ہوتے تو اپنے ان علماء محرفین کی نقل پر اعتماد نہ کرتے اور حقیقت امر کو دریافت کرتے لیکن سائل کے ایسے شخص سے یہ امید بیجا ہی۔ خلاصہ یہ کہ یہ روایت جو کافی کیطرف منسوب کیجاتی ہی ان الفاظ سے تو کہین نہین ہے اور بالکل اہل سنت کی وضعی ترکیب ہی یہی ترکیب ہے یہی سبب ہے کہ متقدمین اہل سنت نے بھی کبھی اس روایت کو شیعونکے روزمرہ مناظرہ مین پیش نہ کیا نہ جامعین صحاح ستہ نے اصل قصہ عقد وغیرہ کو درج صحاح کیا ہان ذالک یا ذاک فرج غصبناہ البتہ اس زمانہ کے کافی کے نسخون مین پایا جاتا ہی جسکو نہ کسی شیعہ نے حدیث صحیح کہا ہو نہ کسی سنی نے ائمہ سکے قواعد مقررہ شیعہ پر تصحیح کی نہ کسی سے یہ ہو سکے گا مگر ہم اس سے بحث نہین کرتے الفاظ حدیث اور جس باب مین اسکا بیان ہو اوسکی طرف توجہ دلاتے ہین کہ نہ باب مین ام کلثوم بنت علی کا نام ہے نہ بنت فاطمہ کا بلکہ صرف نام ام کلثوم وارد ہی جو ہیتونکا نام تھا کنز مکتوم مین ثابت کر دیا گیا ہے کہ خلیفہ دوم کے تین بی بیونکا نام ام کلثوم تھا اور پہلی ام کلثوم سے زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوا تھا جسکی نسبت شرکت نام کیوجہ سے حضرت ام کلثوم ؑ بنت جناب فاطمہ کیطرف کیگئی یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہی کہ خلیفہ دوم نے مسماۃ ام کلثوم دختر ابوبکر سے نکاح کرنا چاہا عائشہ کو پیغام دیا اوسپر ام کلثوم مذکورہ نے کہا اگر میرا نکاح عمر سے کیا تو روضہ رسول اللہ پر تیری فریاد کرونگی انہین چارون ام کلثوم کے مختلف واقعات ملا جلا کر بوجہ اشتراک نام حضرت ام کلثوم ؑ کیطرف منسوب ہوئے غرض سائل یاد رکھے ہم منکرین کے پاس کوئی ثبوت اسکا نہین ہے کہ یہ روایت حضرت ام کلثوم بنت امیر المومنین سے متعلق ہے بلکہ اوسی ام کلثوم بنت ابوبکر کی مغصوبیت کو آپ بیان کرتے ہین جسکی خواہش اہل بیت رسالت نے کی ہوگی چونکہ اسما بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر طیار بعد شہادت حضرت جعفر عقد ابوبکر مین آئین اونکے مرنے پر حضرت امیر نے اونسے عقد کیا اور محمد بن ابی بکر آپکو بسبب جو اوسی خیال دیا آپنے ام کلثوم مذکورہ کا اپنے خاندان مین کسی سے عقد کرنا چاہا ہو گا جو خلیفہ دوم کے جبر و تشدد سے ملتوی رہا اوسیکی نسبت آپ فرماتے ہین کہ ام کلثوم بنت ابوبکر پر حق ہمارا تھا جو غصب ہوا حسب خواہش اہل بیت اطہار خاندان رسالت مین نہوا اور خلیفہ دوم کے بیجا دخل سے معطل رہا اوسکو حضرت نے فرمایا حق ہم لوگونکا تھا مگر غصب ہو گیا۔ سائل کو شائد ہمارے اس بیان سے وحشت آمیز حیرت ہو مگر علما اوسکو

اقرار کرینگے کہ بیشک ہزارون روایتین ایسی ہین کہ جسکو اونکی رواۃ نے حسب فہم اپنی بیان کیا ہو اور ابتدائی
جملہ کو غائب کردیا ہو سیاق کلام سے اوسکا پتہ لگا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین حدیث من کانت
ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی مرءۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ کی شرح مین لکھتے ہین
کہا خطابی نے یہ حدیث بخاری مین کٹی ہوئی وارد ہوئی ایک حصہ اوسکا غائب ہوگیا نہین معلوم کس سے ایسی
غفلت ہوئی ابن حجر لکھتے ہین کہ جملہ محذوفہ مشعر ہے ساتھ قربت مھنفہ کے اور جملہ موجودہ تردد کو اور
مذہب بخاری یہ ہے کہ اختصار کرنا حدیث کا اور اوسکو بالمعنی نقل کرنا جائز ہو حیث فتح الباری اس
قسم کا بیان صدہا احادیث صحاح ستہ کی متعلق موجود ہی پس منصف سی بعید ہو کہ ایک جگہ قبول کرے
اور ایک جگہ اس کلیہ کو رد کرے بہرحال آپکی اس تحریر سی معلوم ہوا کہ نہ اصل کتاب کا ملاحظہ کیا ہو نہ کلام علما
سے اسکی مطابقت کی ایسا نکیا کیجئے خاص کر اہلبیت اطہار کی بابت مین تیسرے یہ کہ جس روایت کو آپ
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کیطرف منسوب کرتے ہین اور اوسکا حوالہ انوار مضیہ پر دیتے ہین جسکی عبارت
مجمع البحرین مین بصفحہ ۱۴۱ منقول ہو پس اسکی حالت یہ ہو کہ انوار المضیہ تو میرے پاس موجود نہین جو اوسمین
دیکھون نہ اس کتاب کا نہ اسکے مصنف کی توثیق کتب رجال مین ملتی ہو جو کچھ عرض کرون۔ باایں ہمہ وہ روایت
جنیہ منقولہ انوار المضیہ ارشاد جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ سی نقل کیگئی ہو ارشاد میرے پاس حاضر ہے
کہین اس روایت کا اوسمین وجود نہین آپکی تحریر کی جانچ مین مینے تمام ارشاد کو من اولہ الی آخرہ دیکھ گیا کہین
اسکا پتہ نہ ملا چنانچہ عبارت ارشاد بجنسہ نقل کیجاتی ہو جس سے آپکی تشفی ہوجاے باب ذکر اولاد امیر المومنین
علیہ السلام وعددہم واسمائہم ومختصر من اخبارہم اولاد امیر المومنین سبعۃ وعشرون ولدا ذکرا وانثی الحسن والحسین
وزینب الکبرے وزینب الصغری المکناۃ بام کلثوم امہم فاطمۃ البتول سیدۃ نساء العالمین بنت سید المرسلین
وخاتم النبیین محمد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ومحمد المکنی بابی القاسم امہ خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ الخ اسکے
بعد بقیہ اولاد کے اسامی گرامی ہین مگر کہین اس روایت کا وجود نہین تو اب فرمائے آپکے منقولہ روایت یا انوار المضیہ
کی نقل پر یا مجمع البحرین کے نقل پر کیونکر اعتماد ہوسکتا ہی باقی رہی روایت اول زعم غضبناہ پس اوسکی
حالت عرض کرچکا زیادہ سمع خراشی کی حاجت نہین کہ بنیاد فاسد علی الفاسد ہو کہین اس روایت کا ان
الفاظ سے وجود نہین جو جواب دیا جاے۔
آپنے چونکہ اسکے پہلے وعدہ کیا تہا کہ مین اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ کو ثابت کرونگا اور سوا اس عبارت کے

نہین اپنے گتنگو ثبوت نہین دیا جس سے معلوم ہوا کہ اسی مضمون کو آپ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ سمجھے ہین لہذا
مین انکار صریحی شیخ علیہ الرحمہ کو بتصریح یہان عرض کرتا ہون۔
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنے رسالہ مین جو بجواب چند سوال کے ہے، تحریر فرماتے ہین جو روایت دربارہ
عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر بن بکار ہو اور وہ نقل مین
موثوق نہین تھا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو ذکر کرتا ہو بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے
اور وہ غیر مامون ہو یہانتک کہ فرماتے ہین اصل اسمین یہ ہو کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تھا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر
حق اور واقعی ہو ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے
زبیر بن بکار سے روایت کی ہو اور حدیث بہی فی نفسہ مختلف ہو اخر کنز مکتوم صـــ ۱۶۲ اس تقریر کا بقیہ حصہ
سابق مرقوم ہوا ہو لہذا اعادہ کی ضرورت نہین اس عبارت سے انکار شیخ مفید علیہ الرحمہ تحقیقاً اسس
نکاح سے بخوبی ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اوس زمانہ تک کہ ۴۰۰ ہجری تھا اہل سنت کے یہان بجز
روایت زبیر بن بکار دوسری روایت نہ تھی اور شیعون کے یہان بھی کوئی روایت نہ تھی بجز اسکے کہ ابی
محمد حسن بن یحییٰ نے اہل سنت سے یہ روایت اپنے یہان نقل کی جس سے لوگونکو یہ خیال ہوا کہ اگر واقعہ صحیح
نہ تھا تو اس علوی نے کیون لکھا اب فرمایئے کہ مولوی صاحب مرحوم کا دعویٰ کہ شیخ مفید اس نکاح کے منکر بن ثابت ہوا یا نہین
یا حضرت آپکو تو صرف انکار شیخ مفید پر تعجب ہو رہا ہو حالانکہ سمہودی وابن حجر مکی ومولوی حیدر علی
عموم اہل بیت طاہرین اور شیعیان امیر المومنین کے انکار کو اس نکاح سے نقل کرتے ہین ترجمہ صواعق مین
ہے، زیادہ شد تعجب من از اہل بیت نہ مان ماکہ انکار تزویج عمر با ام کلثوم میکنند۔
قول موثوق، صـــ ۴۳ قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین بعد قصہ حضرت عباس کے فرماتے ہین
دفع الوثوق قاضی صاحب کی عبارت جو اپنی انا لہ الغین سے نقل کی ہو پس وہ کسیطرح قابل وثوق
نہین کذابیت وخیانت اسکی زبیر بن بکار سے کسیطرح کم نہین ہے باانیہمہ وہ آپکے کسیطرح مفید
مطلب نہین جب خود قاضی صاحب مرحوم فرماتے ہین کہ محدثین اس روایت کو قبول نہین کرتے تو آپ
کیونکر اوس سے استدلال کر سکتے ہین کیونکہ انکار محدثین ان روایات سے یا من حیث السند ہے کہ
صحیح نہین ضعیف ہو یا موضوع یا من حیث الدرایہ ہو بہر طور جس فرقہ کی روایت ہو اوسے جب انکار کیا

یا موضوع ٹھہرایا تو کس اصول پر اوس روایت سے استناد ہو سکتا ہی۔ اگر آپ اسکی اجازت دین تو ہزارون
موضوعات آپکے بیان کرون جس سے تو میرے رسالت سے آپکو انکار لازم آوے باقی رہا باوصف انکار
روایت اقرار بوقوع عقد پس ایسا فقرہ ہی کہ کسیطرح سمجھ مین نہین آسکتا انکار روایت کے بعد اقرار
کیونکر درست ہو سکتا ہی۔ باینہمہ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ اونہین روایات
کثیرہ موضوعہ اہل سنت کے شہرت و کثرت نے اس اقرار پر مجبور کیا یہی سبب ہے کہ قاضی صاحب اوسی روایت
غلط کو تسلیم کر رہے ہین جو اہل سنت کی زبانو پر جاری ہو اور اصل کتاب کیطرف نہین رجوع کرتے جس سے
معلوم ہوتا کہ یہ روایت ان الفاظ سے کسی کتاب شیعہ مین نہین ہی۔ باینہمہ ان عبارات مین بھی ام کلثوم
کو بنت علی لکھا ہی نہ بنت فاطمہ اور جب روایت غصبیت کی قدح ثابت ہوگئی تو جو اوسکے متماثل
ہوگی وہ بدرجہ اولی ناقابل اعتماد ہوگی یا جو تقریر اوسکی بنیاد پر ہوگی بیکار ٹھہریگی۔ کیونکہ [illegible]
مین ہزارون واقعات غلط طور پر مشہور ہوگئے ہین جنکی حقیقت بعد تحقیقات ظاہر ہوئی ہے مکرر
عرض کیا ہی کہ اس واقعہ کا ایک جزو یعنی صغر سنی ایسا جزو ہی کہ کسیطرح اہل سنت اس واقعہ کو حضرت ام کلثوم
کیطرف منسوب نہین کر سکتے بجز ام کلثوم بنت ابوبکر کے جو یقیناً اوسوقت ویسی ہی کمسن
تھی جیسا کہ روایات اہل سنت مین ہے اور خواستگاری کرنا بھی ام کلثوم بنت ابوبکر کا ویسا ہی یقینی ہی
جس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اسی ام کلثوم کا ہو۔ ہان یہ شبہہ ہو سکتا ہو کہ جب بنت ابوبکر تھی تو حضرت کو اسقدر تردد کی کیا وجہ جسکا جواب یہ تھا
مذکور ہوا۔ کہ گو عایاً حضرت سے قطع تعلق کیا تھا لیکن حضرت اسوجہ سے کہ صحیح خلیفہ رسول تھے کیونکر
اپنی تعلقات قطع کرتے یہ بھی نہ سہی آخر انسانی ہمدردی کو کیا کرتے جب ایسی کمسن لڑکی کی امداد
متعلق کی گئی تو اب نگرانی و خبرگیری ضروری ہوئی۔ یہی وجہ ہم حضرت کو اسقدر تردد و پریشانی کی کہ اس
مشارکت نے ناواقفونکو مشتبہ کیا۔ اور اسکو تو مین مکرر بیان کر چکا ہون کہ اس قصہ نے وہ تلاطم ڈالا تھا
کہ بی بی عایشہ سی مستقل مزاج کو وقار کے ہاتھ پاؤن بھول گئے ایک طرف حضرت عمر کہتے ہین اپنی بہن
ام کلثوم کا مجھسے عقد کر دو ام کلثوم کہتی ہی تو نے میرا عقد عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی
پھر فرمائے جناب امیر کا تردد کیا بیجا تھا جنکو خواہی نخواہی خلیفہ نے سمجھ لیا تھا ہمارے مقصود کے حصول
مین حائل ہوتے ہین اور جب خلیفہ دوم بلا سبب بیعت ابوبکر کرنے پر آمادہ قتل جناب امیر ہوئے بلکہ گھر کو
آگ لگانے پر تو اس واقعہ مین کیا مشکل تھا باقی امور ایسے ظاہر ہین کہ محتاج بیان نہین۔

قول موثوق تیسرے صاحب نزھہ جواب مین اس لفظ کے تحریر کرتے ہین۔ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحی ہست کہ از خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر اولیا بطریق اجبار و اکراہ بنابر مصلحت وقت واقع شدہ وسبب وقوع آن باجبار واکراہ تعبیر ازان بغصب فرمودہ اند و درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست ومع وضوح المرام لاعبرۃ بالالفاظ عقد نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست پس ایسے اصحاب کو کہ علماء معتبر آپ کے کھلم کھلا بغض ومباہات پکار رہے ہین کہ جو کچھ ہو غصب ہو یا معاذاللہ زنا ہو (درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست) آپ اس واقعہ کو بکلمات شناعت وتفضیح آلودہ کرتے ہین۔

دفع الوثوق صاحب نزھہ کا کلام بھی اوسی بنیاد تسلیم وفرض پر ہے جسکے پہلے صاف کہدیا، بشرط صحت روایت ومحفوظ بودن آن،، جس سے معلوم ہوا کہ اونکو بھی اسکی صحت اور دست برد تحریف مخالفین سے محفوظ ہونے مین اس حدیث کے کلام ہے۔ اور جبکہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ روایت ان لفظون سے غلط ہو کافی مین نہین اور جو ہے وہ صحیح نہین رواۃ اوسکی مقدوح۔ تو اب صاحب نزھہ کے کلام سے تعرض بیکار ٹھہرا کیونکہ وہ تو صاف فرما رہے ہین ہمنے کتاب سے مقابلہ نہین کیا ہو اسکی جانچ نہین کی ہو بفرض تسلیم صحت روایت یہ جواب ہے۔ جب عدم صحت اوسکی معلوم ہوئی تو اب وہ جواب ہی باقی نرہا اذا فات الشرط فات المشروط صاحب نزھہ نے تو اور بھی آپلوگون کی کمر توڑ دی کہ صحت ہی مین نہین کلام کیا ہو بلکہ اوسکو غیر محفوظ بھی کہا کہ الحاق وتحریف مخالفین کا احتمال ہو جو بہت اچھی طرح ثابت ہو گیا قبل مرزا مخدوم شریفی جو شیعہ بنا پھر سنّی ہوا۔ کسی نے اس روایت سے تعرض نکیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ سب تحریف وتضحیف اوسی بزرگ کی ہی چونکہ حضرات اہل سنت کو اہل بیت اطہار سے قاطبۃً عداوت ہی اور ہر وقت اسکا موقع ڈھونڈھتے رہتے ہین کہ کسی پہلو سے کسی عنوان سے ذریۃ رسول کی شان مین کچھ دلکا بخار نکالین اسلیئے یہ الفاظ گڈھ رتے ہین کہ زنا لازم آتا ہے جسکا قائل بجز زنازادہ دوسرا کوئی نہین ہو سکتا کیونکہ جس باب مین یہ روایت مذکور ہے یہی لکھا ہو باب فی تزویج ام کلثوم تو اسکو زنا کہنا بجز دشمنان اہلبیت اسکو زیبا ہی جو بغض رسول ولدالزنا ہوتا ہے۔ برائے خدا آپ اپنی ہی روایتونکو غور سے دیکھئے غور ہی نہین سرسری طور پر دیکھئے تو معلوم ہو کہ ایک روایت بھی ایسی نہین جس سے طیب خاطر منظور ہونا ظاہر ہو۔ یہ تقریر میری بھی اوسی فرض وتسلیم کی بنیاد پر ہے جسکی مجھے ضرورت نہین کیونکہ قطعی دلیلون سے اصلیت اسکی ظاہر کر چکا ہون"

قول موثوق صـ۴۲ مقام عبرت ہی کہ خاندان رسول کی کسطرح بیحرمتی کیجاتی ہی آپ انصاف کی نظر سے دیکھین اسکو محبت اہل بیت کہتے ہین اسکی جرح وقدح مین اگر کچہ لکھون تو علما جناب کی شان مین کلمات سخیف تحریر ہون اسواسطے اُس سے اعراض کرتا ہون اور جناب کے انصاف پر محول کرتا ہون مصرعہ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا۔ بنظر نیازمندی عرض کرتا ہون کہ آپ بے دیکھے سمجھے ایسی بات منہ سی نکالدیا کیجیے کہ حدیث غصب کے مفتریات سُننے سی ہی۔ قاضی صاحب وکشمیری صاحب دونون جیسکہ اپنے مذہب مین سخت ہین آپ پر روشن ہی ایسے ناواقف محض تھے کہ اتنی بڑی تہمت کو کہ جس سے جناب اپنے کو بچاتے ہین اور سنیون کے سر تھوپتے ہین وہ دونون صاحب ایسی تہمت کی کچہ بھی حقیقت نہین سمجھتے اور فقرہ (بہیچگونہ شناعتے نیست) کہکر کیسا غیر تدبر کا کام فرماتے ہین جناب کو صاحب القاب نے دھوکہ مین ڈالدیا ورنہ کبھی آپ ایسا دعوے بلند نہ فرماتے خیر معلوم ہی آیندہ لحاظ رکھیے گا۔

دفع الوثوق۔ مقام عبرت ہی اہل سنت کیلیے جنکے بیجا شور وغل نے ایسا مشتبہ کردیا کہ کوئی اصل کتاب کی طرف رجوع نہین کرتا غلط مشہور ونکو قبول کرکے جواب دیتا ہی جسکی حقیقت اب کھل گئی کہ محض آپ لوگون کا افترا ہی دیکھیے علامہ ذھبی وابن جوزی وسبط ابن جوزی نے جن جن روایتونکو موضوع وغلط وجعلی وافترا قرار دیا تھا اُنہین روایات کو آپلوگ کس خوشی سے مشہور کیے جاتے ہین انکے علاوہ جتنی روایتین ہین اونکی بھی موضوعیت بتادی گئی مگر آپ کسیطرح ایمان نہین لاتے۔ خدا کرے آپ بیحرمتی وبیغیرتی سے معمولی الفاظ کے بھی معنی سمجھین اور اوس سے بچانے کی فکر اہل سنت کیلیے کرین جس سے فلاح اخروی حاصل ہو۔ دنیاوی آؤ بھگت کس کام کی کیا کشف ساق وضم صدر وتقبیل وفرمایش زرفتونی سے زیادہ اس جملہ مین بیغیرتی ہی جسپر آپکو وہ زور وشور ہی؟

بہرکیف ہمنے چونکہ قطعی دلیلون سے ثابت کردیا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ عمر سے تزویج ہوئی نہ خواستگاری کی نہ کوئی قصہ پیش آیا۔ یہ واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہین اور عمر کی دونو زوجہ ام کلثوم سے خواہ کتب شیعہ مین ہون خواہ کتب اہل سنت مین تو اب ہمکو زیادہ گفتگو کی ضرورت نہی فریقین کی ایک روایت بھی۔ اس مادہ مین صحیح نہین جسپر کوئی اعتماد کرے۔ بلکہ کل موضوع ہین جیساکہ مذکور ہوا۔ حالانکہ بشرط صحت روایت بھی مخالفت عقل کیوجہ سے روایت ساقط کردیجاتی ہی جیساکہ آپ خود

فرماتے ہین اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہین ہوتی
بلکہ ترک اوسکا واجب ہے صد ۲ اگر روایت ضعیفہ یا موضوعہ سے استدلال درست ہو تو آپ
روایت تلک الغرانیق العلی منہن الشفاعۃ ترتجی کے جواب کی فکر کیجیے جس سے اصل اسلام ہی
متاب ہے زیادہ تفصیل جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ پر محمول ہی جو حق و باطل مین فیصل کرنیوالی ہے
لفظ فحج وغصب کے متعلق جو آپنی سیادت کا اثر دکھایا ہی اوسکے متعلق کچھ نہین کہہ سکتا فاصبر
کما صبر اولوا العزم پر عامل ہون۔ افسوس ہی کہ حضرات شیخین کی شان مین یہ الفاظ
کاذب غادر خائن اثم صحیح مسلم سے صحیح بخاری سے نکال ڈالے جائین۔ اور خلیفۂ دوم کی اوس حالت
پر جو دربند کرکے پڑے تھے۔ یہ پردہ ڈالا جائے کہ ایسی حالتین بلی کہ اوسکے اظہار کو مکروہ جانتے ہین
اور مخنث کا لفظ چھپایا جاوے اور قاموس کے لغت مین افلح کا نام تک نہ لیا جاوے بلکہ علی وزن احمد
کہدیا جاوے۔ اور مکاتبات محمد بن ابی بکر و معاویہ کو علامہ ابن اثیر اسوجہ سے ترک کردین کہ عوام کو
اوسکو سننے کا تحمل نہین۔ ان لوگونکی باریہین تو اسطرح پردہ دہی کیجائے اور خاندان رسالت کیساتھ
یون بے ادبی ہو جنپر ایمان لانا ہر مسلمانپر فرض ہی۔
اسکے بعد جو آپنے خارج از بحث تقریر کی ہی اوسکے جواب کی حاجت نہین تشفی مین جنین وخائنان کا
جواب ملاحظہ کر لیجیے اور نیز رمی الجمرات مین تب کچھ زبان درازی فرمائیے۔
قول **موثوق** صـ ۱۲ باقی تعریض عدم طیب ولادت پر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے جواب آپنے
تحریر فرمائے اُسکے جواب مین صاحب تفسیر مظہر العجائب نے جو کچھ لکھا ہی ملاحظہ کرلیا جاوے افسوس
صد ہزار افسوس کہ آپ ایسی بوچ اور لچر باتین لکھکر خواہ مخواہ مذہب شیعہ کی مٹی خراب کرتے ہین
آپ اوپر ولادت حضرت صاحب الامر والزمان کے کہ جنکے جلو مین تمامی آئمہ سابقین بلکہ رسول رب العالمین
تک تشریف لاوینگے اور سب سے پہلے آنحضرت صلعم بیعت کرینگے بلکہ اونکی پیش دست بنینگے نظر نہین
ڈالتے کہ جس سے تمامی مذہب شیعہ درہم اور برہم ہو جاتا ہی۔ ان جناب مستطاب کی ولادت نعوذ باللہ
اگر اصول شرع سے دیکھی جاوے جیساکہ حضرات شیعہ لکھتے ہین جانتا ہون کہ کوئی ناصبی اور خارجی بلکہ
غیر مسلم بھی ایسی ولادت کو گوارا نہ کریگا ملا مجلسی نے جو حق الیقین اور رسالہ رجعتیہ مین لکھا ہی خلاصہ
اوسکا ... نعوذ باللہ ... عرض کرتا ہون اگرچہ اوسمین کلمات کسیقدر سخیف تحریر ہین الا بہ سبب

عدم جواز تصرف و تحریف فی النقل اصل عبارت کے تغیر سے مجبور ہون بلفظ لکھتا ہون داد حضرات شیعہ کہتے ہین باپ انکے حسن ثانی اور مان نرگس نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خواب مین نکاح باندھنے کو آئے دھوکھا پڑگیا یہ بھی خیال نہ آیا پوچھین کہ نرگس قیصری کا دین کیا ہے وہ بیچاری تو مشرکہ تھین اور حضرت عیسی اور مریم کے پوچھنے والے حضرت سے نے خواب نرگس مین خواب مین نہ ذات سے سوال کیا نہ صفات سے حساب لیا اور انکی جانب دارونکو شاید غنیمت ہوگیا کہ یہ چونہ تو خوب لگا لیکن سبحان اللہ جناب فاطمہ زہرا کی ہوشیاری پر قربان جائیے کہ یہ بھید اونپر آشکارا ہوا کیونکہ وہ بعد حضرت کے مہبط مصحف ہوئین انپر اتری تھی جو گئی قرآن مجید سے بعد حضرت کے کتاب اتری وہ کیونکر خوشگانی نہ فرمائین صاف صاف دوسرے خواب نرگسی مین بولین اے نرگس پرے ہٹ تجھ مین خوشبو کہان ابھی تو بوے شرک آتی ہے میرا پوتا عسکری نت تکنے کو تیرے کیونکر آوے مگر جب تیرا شرک و کفر جاوے وہ تو ان ماہ لقا کی شیدا تھین ناچار کلمہ اسلام پڑھا مثل مشہور ہے کیا نکرتا ۔ یہان محبوبہ خیال تکرنا کہ حضرت رسول خدا کو صرف یہی دھوکا پڑا اور جناب فاطمہ زہرا نے تدارک فرمایا گر وگھنٹال سب کے جو مجلسی ہین اور امام حسن کی نکاح مین بھی ایسا ہی حال حضرت کے دھوکے اور انکے مشاہدہ کا حضرت فاطمہ زہرا سے نقل فرماتے ہین کچھ نئی بات نہین ہے ۔ الغرض اوسی نکاح پر جو شرک کی حالت مین واقع ہوا تھا شکر خواب مین زفاف ہوا اور امام نرگسی پیدا ہوئی) انتہی کیون جناب ایسے ہی شخص کو محب آل عبا کہتے ہین اسی کو شیعہ علی کہتے ہین اسیکو راکب سفینہ اہل بیت کہتے ہین اب وہ عبارت افتراق سراپا غلاظت و نفاق کہ ۔ کجا گوہر صدف عصمت و طہارت و کجا خذف کوئی کفر و ضلالت الحاکہ تک بندی ہے بالکل بیکار گئی اور دس سطر کے قریب ناحق صفحہ سادہ سیاہ ہوا ان حضرات کے ہاتھ سے جو نہو وہ کم ہے ع بدنام کنندہ نکو نامے چند ۔

دفع الوثوق ۔ یا اللہ کیا قیامت آہی پہونچی جو اس سید زادہ کو نسب خلیفہ دوم مین شک ہو رہا ہے جس پر صحابہ ہمیشہ طعنہ زن رہتے ہین ۔ ما ہو لضاحب شیعونکی کتابونکو چھوٹئے اپنے مذہب کی کتابین اوٹھائے جسکی فہرست صاحب کنز مکتوم نے یہ گنائی ہے تفصیل اس بھید اور شرافت نسبی کی تین پشت تک کتاب روض الانف سہیلی کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتائج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو کہ نہایت ہی شرمناک تھی ہین مین نہین کہہ سکتا صفحہ ۱۸۲ کنز مکتوم

جناب ماموں میر برکات حسین صاحب اکیا یہ عربی مثل آپنے نہین سنی ہی لا یرمی من الحجارۃ من بیتہ
من الزجاجۃ کہ جسکا گھر شیشہ سے ہوتا ہی وہ کسی پر پتھر نہین مارتا۔ آپکو اپنے پیشواون کے حالات
نہین معلوم تھے جو ولادت جناب صاحب الامر علیہ السلام پر شاعرانہ خیالی تضحیک شروع کی جسکو ایک
سنت کیلئے کبھی کوئی نظر وقعت سے نہین دیکھے گا۔ اب مین آپکو اصلی اور صحیح واقعات لطف انگیز
وحیرت خیز آپکے خلفا کی ولادت کے سناتا ہون اور جن وقایع کا اجمالا اشارہ کنز مکتوم مین کیا گیا ہے
اونکی تفصیل کچھ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر سے خلاصہ کرکے گذارش کرتا ہون بگوش دل سماعت
فرمایئے۔ جدہ ماجدہ خلیفہ دوم ضحاکہ کے نسبت کتاب مثالب کلبی مین مرقوم ہی جو اعلم علماء نسابہ
اہل سنت سے ہے ،،کہ ضہاکہ حبشن لونڈی تھی ہاشم بن عبد مناف کی جسپر واقع ہوئی نفضلہ بیٹے
ہاشم کے بعد اوسکے عبد العزی بن رماح جس سے پیدا ہوے نفیل جد عمر بن خطاب اور علامہ ابن
ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغۃ مین نقل کرتے ہین کتاب مفاخرات قریش ابو عثمن سے کہ عمر بن
خطاب نے سنا کہ ناقلان اشعار و راویان اخبار بعض لوگونکے نسب مین قدح کرتے ہین اوسپر بالاے
منبر جاکر کہا کہ بزرگونکے عیوب اور حالات کے تذکرہ سے باز آؤ کہ اگر زیادہ اسمین فکر کیجائیگی تو
شاذ و نادر ہی لوگ بچینگے اسپر ایک شخص نے قریش سے کھڑے ہوکر کہا جسکا نام لینا مین مکروہ جانتا ہون
کہ جب ہم اور تم اے امیر المومنین عمر ہونگے تو اس دروازہ سے نکلجائینگے اسپر عمر نے کہا ہرگز نہین
تجھکو لوگ قین ابن قین کہتے تھے ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ جس شخص نے عمر کو ٹوکا تھا وہ
مہاجر بن خالد بن ولید تھا جسکے باپ سے عمر کو عداوت تھی۔ یہ مہاجر علوی الراے تھا کہ حضرت علیؑ
کے ساتھ تھا جنگ جمل مین اور اوسکا بھائی عبد الرحمن ابن خالد ہمراہیان معاویہ سے تھا جنگ صفین
مین۔ اسی مہاجر نے نسب خلیفہ دوم مین کچھ کلام کیا تھا جسپر عمر نے وہ خطبہ کہا۔ اور مہاجر سے ردوبدل
ہوئی۔ ولید خالد کا باپ جو ریحانہ قریش کہلاتا تھا اصل مین حداد تھا (لوہار) ابو الحسن مدائنی نے
کتاب امہات الخلفا مین لکھا ہی کہ اس روایت کا تذکرہ جب جعفر بن محمد علیہما السلام (امام جعفر صادقؑ)
کے سامنے ہوا تو فرمایا ای برادرزادی ملامت نکر کہ عمر کو خوف تھا کہین تفصیل مین عبد العزی اور ضہاک
لونڈی زبیر بن عبد المطلب کے قصہ کو لوگ نہ بیان کرین اسیوجہ سے وہ خطبہ کہا انتہے۔ لیجئے ماموں صاحب!
آپکے خلیفہ کی پردادی ضحاکہ حبشیہ آپکی جد امجد حضرت ہاشم کی (بشرطیکہ یہ نسبت آپکو قبول ہو ورنہ

میرے جدامجد حضرت ہاشم کی) بدذات لونڈی تھی جسنے نضلہ ہاشمی کے حملہ ہاشمیہ کے بعد دوسرا حملہ کراکر حمل رکھایا اور نفیل جدامجد کو آپکے — کے پیدا کرایا۔ پے درپے دو حملون نے یہ جلوہ دکھایا یہی کمائی بزرگونکی تھی جس سے ایسا جلیل القدر خلیفہ پیدا ہوا جسنے پہلا وار اوسی خاندان پر کیا جسکے خانہ زاد تھے بحلال ہون خواہ بحرام۔ اب ذرا نیچے اوترے اپنے خلیفہ کے دوسرے طبقہ کا حال سنئے کہ انسے تو وہ کام کیا کہ باپ بیٹے کو ایک ہی گھاٹ اوتارا افسوس پوتے کو نہ دیکھا ورنہ اونسے بھی نہ چوکتین کتاب شافی کلینی مین ہو کہ زید بن عمر بن نفیل کی مان جیدا بنت خانہ فہمیہ ہو جو زوجہ تھی اوسکے دادا نفیل کی جس سے خطاب پیدا ہوئے۔ پس زید خطاب کا بھائی ہو مان کیطرف سے اور بھتیجا ہو باپ کیطرف سے اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مین ہو کہ خطاب بن نفیل کی مان قبیلہ فہم سے ہو جو نفیل کی زوجہ تھی بعد فوت نفیل اوسکے بیٹے عمرو نے اپنی مان پر تصرف کیا جس سے زید پیدا ہوئے تو زید کی مان اور خطاب کی مان ایک ہو اور تاریخ ابن کثیر شامی مین ہو کہ خطاب عمر کے باپ۔ زید کے چچا بھی ہین اور بھائی بھی کیونکہ عمرو بن نفیل برادر خطاب نے بعد مرنے اپنے باپ نفیل کے اوسکی زوجہ سے عقد کیا جس سے زید پیدا ہوے۔

کیون یارو ہوگئی! اب تو آپکی تسکین ہوئی کہ ایسے عالی نسب خلیفہ کی امت بنے ہین اور تیسرا طبقہ خلیفہ کا یعنی مادر گرامی قدر اونکی وہ ہین کہ خالد بن ولید سا جوانمرد خلیفہ کی جب نسبت کرتا تو اونکی مان ہی کیطرف نہ باپ کیطرف بلکہ یون فرماتے راعیسر بن حنتمہ یعنی لنگڑا ایا لوطھا حنتمہ کا پوت معلوم نہین خالد کو اسپر کیا اصرار تھا کہ ابن خطاب نہین کہتے بلکہ ابن حنتمہ فرماتے خالد چونکہ صحابی تھا غالباً اوسکو حدیث رسول اللہ معلوم ہو کہ قیامت کے روز بجز شیعہ کوئی اپنے باپ کیطرف منسوب نہوگا بلکہ ماں کیطرف کیونکہ اورونکی حلال زادگی نکلنے نہین۔ لہذا خالد مان کیطرف نسبت کرنا جو کوئی سبب ہوگا۔ مگر چچا عباس عم اشرف الناس نے کچھ ایسا پھڑکتا ہوا فقرہ کہا ہو کہ مریدان خلیفہ کو قیامت تک اوسکا مزہ نہ بھولیگا۔ وہ فقرہ حضرت عباس کا خلیفہ دوم سے یہ ہو اعضك الله بنظر امك جیسا کہ کنز العمال مین ہو۔ اعض کے معنی کٹوانے اور نظر اندام نہانی کے بڑہے ہوے گوشت کو کہتے ہین اور ام کے معنی مان کے ہین اب جوڑ دیکر معنی سمجھ لیجئے مین کیون کہون یہ نسب کا حال مختصر طور پر جلد ہفتم ذوالفقار حیدری سے خلاصہ کرکے عرض کیا خدا کرے کہ وہ کتاب جلد طبع ہو کہ دیگر حالات بھی ظاہر ہون۔

مگر یہ واضح رہے کہ بلند نسبی خلیفہ پر اعتراض کرنا کچہ اونہین لوگونکے ساتھ نہین مخصوص تھا جو قریشی
تھے مثل خالد بن ولید یا مہاجر بن خالد یا عمرو عاص وغیرہ کے بلکہ ابو ہریرہ ساجدید الاسلام جو نہ قریشی
تھا نہ مہاجر وہ بھی معترض ہوتا چنانچہ ایکدفعہ ابوہریرہ نے عبداللہ بن عمر کے سامنے یہ حدیث رسول
بیان کی ولد الزنا شر الثلثہ یعنی حرامزادہ اپنے مان باپ زانی سے بدتر ہی اوس پر خلیفہ کے فرزند عبداللہ
کو ایسا غصہ آیا کہ حدیث رسول مین فرمایا ہو خیر الثلاثہ کہ ولد الزنا تینون مین بہتر ہے۔ انہین
روایتون سے عاجز آکر خلیفہ دوم نے یہ حکم دیا کہ اگر احادیث رسول کا بیان کرنا تو نہ ترک کریگا تو تجھکو
دوس پہاڑ کیطرف نکلوا دونگا۔ خلیفہ نے اسی دھمکی پر اکتفا نہ کی بلکہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگاکر اتنے
کوڑے ابوہریرہ کو مارے کہ پیٹھ اوسکی زخمی ہوگئی دیکھو تفصیل ان حالات کی جلد سوم ذوالفقار
حیدر مین از صہ ۳۴۳ لغایت صہ ۳۵۳

خلیفہ دوم کے فرزند عبداللہ کا غصہ ہونا ولد الزنا شر الثلثہ پر سخن فہمون کیلئے کافی ہی کہ ابوہریرہ نے
کیا طنز کیا تھا جسکا جواب عبداللہ بن عمر نے یہ دیا۔ ہو خیر الثلثہ۔ اسی قول صحابی جلیل القدر بلکہ سلسلہ
خاندانی خلیفہ سے اہل سنت نے یہ قاعدہ کلیہ ترتیب دیا ہی ولد الزنا انجب کہ ولد الزنا زیادہ نجیب ہوتا ہی
جسکی تشریح علامہ شیرازی سنی نزہۃ القلوب مین یہ کی ہی کہ زنا جب ہوگا تو رغبت تام اور شوق تمام
پس اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ کامل العقل ہوگا بخلاف زوجہ حلال کے کہ مرد کا تعلق اوس سے جب ہوگا
تو بہ تصنع و تکلف ولذا کان عمرو بن العاص و معویۃ بن ابی سفیان من دہاۃ الناس اسیوجہ سے عمرو عاص و معویہ دہاۃ ناس و عقلائے
روزگار سے تھے۔ اور یہی لقب دہاۃ ناس کا حضرت عمر کیلئے اہلسنت نقل کرتے ہین جیسا کہ اصابہ مین ہے صہ ۵۱۳ ج ۲۔ خوشا بحال علمائے اہلسنت
کہ اپنے خلفا کے انجیت کو کیسے کیسے معقول وجہون سے ثابت کرتے ہین یہ تو ایک زنا کی لطافت تھی اور
اوسکا کیا کہنا کہ عورت جشن ہو اور دو دو مرد عرب کو ایکدفعہ یار اوتار کر باور رہو اور باپ سب بیٹے
دونون سے لطف صحبت حاصل کریں اور اوسکا خلاصہ تمامی اہل اسلام پر حاکم بنے

اب ان واقعات تاریخی کے بعد اس حدیث رسول کی کیا ضرورت ہی کہ دشمن علی نہوگا مگر ولد الزنا اور
بدخلق نہوگا مگر ولد الزنا یا ولد الحیض جیسا کہ منتخب کنز العمال مین ہے اور خلیفہ دوم کی بدخلقی صحیح
بخاری سے ثابت ہی کہ ازواج رسول نے عمر کو افظ و اغلظ کہا اور خود روایت کامل سے گذر چکا کہ عمرو
عاص نے اسی قصہ عقد ام کلثوم بنت ابوبکر مین کہا جب ہم لوگ تمہارے خلق کو نہین بدل سکتے تو وہ

لڑکی جو عایشہ کی صحبت مین پلی ہو کسقدر تمسے خوف کھائیگی۔

ہم سمجھتے ہین کہ اگر ماموں صاحب کے ہوش وحواس کچہ بجا ہونگے تو ان واقعات عبرت افزا سے ضرور متاثر ہوکر ایسے پیشواؤن سے ضرور دست بردار ہونگے کیونکہ کوئی شریف ایسونکی متابعت کبھی نہین کرسکتا جبکہ سلسلہ نسب نامہ کا ماموں صاحب نے چھیڑ دیا ہی تو اب مناسب نہین کہ ایک ہی بزرگ کا حال مذکور ہو اور دوسرے بزرگان دین اہل سنت اس سلسلہ سی خارج رہین لہذا خلیفہ ثالث اور دیگر ارکان بنی امیہ کی والانسبی بھی اونہین کتابون سے اہل سنت کی بیان کرتا ہون جو ان خلفا کی فضائل ومناقب مین تصنیف ہوئی ہو۔

علامہ سہیلی روض الانف مین فرماتی ہین کہ دغفل وہی ہو جسنے روبروی رسول اللہ صلعم حضرت ابوبکر کو قریش کا چرواہا بنایا دیکھو شجرۃ السائل صہ ۲۶ دغفل سے معویہ نے پوچھا تمنے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تھا کہا ہان شیخ قسیم وسیم جسیم تھے کہ دس بیٹے مثل ستارونکے اونکو گھیرے تھے۔ پھر معاویہ نے کہا کہ عبدالشمس امیہ کو بھی دیکھا تھا کہا ہان چند ہرا کہ نجاند شکل تھا جسکو اوسکا غلام ذکوان لئے پھرتا تھا۔ معاویہ نے کہا وہ (ذکوان) اوسکا بیٹا ابو عمرو تھا۔ دغفل نے کہا تملوگ ایسا کہتے ہو (کہ ذکوان بیٹا تھا مگر درحقیقت وہ غلام تھا) کہا نقیہ ابوالقاسم نے کہ یہ طعن مخصوص ہی نسب عقبہ بن امیہ سے جس شاخ سے معویہ تھا۔ اور نسب امیہ مین دوسرا طعن بھی ہی جو تمامی بنی امیہ کو شامل ہے چنانچہ سفینہ مولوی حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ کسی نے اونسے کہا کہ بنی امیہ گمان کرتے ہین کہ خلافت مخصوص ہی بنی امیہ سے اوسپر سفینہ نے کہا **کذبت استاہ بنی الزرقا بل ھم ملوک ومن شر الملوک** یہ زرقا مان ہی بنی امیہ کی جسکا نام ارنب تھا کہا اصبہانی نے کتاب الامثال مین اور تھی زرقا زمانہ جاہلیت مین صاحب رایات سے (عرب جاہلیت کا قاعدہ تھا کہ فاحشہ عورتین اپنے مکان پر نشان کھڑی کردیتی تھین جسکو عربی مین رایہ کہتے ہین کہ لوگ سمجھ جائیں یہ عورت اس پیشہ کی ہی اور بے تامل چلے آئین) کہا حافظ ابوالقاسم نے طعن کرنا نسب مین مناسب نہین اگر بنی امیہ کے خیال سے نہ کف لسان کرین تو بلحاظ عثمان بن عفان ضروری ہی کہ لیکے صاحب یہ تیسرے خلیفہ تھے جو نسبا خلیفہ ثانی سے کم نہین مگر تعجب ہی کہ وہ نجابت انسے نہ ظاہر ہوئی جو خلیفہ انجب نے کر دکھایا الا یہ کہ آپ کہین یہان ایک طبقہ مین ہے وہان دو دو طبقہ۔ اور یہ قصہ دغفل دالا خود اصابہ ابن حجر عسقلانی مین بھی بذیل ذکر توثب مذکور ہی کہ ذکوان کو اوسنے غلام کہا اور معاویہ نے

کیا نہین وہ بیٹا تھا ملاحظہ ہو ص ۱۹۱ حالانکہ ابن حجر جیسے سخت متعصب اور حامی بنی امیہ ہین معلوم ہے
حضرت معویہ کا نسب نامہ گو ضمناً اس نسب نامہ مین مذکور ہوا ہی مگر اس خلیفہ نے کچھ اور بھی ترقی کی ہی
اور خلیفہ دوم پر بھی فوق لیگئے ہین چنانچہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامتہ مین مثالب کلبی سے روایت
کرتے ہین کہ معاویہ کی پیدایش چار آدمیونکی طرف منسوب ہے۔ عمارہ بن ولید۔ مسافر بن ابی عمر۔ عباس بن
عبد المطلب۔ ابو سفیان۔ کیونکہ وہ تینو آدمی ابو سفیان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے اور ہندہ زوجہ
ابو سفیان سے سبکو تعلق تھا زیادہ تر لوگونکا بیان یہ ہی کہ معویہ کا نطفہ مسافر بن ابی عمر سے منعقد ہوا
اسی خون سے کا ب فضیحت ہونگو مسافر مذکور ملک چھوڑ کر ملک حیرہ کو چلا گیا وہان ہندہ کی فراق مین بیمار
ہو کر مر گیا۔ یہ ہندہ مادر معاویہ حبشیو نپر جان دیتی تھی اور جب سیاہ بچہ جنتی تو اوسکو ہلاک کر دیتی ــــ
شاید یہی باعث ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو بھی اپنے نسب سے ملحق کر لیا کہ جب دونون بھائی ایکسان ہین
تو علٰحدہ کیون رہین فرق اسقدر ہی کہ معاویہ ہندہ کے بطن سے یقیناً تھا جو زوجہ ابو سفیان تھی۔
گو صلب اور ہو اور زیادہ برخلاف اسکے نطفہ سے ابو سفیان کی تھا گو اوسکی مان سمیہ ذوات الاعلام سے
تھی۔ معویہ کے بعد یزید اہل سنت کا خلیفہ ہوا جسکا نسب بھی محتاج شرح نہین۔ کیونکہ مان اوسکی میسون
دختر بجدل کلبی ہی جسنے اپنے باپ کے غلام سے یزید کا حمل رکھایا اور معویہ کو اوسکا محمول بنایا اسی
کیطرف شاعر کلبی اشارہ کرتی ہین ؎ فان یکن الزمان اتی علینا ٭ بقتل الترک
والموت الوحی ٭ فقد قتل الدعی وعبد کلب ٭ بارض الطف اولاد النبی
اب ان خلفا کے بعد اون افراد عشرہ مبشرہ کا نمبر ہو جو خلفائی ثلثہ کیطرح مستحق خلافت تھے اونکی
شان مین علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغتہ مین بذیل شرح فقرہ لم یسھم فیہ عاھر لکھتے
ہین اس کلام مین تعریض ہی طرف اون صحابہ کے جنکے نسب مین طعن کیا گیا ہی مثل سعد بن ابی وقاص
کے جو بنی زہرہ سے مشہور رہین حالانکہ وہ تھی بنی عذرہ بن قحطان سے اسیطرح زبیر بن عوام بنی اسد
بن عبد العزی سے مشہور ہین حالانکہ وہ نسل قبطیان مصر سے تھے (جنمین فرعون تھا) شاید اسی مناسبت
سے عمر نے انکو فرعون ہذہ الامہ کا خطاب دیا یہانتک تو مینے بعض واقعات کو ذوالفقار حیدر
جلد ہفتم سے خلاصہ کر کے عرض کیا جسکا مسودہ موجود ہی طبع باقی ہی خدا کرے کہ جلد چھپے۔ کہ قدرت
خدا کا لوگ تماشا دیکھین۔ اسی ذیل مین عمر و عاص حاکم مصر و ہمراہی معویہ کا بھی نام لیتا ہون

جو تصریح صاحب انسان العیون چار آدمیوں کے نطفہ سے پیدا ہوا عمرو عاص ابو لہب امیہ بن خلف ابو سفیان۔ چاروں نے اسکا دعوی کیا مگر نابغہ مادر عمر عاص نے عاص کے حوالہ کیا جو سب سے زیادہ اسکو خرچ بیچ دیتا اسکا تفصیلی حال جلد ثالث ذوالفقار حیدریہ مین ملاحظہ ہو جو طبع ہو چکی از صفحہ ۲۹۳ لغایت صفحہ ۳۰۰ جس عنوان سے صحابہ کے تفصیلی حالات اس کتاب مین مرقوم ہوئے ہین دوسری کسی کتاب مین ابتک نہین دیکھے گئے مگر نہایت تعجب ہے کہ عمرو عاص سا بلند نسب حاکم وملازم خلیفہ دوم خود خلیفہ دوم کے حسب ونسب پر طنز کرے اور اونکی ملازمت پر لعنت کرے جسکی تفصیل اوسی جلد ثالث ذوالفقار حیدریہ مین قابل دید ہے۔

اب اس سے زیادہ خاطر داری ماموں صاحب کی نہین کر سکتا جس سے اونکو اختلال حواس پیدا ہو غالباً ان واقعات تاریخی کے بعد صحت حدیث رسول مین کہ دشمن علی نہو گا مگر ولد الزنا۔ کوئی کلام نہ ہے کیونکہ حضرت نے یہ حدیث بطور کلیہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ حدیث ہے کہ دشمن علی نہو گا مگر منافق۔ بزرگان کے کارنامے عداوت جناب امیر عم کے متعلق ملاحظہ فرما کر بزبان وقلب ان احادیث کی تصدیق کر لین کہ کیسے پوست کندہ حالات آن حضرات کے خود اونہین علما نے لکھے ہین جو ماموں صاحب سے زیادہ فریفتہ اور عاشق زاران خلفا کبار کے تھے۔

بہرحال اب کہ عدم طیب ولادت خلیفہ ثانی بتصریح اجمالاً بیان کر دیگئی۔ تعریض کا کوئی موقع نہ رہا آپکو اگر حوصلہ ہو تو اس قسم کے وقائع بزرگان شیعہ کے حالات مین شیعونکے علما سے نقل کیجئے مین موجیون اور حجامونکی تقریر ونکو نہین سنتا مظہر العجائب کی عبارت اگر نقل کرتے تو جواب دیتا اوسکا جواب لہب النیران وکذاب وغیرہ مین ملاحظہ فرما لیجئے تا عقل کی خوبی ہے جو نسب خلیفہ دوم کے مماثلت مین قصہ ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر والزمان مہدی موعود علیہ السلام کو لاتے ہین عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ہست۔ آپکے اسلاف نے تو خود نسب جناب رسالتمآب کو مماثل نسب خلیفہ بنایا ہے اور سفاح کے قائل ہوئے ہین (جسکی نقل بھی ہم جائز نہین جانتے) تو اس سے کیا ہوا بجز اسکے کہ خود جہنم کے کندے بنے۔ اور تمام مسلمانونکی نفرین کے مستحق بنے۔

طرہ یہ ہے کہ خال المومنین۔ نعوذ نیمروز کے کلمات کو سخیف بھی فرماتے ہین اور نقل بھی اوتارے جاتے ہین۔ اری حضرت آپ تو خوارج نہروان سے بھی زیادہ محتاط معلوم ہوتے ہین کہ کفش دوز کی عبارت سخیف مین تو آپ تغیر وتحریف نہین جائز رکھتے مگر جسنے جو اصل حق الیقین مین تحریف کیا ہے وہ جائز ہے

حق الیقین ورسالہ رجعیہ تو آپنے دیکھا منقول آپکے سامنے موجود ہے پھر اونہین کی عبارت کیون نہین نقل کرتے جو کفش دوز نقال کی نقل اوتارتے ہین

واقعہ تو صرف اسیقدر ہے کہ حضرت نرجس خاتون نے جو شاہزادی شاہ روم تھین خواب دیکھا کہ بحضور جناب رسالتمآب وعیسے روح اللہ ودیگر حضرات میرا عقد امام حسن عسکری ع سے ہوا دوسرا خواب یہ دیکھا کہ ہمنے حضرت فاطمہ زہرا ع سے اسکی شکایت کی کہ امام حسن عسکری سے ملاقات نہین ہوتی جسپر جناب سیدہ نے فرمایا چونکہ تمنے ابھی اسلام نہین قبول کیا ہے اسوجہ سے ملاقات نہین ہوتی اس جواب کے بعد حضرت نرجس نے اسلام قبول کیا پھر ہمیشہ خواب مین امام کی زیارت ہوتی۔ کچھ دنون بعد لشکر اسلام نے انکے باپ پر صف کشی کی یہ قید ہوکر بغداد آئین جناب امام علی نقی ع نے انکو خرید کرکے اپنے فرزند امام حسن عسکری ع کو ہبہ کیا بعد مدت بلکہ وفات امام علی نقی کے بعد حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ کا حمل قرار پایا ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ولادت ہوئی یہی خلاصہ ہے مضمون حق الیقین ورسالہ رجعیہ وغیرہ کا جسکو بوجہ طوالت مینے نہ نقل کیا۔ اب خدا کیواسطے فرمائیے اس عقد مین کونسی بات ہے جسپر آپ اعتراض کرسکتے ہین کیا ایسا خواب دیکھنا محال ہے یا ایسی شاہزادی روم کا مقید ہونا یا امام ع کا خریدنا یا اپنے فرزند کو ہبہ کرنا یا شرعاً یہ امور جائز نہین آخر وہ بات ہی کیا ہے جسپر کوئی اعتراض ہوسکے زبان ہر شخص کے اختیار مین ہے جسطرح چاہے بات بنائے اور قہقہہ اوڑائے اگر اہل سنت کی ایمانداری اور محبت دولا اہل بیت طاہرین دکھانا منظور ہوتا تو اس عبارت کو جو خارج از مبحث ہے مین نقل بھی نکرتا اصل واقعہ وہی ہے جسکو مینے عرض کیا اور ناظرین خود عبارت حیدر علے سے بھی سمجھ سکتے ہین کہ اصلیت وہی ہے زفاف ہونا عالم خواب مین اور اوس سے پیدا ہونا امام علیہ السلام کا جو اس کفش دوز نے لکھا ہے محض اتہام اور افترا ہے مامون صاحب نے شاید اسی جملہ سے مناسبت اس واقعہ کی واقعہ ولادت خلیفہ دوم سے نکالی ہے جو اونکی فہم کی خوبی ہے واقعات ولادت خلیفہ دوم بھی بے کم وکاست بغیر کسی مضمون شاعری کے لکھدیے گئے ہین خود مامون ہی منصفانہ نظر سے اوسپر غور فرمائین۔

آرے جناب تموز تیموز والاذات کا کفش دوز ہے اسی قافیہ پر اوسنے یہ نام رکھا جسکا جواب آفتاب عالم افروز موجود ہے۔ آپ باوصف ادعائے سیادت کیون ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہین۔ فریقین مین یہ حدیث

صحیح ہے کہ دشمن اہل بیت نہو گا مگر ولدالزنا۔ آپ حضرات عادی ہین اوس روزمرہ کے جو آپکے مذہب مین مروج ہے گالی گلوج پھکڑ کے۔ اور ہملوگ اخلاق آئمہ ہدی علیہم الصلوٰہ والسّلام کے تابع و پیرو ہین یہانپر اگر کچھ اشعار شیر مرحوم لکھدئے جاتے تو آپ خوش ہوجاتے مگر ہمکو تو آپکی ہدایت منظور ہے کہ کسیطرح راہ راست پر آجائیے ہم آپکے ساتھہ وہ برتاو نہین پسند کرتے جو خلیفہ دوم نے اپنے ماموں ابوجہل کے ساتھہ کیا جس سے اوسکے کفر و عناد نے اور ترقی کی بلکہ ہم اوس سنت سنیہ کے عامل ہین جو رسول اللہ نے اپنے رضاعی ماموں اسود بن وہب کے ساتھہ کیا کہ ردا اپنی اوس کافر کیلئے بچھادی ماموں صاحب! جس حجۃ خدا نور ارض و سما باعث بقاے دنیا کے وجود ذیجود سے آپکو انحراف ہے یا اوسکی ولادت با سعادت مین شک ہے۔ وہ ایسا مقتداے عالم نہین ہے کہ صرف شیعہ اوسپر ایمان لائے ہین۔ اہل سنت کے بڑے بڑے گرو گھنٹال کو بھی بجز اقرار کے چارہ نہین چنانچہ علامہ شیخ حسین عدوی حمزاوی مشارق الانوار مطبوعہ مصر صہ ۱۱۲ مین فرماتے ہین کہا شیخ قطب غوثی سیدی محی الدین ابن عربی نے فتوحات مین کہ ضرور ہے خروج مہدی مگر نہ خروج کرینگے جبتک بھر نہ جاے زمین ظلم وجور سے کہ وہ قسط و عدل سے مملو کرینگے۔ وہ اولاد رسول صہ سے ہین اولاد فاطمہ سے کہ جد اونکے حسین ؑ بن علی بن ابیطالب ہین اور والد اونکے امام حسن عسکری علیہ السّلام ابن امام علی نقی ابن امام محمد تقی ابن امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین علی ابن امام حسین ابن امام علی ابن ابیطالب علیہم السّلام کہ نام اونکا ہمنام رسول اللہ ہے بیعت کرینگے اونکی مسلمین درمیان رکن و مقام کے یہی مضمون فتوحات کا کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین شیخ عبدالوہاب شعرانی نے بھی نقل کیا ہے صہ ۲۸۸ مطبوعہ مصر اور اوسکے پہلے یہ عبارت لکھی ہے۔ فہناک یترقب خروج المہدی ؑ وہو من اولاد الامام حسن العسکری ومولدہ علیہ السّلام لیلۃ النصف من شعبان سنۃ ۲۵۵ خمس وخمسین ومائتین وہو باق الی ان یجتمع بعیسے بن مریم ؑ فیکون عمرہ الی وقتنا ہذا وہو سنۃ ۹۵۸ ثمان وخمسین وتسعمأۃ سبعمأۃ سنۃ وست وستین ہکذا اخبرنی الشیخ حسن العراقی المدفون فوق کرم الریش المطل علی برکۃ الرطلی بمصر المحروسہ عن الامام المہدی حین اجتمع بہ ووافقہ علی ذالک شیخنا سیدی علی الخواص رحمہما اللہ تعالے صہ ۲۸۸ پس اوسوقت مترقب ہے خروج مہدی کا اور وہ اولاد سے ہین امام حسن عسکری کے ولادت با سعادت انکی پانزدہم

شعبان ۲۵۵ھ مین ہے اور وہ باقی ہین یہانتک کہ مجتمع ہون ساتھ عیسے بن مریم کے پس عمر اونکی اسوقت
کہ ۹۵۸ھ ہے سات سو چھ برس کی ہے ایسا ہی خبر دیا ہے مجھے شیخ حسن عراقی نے خود امام مہدی ع سے
جسوقت ملاقات کی تھی اونکی اور اس خبر سے موافقت کی ہے سید علی خواص نے۔

کیون مامون! جب امام مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ کی ولادت اور بقا کی خبر آپکے آئمہ دین دے رہے ہین اونہین
کی شان والا مین وہ کلمات سخیف اپنے کفش دوز کے نقل کئے اب بجز اسکے کہ آپ توبہ کرین اور
کیا عرض کرون اور رواۓ المصطفے مین صدر الدین احمد حنفی قادری شواہد النبوۃ ملا جامی سے نقل
کرتے ہین مادر وی ام ولد بودہ ہست صیقل نام وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک و ولادت
وی در سر من رای بودہ ہست حکیمہ عمہ ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ گفتہ ہست کہ روزی بپیش ابو محمد ترکی رض
در آمدم فرمود ای عمہ امشب در خانہ ما باش کہ خدا تعالی مارا خلفی خواہد داد من گفتم اے فرزند از کہ
خواہد بود کہ در نرجس ہیچ اثر حمل نمی بینم فرمود کہ ای عمہ مثل نرجس مثل ام موسی ہست علیہ السلام
کہ حمل وی جز وقت ولادت ظاہر نخواہد شد الی آخرہ ص ۲۱۲ مطبوعہ کانپور۔

چونکہ یہ مقام ضمنی تھا اسلئے اسقدر عرض کیا عنقریب جلد ہشتم ذوالفقار حیدر طبع ہوتی ہے جسمین
ہزارہا دلیلین اس مسئلہ کی مصنف علام نے جمع فرمائی ہین۔ اب ان عبارات و تصریحات صریحہ کے
بعد مامون صاحب کے نقل بیہودہ کے جواب کی ضرورت نہین مگر رواۓ المصطفے کا دیباچہ نقل
کرنا مناسب ہے شاید خداوند عالم ان حضرات کی ہدایت فرمائے اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجی
الی رحمۃ ربہ القوی السید صدر الدین احمد بن سید کریم الدین احمد العلوی الموسوی الحنفی القادری
اللوہاری البردوانی عفا اللہ عنہ کہ چون درین زمان افساد تواماں بعضے از اہل این زمان را
دیدم کہ از طریق مستقیم اہل سنت و جماعت عدول نمودہ میل بمذہب باطلہ نواصب پیدا ساختہ
اعتراضات رکیکہ و ہذیان ناروائی بیہودہ در حق حضرت مرتضے و سید الشہدا کربلا میکنند و خود را بظاہر اہل سنت
میگویانند و در حقیقت سنی نیستند در مذہب اہل سنت کجا جائز ہست کہ حضرت مرتضی را نا قابل
خلافت و حضرت حسین را باغی پندارند معاذ اللہ من ذلک و سینہ ایشان از محبت بنی امیہ اینقدر
مملو است کہ انکار فسق یزید پلید و علم و فضل آئمہ اہل بیت می نمایند و میگویند از آئمہ اہل بیت بغیر
حضرت مرتضی و حسن مجتبی دیگر کسے امام نبود و دیگران را امام گفتن ناجائز ہست چرا کہ خلافت با یشان

نرسیدہ و ایشان اہل علم بودند کہ امام علمی ہم گفتہ شود ایشان مجرد صاحبزادگان بودند طرفہ تر اینست
کہ نواصب نیز ایشانرا اہل علم می دانستہ اند چہ جا اہلسنت کہ مقتدایان اہل سنت از ایشان اخذ علم نمودہ
چنانچہ بالتفصیل در مقام خود مذکور خواہد شد بعضی را سبب اینچنین ہذیان سرائی حب جاہ است
تا در نظر جہال بزرگ نمایند و مردم ایشانرا حق گو پندارند و عجب است کہ اینقدر نمی فہمند کہ نزد علما باعث
مضحکہ میشوند چہ امر حق را خلاف آن بیان نمودن اظہار جہالت و حماقت خود است و در دنیا موجب
رسوائی و فضیحت و باعث خسران عاقبت است پس نتیجہ این عقیدہ منحوس و تقریر شوم خسران الدنیا
والاخرہ است خسر الدنیا والاخرہ ذلک ہو الخسران المبین نصیب ایشان است کسانیکہ از احوال
خیر مآل اہل بیت واقف نیستند اگر بر قول باطلہ این نواصب سنی نما اعتماد نمایند و چیزے بگویند
فی الجملہ معذور اند طرفہ تر اینست کہ بعض کسان اینچنین نیز ہستند کہ باحوال اہل بیت دانا تر اند و محبت
نیز میدارند مگر از راہ تعصب یا حب جاہ برخلاف عقیدہ خود تقریر می کنند ۔

کیون جناب اب تو آپکو معلوم ہوا کہ شیعون کے عقاید کیسے صحیح درست ہین کہ آپکے علما کو بھی اونکا اقرار
کرنا پڑا آپکے خلفا کی بلند نسبی بھی ظاہر ہوئی اور امام عصر علیہ السلام عجل اللہ ظہورہ کا فرزند امام حسن
عسکری جو بابطن حضرت نرجس سے اور ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہونا اور آجتک موجود و باقی رہنا بھی
ثابت ہوا اسپر بھی آپ ایمان نہ لائین تو میرا کیا قصور رہے بہلو گونکا شیعہ علی ہونا اور اہلبیت کی سفینہ
نجی ہونا اور آپ حضرات کا خارجی و ناصبی ہونا ابھی ظاہر ہوا کہ نہین وکل ذلک باقرار
علمائکم السنیہ اب بھی اگر گوہر صدف عصمت و طہارت و خذف کوی کفر و ضلالت
نور آسمان و زمین و تیرہ دروں بے یقین مین فرق نکیجے تو آپکا قصور ہے ۔ گر نہ بیند بروز
شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔

۱۴ یہ مضمون ماسون صاحب سیف صارم اور اوسکے جواب کی آیات بینات سے نقل اوتار ہی ہو بصفحہ
۷ بسطر ۲ الغایت صفحہ ۵۷ بسطر ۱ اسکا جواب مشرفا حرف بحرف جناب نواب کی جلد ثالث در الجمرات
مین بصفحہ ۱۵۱ مرقوم ہی ملاحظہ ہو اور اگر کچھ حوصلہ ہو تو اوسکی رد کیجیے کہ جواب اوسکا عرض ہو کیونکہ ایک
ہی بات کو ہر دفعہ رٹیجانا اور بھر دنکی طرح اپنی کہنا دوسرونکی نہ سننا دیوانونکا کام ہی اگر کچھ بھی آپنے
اوسمین اصلاح دی ہوتی تو مین ضرور اوسکی مرمت کرتا ۔

مولوی صاحب کو اسپر بھی تعجب ہوتا ہے کہ شیعہ شیخین کو کافر و منافق بھی کہتے ہیں اور پھر بظاہر مظہر اسلام و مقر احکام بھی مانتے ہیں۔ مگر افسوس ہاونکو یہہ نہیں معلوم کہ اسمین شیعہ سنّی قصور ہین۔ کیونکہ خدا اور رسول نے منافقون کو بھی اہل اسلام سے قبول کیا ہے و لکن قولوا اسلمنا اسوجہ سے مظہر اسلام کہتے ہین۔ باقی رہا مقر احکام پس بطوع و رغبت نہ تھے بلکہ بخوف و رہبت تھے۔

کیا آپ نہین جانتے کہ آپ کے علما منافقین و مولفۃ القلوب کو بلکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق اور عقبہ والے بارہ منافق کو جو عازم قتل رسول تھے صحابی و مسلمان کہتے ہین قاتلان عثمان بھی صحابی و مسلم کہے جاتے ہین قاتل امیر تو آپکے یہان صرف مسلم ہی نہین ہے بلکہ مجتہد علی الاطلاق تھے منکرین زکوۃ بھی مسلم کہلاتے ہین جنکو مرتد کا خطاب دیا گیا تھا حتے کہ مسیلمہ کذاب بھی اہل اسلام سے تھا اور انتک اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ اصابہ مین ہے قتل بردالمذکور مسیلمۃ بالیمامۃ و قتل ابنہ شبیبا مسلمین ص ۲۴۹ یعنی قتل کیا بردمذکور نے مسیلمہ کو یمامہ مین اور اوسکے بیٹے شبیب کو کہ دونو مسلمان تھے۔ پس اگر شیعہ شیخین کو بھی انہین لوگونکی طرح مسلمان کہتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین کیا وحشی قاتل حضرت حمزہ کی برابر بھی شیخین کو آپ مسلمان نہین سمجھتے؟ پھر کیف اب مطلع صاف ہو گیا ہے نکاح کا نہ واقع ہونا یقیناً ثابت ہو چکا ہے مجھے بھی اگر آپ انکو کافر کہین تو کوئی عذر نہین۔

اب مین آپکو آیۃ اللہ العلامہ صاحب استقصا کی عبارت کا مطلب سمجھا دون جو گو سلیس ہے مگر فارسی ہے کہ مولوی حیدر علی صاحب نے منتہی الکلام مین اپنے مجذوبانہ بڑ مین اسکا دعوی کیا تھا کہ شیعہ شیخین کو کافر حقیقی جانتے ہین مثل مشرکین یہود و نصاری کے جو بمقابلہ اسلام بولا جاتا ہے نہ بمعنی کفر نفاقی۔ اس دعوی بے بنیاد کے ثبوت مین جب کچھ نہ بنی۔ کوئی قول کسی عالم کا بصراحۃ اس مادہ مین نملا تو یہہ ترکیب نکالی۔ کہ خوارج و نواصب حسب روایات شیعہ کافر حقیقی ہین اور ناصبی وہ ہے جو عداوت اہل بیت طاہرین کا اعلان کرے۔ پس ناصبیت شیخین جنہون نے خانہ زہرا جلایا فدک چھینا وغیرہ جو کل امور بہ اعلان ہوتے ثابت ہوئی تو کفر بھی انکا ثابت ہوا۔ اور کافر سے عقد مومنہ جائز نہین تو نکاح اسماء بنت عمیس ابوبکر سے ناجائز ٹھہرا۔ جب نکاح ناجائز ہوا تو ولادت محمد بن ابی بکر بزنا ہوئی نہ بنکاح۔ یہہ خلاصہ ہے کفش دوز کی تقریر کا باین غرض کہ روایت نصیحت محمد بن ابوبکر کو جو سر العالمین امام غزالی مین بھی موجود ہے باطل کرین اور اونکا ولد الزنا ہونا ثابت کرین۔

اسی تقریر کے جواب مین وہ عبارت صاحب استقصا ہے جو مخاطب نقل کی جسمین اوس علامہ اعلی اللہ
مقامہ نے کل تقریر مولوی حیدر علی کو تسلیم کر کے حسب فہم اونکے جواب دیا کہ جب تم ناصبیت مین اللہ
کو حسب روایات شیعہ قبول کرتے ہو۔ اور اعلان عداوت اہل بیت بذریعہ احراق خانہ و غصب خلافت فدک
وغیرہ مانتے ہو تو یہ امور بعد رحلت رسول خدا ہوئے اور نکاح اسما کا قبل اسکے ہو چکا تھا۔ اور اوسکا
ظہور یا اعلان نہوا تھا تو پھر صحت نکاح مین کیا عذر کر سکتے ہو اور محمد بن ابی بکر کا ولد الزنا ہونا کیونکر ثابت کر
سکتے ہو اذا فات الشرط فات المشروط دیکھیے یہ قدرت حق تھی کہ اوس علامہ نے کیسی مختصر تقریر سے شیخ اول
کی ناصبیت و کفر کو بھی قبول کیا جسکے آپ مدعی تھے اور پھر محمد بن ابی بکر کا حلال زادہ ہونا بھی اوسی تقریر سے
ثابت کر دیا الحق یعلو ولا یعلی علیہ و السلام علی من اتبع الہدی — لا یستلزم التحقیق

ما مولف صاحب! شیعون نے بیشک یہ تصور کیا ہے کہ حسب دعوی مولوی حیدر علی شیخین کا کفر ملی جو
بمقابل اسلام ہے نہین قبول کرتے کسی غرض سے ہے مگر آپ تو فرمائیے کہ ولید بن عبد الملک نے
آپ پر کونسا احسان کیا ہے جس سے وہ مسلمان کہلایا حالانکہ اوسنے خود اپنی بیٹی سے زنا کیا قرآن کو تیر
باران کیا چاک کیا شراب کے حوض مین ڈوبا رہتا خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پینے کی تیاری کی اپنی
لونڈی حالت نشہ مین زنا کر کے اوسکو آپلوگون کا امام بنایا کہ سب نے اوسکے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ بس
جس اصول سے آپلوگ اسکو مسلمان کہتے ہین اور خلیفہ مانتے ہین اوہین اصول سے شیعہ بھی شیخین کو ظاہر
الاسلام کہتے ہین **قول موثوق** صفحہ ۴۹ باقی جواب زبیر ابن بکار کا جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ اور کافی
مین بھی منقول ہے بتصریح روایت زبیر بکار معہ تضعیف روایت منقول ہے الی آخرہ **اقلیتہ** چنانچہ اسی تضعیف کا
اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے نسخہ نزہہ **اثنا عشریہ** مین کیا ہو جسکو مخاطب کہتا ہے مین نے اوس نسخہ کو
نزہہ وقت تحریر موجود نتھا جو دیکھا جاتا۔ یہ تحریر جناب کی دلیل اوپر عدم تصحیح کتب کے ہو اول یہ
حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب لکھتے ہین اوہین الفاظ سے حضرت امام صادق
سے مروی ہے اور دلیل صحت کلینی پر تحریر مجتہد دلدار علیصاحب کہ جسکو صوارم یا حسام مین لکھا ہے
عرض کرتا ہون در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ بہتر و معتمد تر ازان کتابے نیست و اگر مذہب
اثنا عشری حق ہست آن کتاب حق ہست انتہی بلفظ اور مواعظ حسنیہ مین ساتھ ان الفاظ کے فرماتے
ہین کتاب کافی کہ مذہب شیعہ کتابے معتمد تر ازان نیست۔ تو ایسی کتاب کی روایت کو کون شیعہ نہ ملیگا۔

دفع الوثوق اگر آپ نے اقبال مولوی کرار علیصاحب مرحوم مین بتاسی اپنے مقتدایان دین کا ذمین
وغادرین وخائنین واثمین خیانت نہین کی ہی تو مین خوشی سی کہتا ہون مولویصاحب مرحوم کو اسجگہ اشتباہ
ہوا غلطی سے اونہون نی زبیر بن بکار کو راوی حدیث کافی سمجھا ہی جس سے کافی کو کوئی تعلق نہین۔
اصلیت اسکی کلام جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ مین مذکور ہوئی کہ وہ ناصبی رواۃ اہل سنت سی ہی اوسی نے
اس روایت عقد کو اولا وضع کیا ابو محمد یحیی علوی نے اوس سے اس روایت کو نقل کیا یہی وجہ اشتباہ ہوا مینے
بھی خود اصابہ سے روایت اس نابکار کی نقل کی ہی اور اوسکا وضاع وکذاب ہونا ظاہر کیا جناب علامہ
محمد بن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے بھی اوسیکی طرف اسکی نسبت دی ہی چنانچہ مناقب مین فرماتے ہین وام کلثوم
الکبری تزوجھا عمر علی روایۃ الزبیر بن بکار وھو خبر ضعیف وکانہ
اشتبہ علی الرواۃ اسم ام کلثوم لان عمر کان قد خطب ام کلثوم بنت
جرب البطیحاء یعنی بروایت زبیر بن بکار عقد حضرت ام کلثوم کا عمر سے ہوا حالانکہ یہ روایت
محض ضعیف ہی وجہ اسکی وہی اشتباہ رواۃ ہی کہ ام کلثوم کا نام مشتبہ ہوا اور وجہ یہ ہی کیونکہ عمر نے خطبہ کیا تہا
ام کلثوم بنت جرب بطیحا سے انتہے افسوس کہ یہ عبارت نسخہ مطبوعہ سے بتحریف اہل سنت ساقط
کر دیگئی بہرحال معلوم ہوا کہ اصل راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہی اور سنیون ہی کے یہان یہ روایتین
ہین نہ شیعون کی یہان۔ اس عبارت سے یہی تحقیقات جناب فخر المتکلمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ
دامت برکاتہم کی قدر معلوم ہوئی کہ جو تحقیقات اس علامہ نے کی ہی وہ مطابق ہی تحقیقات علماء متقدمین
شیعہ کی کہ قدیم الایام سے علماء شیعہ کو اس واقعہ سے تحقیقًا انکار ہی گو جواب تسلیمی کے لیے بطور فرض محال
قبول کر لیا ہو۔ شاید ام کلثوم بنت جرب مین بھی کچہ تضعیف ہوئی ہو کیونکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے
عقد عمر باتفاق روایات اہل سنت ثابت ہی کما مر۔
اب اسکے ساتھ یہ بھی سن لیجیے کہ علامہ محمد بن شہر آشوب علیہ الرحمہ کس درجہ اور کس پایہ کے عالم ہین
علماء شیعہ سے کہ آپکے عالم علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی وافی بالوفیات مین فرماتی
ہین محمد بن علی بن شہر آشوب السروی سین مہملہ ابو جعفر السروری
المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعۃ حفظ اکثر القران ولہ ثمان
سنین وبلغ النہایۃ فی اصول الشیعۃ کان یرحل الیہ من البلاد ثم تقدم فی

علم القرآن والغریب والنحو ووعظ علی المنبر ایام المقتفی ببغداد فاعجب به وخلع
علیه وکان بهی المنظر حسن الوجه والشیبة صدوق اللهجة ملیح المحاورة واسع
العلم کثیر الخشوع والعبادة والتهجد لایکون الا علی وضوء اثنی علیه
ابن ابی طی فی تاریخه ثناء کثیرا فی سنة ثمان وثمانین وخمسمائة

ترجمہ محمد بن علی بن شہر آشوب جنکی کنیت ابو جعفر سروی مازندرانی اور لقب رشید الدین ہے
شیعہ تھے اور شیوخ شیعہ سے تھے حفظ کیا اکثر قرآن کو حالانکہ اوسوقت سن اونکا آٹھ برس تھا اصول
شیعہ مین درجہ کمال کو پہونچے تھے اور دراز ملک سے لوگ اونکے پاس آتے بعدہ علم قرآن اور غریب ونحو مین
سب پر مقدم ہو مقتفی باللہ خلیفہ عباسی کے زمانہ مین انہون نے منبر پر وعظ کیا جس سے وہ بہت خوش ہوا
اور خلعت دیا خوش منظر اور خوبصورت تھے صدوق اللہجہ تھے ملیح المحاورہ واسع العلم تھے نہایت
درجہ خاضع وخاشع عابد تھے ہمہ وقت باوضو رہتے ابن ابی طی نے اپنی تاریخ مین انکی بہت توصیف کی ہے
وفات انکی ۵۸۸ھ مین ہے مجد الدین فیروزآبادی نے کتاب البلغہ مین اور سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات
اللغویین والنحاۃ مین اور شمس الدین داودی مالکی نے طبقات المفسرین مین بھی اسی مضمون صداقت
مشحون کو بکمال شرح وبسط لکھا ہے اور اپنی کتابونکو اس اسم مبارک سے مزین کیا ہے جو سب علماء اہل سنت
سے تھے دیکھو عبقات الانوار مجلد حدیث تشبیہ ص۰۰ اب تو آپکو معلوم ہوا کہ درحقیقت زبیر بن بکار ہی
اس روایت عقد کا راوی ہے اور اوسی کے افترا نے یہ سب آفت برپا کی ہے نیز بھی آپکو اس سے معلوم
ہوا ہوگا کہ دراصل شیعونکے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے ورنہ اگر کوئی روایت شیعونکے یہان
ہوتی تو جناب علامہ صاحب مناقب ضرور اوس روایت کو لکھتے اور اہل سنت کی روایت کی اونکو ضرورت
نہوتی اسیطرح جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ بھی اون روایتون سے بیخبر نہ رہتے جو انکار فرماتے ہین۔ کیونکہ
کوئی عاقل ایسا نہوگا جو فریق مخالف کی اون روایتونکی قدح کرے جو خود اوسکی روایات مقبولہ کے موافق
ہو۔ یا امر واقعی سے بنا بر دوسرونکی روایتون سے انکار کیا جاے اور اپنی روایتونکے بارے مین کوئی کلام
نکرے۔ تو معلوم ہوا کہ درحقیقت فرقہ شیعہ کے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے خواہ صحیح ہو
خواہ ضعیف جو کچھ ہے وہ اہل سنت کے یہان جنکی حالت مذکور ہوئی باقی رہا اس روایت کا کافی مین
موجود ہونا پس اسکو مین پہلے لکھ چکا ہون کہ ان الفاظ سے نہ کافی مین ہے نہ دیگر کتب حدیث مین جو

اصول مین مثل تہذیب و من لایحضر و استبصار وغیرہ کے اور جس عبارت سے ہی خواہ وہ الحاقی ہو یا غیر الحاقی سنداً صحیح نہین رواۃ اوسکی مقدوح ہین اسیوجہ سے صاحب نزہہ اعلی اللہ مقامہ نے اس جملے سے "بشرط صحت روایت و محفوظ بودن آن" اسکی تضعیف کی اور مینے کچھ مفصلاً گذارش کیا اور معنی بھی وہ ہین جو آپ سمجھے ہین جیسا کہ مذکور ہوا تو اب نزہہ اور مصائب النواصب اور مواعظ حسنیہ کی عبارتون کی نقل کر کے ازالۃ الغین سے تنجر دکھانیکی آپ کو ضرورت نہی کیونکہ وہ سب تسلیمی جواب ہے بنابر تسلیم و قبول روایت منقولہ اہل سنت جسکی اب ہمکو ضرورت نہی کہ تحقیقاً لغویت اس واقعہ کی ثابت کر دی اور اعتراف اہل سنت بھی عبارت اور جبکہ ہمنے تقسیم احادیث کافی بلکہ تعداد ہر قسم کی لکھدی تو مخاطب کا بہ تتبع کفش دوز دعوے صحت کل احادیث کرنا حماقت نہین ہے تو کیا ہے۔

قولہ موثوق صنہ دوسرے قاضی صاحب نے مصائب النواصب مین اس حدیث کو چند جگہ جہان بحث فاروق اور ام کلثوم کی ہے لکھا ہو ترجمہ اسکا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہون۔ اما خامساً بواسطہ انکے قول امام صادق علیہ السلام کہ این اول فرجی ست کہ غصب کردہ شد از ما مستلزم وقوع زنا نیست اور پھر اسی بحث میں صاحب قول استغاثہ کو نقل کر کے اسطرح فرماتے ہین خبر دادہ اند ما را جماعتی از مشائخ ثقات ما از ایشان جعفر ابن محمد ابن ملک کوفی است از احمد بن فضل از محمد بن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم جعفر ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجے ست کہ غصب کردہ شد از ما۔ اور جہان جناب امیر علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا ذکر ہے اس جگہ فرماتے ہین چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود الی آخرہ کما مر ذکرہ تیسرے خود مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ مین فرماتے ہین۔ درباب عقد حضرت ام کلثوم اختلاف شدہ صاحب اعلام الوری گفتہ کہ ام کلثوم پس او را خلیفہ ثانی در عقد خود آورد و اصحاب ما ذکر کردہ اند کہ این نکاح واقع شدہ است مگر بعد مدافعت بسیار و امتناع تا اینکہ حضرت امیر ملجا شدند و امر حضرت کلثوم را تفویض کردند بعم خود حضرت عباس ام کلثوم را بہ خلیفہ ثانی تزویج نمودند انتہی بلفظہ چوتھے مولانا حیدر علیصاحب معارضہ مین صاحب نزہہ کے ازالۃ الغین مین لکھتے ہین تضعیف این روایت از عجائب تو ہمات است زیرا کہ این حدیث از حضرت امام صادق مصدق رضی اللہ عنہ خود در کتاب کافی کلینی کہ اصح الکتاب شان است مروی است و ہم در اسفار معتبرہ دیگر از تصانیف مجلسی و سید مرتضی و ماخذ ایشان بطرق متکثرہ محکی و علمائے امامیہ مضمون آنرا در صیانت الہی حضرت رسالت پناہی کہ جناب

امیر اتقا فرمودہ بودند در مقام اعتذار از خاطر شان آوردہ گفتہ اند کہ از ہمین جہت امیر المومنین بر غصب
فلان سکوت ورزیدند وگرد مخالفت خلیفہ ثانی و قتل و قتال او نگردیدند و بہتک ناموس قبول نمودند لیس
چنین احادیث محمول بر جہل یا تجاہل خواہد بود تا عوام بدانند کہ اینہ الفاظ در طرق امامیہ مدرجہ صحت و
ثبوت نرسیدہ و اہل سنت در انتساب آن بعمد تہمت و افترا میشوند نعوذ باللہ من ذلک
و دفع الوثوق ہمین قول قاضی صاحب تو جواب طلب نہین کیونکہ وہ اوسی روایت منقول اہل سنت کو
بجنسہ قبول و تسلیم کرتے ہین اور اصل کافی سے نہین ملاتے جس سے بطلان بیان اہل سنت اور عدم
صحت روایت ظاہر ہو اب چونکہ مقابلہ اوسکا اصل کافی سے کر لیا گیا ہے اور ہر طرح سے غلطی اوسکی ثابت
ہوگئی تو اوسکے جواب کی ضرورت نہ رہی باقی رہی دوسری روایت جسکو جناب قاضی صاحب نے استغاثہ سے نقل
کیا ہے اور مولوی حیدر علی نے قاضی صاحب سے تو البتہ اسکی جانچ ضروری ہے کیونکہ یہ روایت صاحب استغاثہ
مسلسل السند ہے اور کافی سے نہین منقول ہے تو اب جدید روایت ٹھہری مگر افسوس کہ استغاثہ اس وقت
پیش نظر نہین ہے جو اصل عبارتکا مقابلہ کیا جائے بالینہمہ اس روایت کے سلسلہ مین چار راوی ہین اول
جعفر بن محمد بن مالک کوفی دوم احمد بن فضل سوم محمد بن ابی عمیر چہارم عبد اللہ بن سنان اب ہر راوی
کی حالت کتب رجال مین ملاحظہ ہو جسپر باتفاق فریقین مدار ہے تنقیح صحت روایت کا راوی
اول کی نسبت منتہی المقال مین ہے جعفر بن محمد بن مالک بن عیسی بن سابور مولی اسماء
بن خارجہ بن حصین الفزاری کوفی ابو عبد اللہ کان ضعیفا فی الحدیث قال احمد بن الحسین
کان یضع الحدیث وضعا و یروی عن المجاہیل و سمعت من قال کان ایضا فاسد المذہب
والروایۃ ولا ادری کیف روی عنہ شیخنا النبیل الثقۃ ابو علی بن ہمام و شیخنا الجلیل الثقۃ ابو غالب الزراری ولیس ہذا موضع ذکرہ عند محمد بن ہمام حسن صبہ
الا ابن حصینی و زاد بعد کوفی قال جش و بعد فی الحدیث ثم قال اہ ثم زاد و قال غض انہ
کان کذابا متروک الحدیث جملۃ وکان فی مذہبہ ارتفاع و یروی عن الضعفاء و
المجاہیل و کل عیوب الضعفاء مجتمعۃ فیہ و قال الشیخ جعفر بن محمد بن مالک کوفی ثقۃ
و یضعفہ قوم روی فی مولد القائم اعاجیب و الظاہر انہ ہو ہذا المشار الیہ
فعندی فی حدیثہ توقف ولا اعمل بروایتہ و فی لسم مانقلہ و فی سرلہ کتاب النوادر اخبرنا

به جماعة عن التلعکبری عن ابی علی بن همام عنه وفی تعلق حکم الشیخ بوثاقته
ونقله التضعیف عن قوم دلیل علی تامله فیه وعدم قبوله وهو المنظور اقول
فی کتاب الاستغاثة فی بدع الثلثة حدثنا جماعة عن مشایخنا الثقات منهم
جعفر بن محمد بن مالک الکوفی فتدبر وفی مشکا ابن محمد بن مالک عنه محمد بن همام صفحہ

ترجمہ جعفر بن محمد بن مالک غلام آزاد کردہ اسماء بن خارجہ کوفہ کے رہنے والے ضعیف ہین حدیث مین
احمد بن حسین کا قول ہے کہ وہ حدیث وضع کرتا تھا پورے طور پر اور روایت کرتا ہے مجاہیل سے یہ بھی مینے
سنا ہے کہ وہ فاسد المذہب والروایة تھا۔ نہین معلوم کیونکر روایت کیا اوس سے شیخ جلیل ابو علی بن ہمام
اور ابو غالب زاری نے کہا غضایری نے کہ وہ کذاب اور متروک الحدیث ہے کلیة اور اوسکے مذہب مین ارتفاع
ہے اور روایت کرتا ہے ضعفا و مجاہیل سے کل عیوب ضعفا کے اوسمین مجتمع ہین کہا شیخ نے کہ جعفر بن
محمد ثقہ ہے اور قوم نے اوسکی تضعیف کی ہے روایت کیا ہے مولد قائم علیہ السلام مین عجیب روایتون کو کہا ذکر نے ابن الغضائری نے اوسکے
حدیث مین توقف ہے اور نہین عمل کرتا ہون اوسکی روایت پر حکم کرنا شیخ کا بوثاقت اور نقل کرنا تضعیف کا
قوم سے دلیل ہے اسکی کہ شیخ کو اوسکی روایت مین تامل ہے مصنف کہتا ہے کہ کتاب استغاثہ فی بدع الثلثہ
مین ہے جعفر بن محمد بن مالک کوفی سے روایت ہے صفحہ

پس اس عبارت سے نہ صرف کذابیت و وضاعیت و متروکیت و فاسد المذہب والروایہ ہونا اس راوی کا
کا معلوم ہوا بلکہ خود اس روایت کا جو استغاثہ مین منقول ہے موضوع و غلط ہونا ثابت ہوا اور واقعی تعجب
ہے کہ کیونکر ایسے فاسد المذہب فاسد الروایہ سے ایسی روایت قبول کیگئی راوی دوم احمد بن فضل
واقفی ہے جسکی روایت عموماً قابل وثوق نہین ہین کما فی منتہی المقال صفحہ

راوی سوم محمد بن ابی عمیر کیحالت سابقاً مرقوم ہوئی اور اونکے رواة مین بھی احمد بن فضل نہین ہین اسکے
علاوہ واسطہ درمیان جعفر بن محمد و صاحب استغاثہ منقطع ہے تو کیونکر ایسی روایت پر اعتماد ہوسکتا ہے
خصوصاً درصورتیکہ وضاعیت و کذابیت اس راوی کی بخوبی ظاہر ہوگئی

واقعا یہ قصہ عقد سیدہ مظلومہ کچھ ایسا عجیب و غریب قصہ ہے کہ جہانتک اسکی چھان بین کیجاے تحقیقات
واقعی سے کام لیا جاے تو سراسر اس واقعہ کی بے اصلیت و لغویت ظاہر ہوتی ہے سنی شیعہ کسیکی
روایت بھی صحیح نہ ملی جسپر عاقل متدین کو وثوق و اعتماد ہوسکے یا اوسپر اعتبار کرسکے۔ سنیون کی

سنیونکی روایتین تو سابقاً مرقوم ہوا اور روایۃً و درایۃً اونکا موضوع و باطل ہونا بھی ثابت ہو چکا۔ شیعونکی روایتین
جو اہل سنت نے پیش کین خواہ وہ الحاقی ہون یا کسی طور کی اونکی حالتین بھی ظاہر ہو گئین کہ کل روایتونکی
دیوار ایسی ریتلی زمین پر قائم ہے جو ہوا کی جھونکے کو بھی سنبھال نہ سکے چہ جائیکہ تحقیقات کی سیل کو اوٹھاسکے
ان سنیونکے غل غپاڑے ناحق کے شور ہنگامے نے شیعونکو ایسا مجبور کیا کہ ان روایات واہیہ کو انہون
نے قبول کیا اور روایت کی حالانکہ خود علماء رجال لکھتے ہین نہین معلوم کیونکر روایت کیا ایسے متروکین
وکذابین سے۔ اسکے بعد پھر مامون صاحب نے مواعظ حسنیہ سے وہ روایت نقل کی جسمین حضرت عباس
کی وکالت سے عقد کا ہونا مذکور ہے جسکی حالت پہلے مذکور ہوئی کہ یہ روایت اہل سنت ہے اور بلا سند ہے
جسپر فریقین سے کسیکو اعتبار نہین۔ مولوی حیدر علی کی عبارت بھی بجواب ترجمہ نقل کی ہے کہ تضعیف
این روایات از عجائب توہمات است یہ عبارت بھی متعلق ہے اوسی حدیث عصبت سے جسکی حقیقت
ظاہر ہو چکی۔ افسوس ہے کہ یہی مولوی حیدر علی صحیح بخاری و صحیح مسلم بلکہ صحاح ستہ کی متفقہ روایت کو بمقابلہ
ماثبت بالسنۃ شیخ عبدالحق باطل کرین کیونکہ صحیحین میں جناب امیر کا بیعت کرنا چھ مہینہ تک مذکور ہے اور
شیخ عبدالحق اول روز خلافت بکری پر بیعت علوی کے ناقل ہین اسیطرح فدک و حدیث قرطاس کو جو متعدد
طرق سے صحیحین میں تین یا سات جگہ پر مرقوم ہے باطل اور موضوع ٹھہرائین حالانکہ صحت صحیحین اونکی یہان
باجماع و تواتر ثابت ہے اور صحت کتاب اللہ پر معنی مقدم ہے۔ مگر یہان برعکس اوسکے شیعونپر یہ ظلم کیا جاتا ہے
کہ کافی کو اونکی یہان اصح الکتب بتلاتے ہین جسکا ایک عالم بھی قائل نہین کیونکہ خود اون علمانے جو تقسیم ان
احادیث کافی کی ہے اوسکی تعداد تک ہر قسم کی بیان کر دیگئی۔ اور اس روایت کا اصل کافی مین نہونا اور جن الفاظ
سے ہے وہ صحیح نہین۔ اسپر بھی یہ زبردستی کہ نہین اسکو صحیح مانو صرف زبردستی ہے اگر مرد میدان ہوتے
تو پہلے اقوال علما صحت تمامی احادیث کافی پر جیسے علماء شیعہ ہزارون اقوال نقل کرتے ہین۔ اسکے بعد
ہر راوی کی توثیق علماء شیعہ کی زبانی بیان کرتے بعدہ خاص روایت کی صحت یا تواتر جیسا کہ علمای شیعہ شکر
اللہ سعیہم نے احادیث غدیر و منزلت و نور و تشبیہ مین قدرت خدا دکھایا نہ یہ کہ شہدونکی طرح
ایک تقریر کالچہ اوٹھایا اور دیوانون کیطرح بکنا شروع کر دیا جس سے خواہی نخواہی دوسرونکا دل و
دماغ پریشان ہو اور یہ کفار قریش کیطرح اپنی ضد و ہٹ پر اڑے رہین
یا حضرت مین خیرخواہانہ عرض کرتا ہون کہ اہلبیت رسول کا مقدمہ بہت ہی نازک مقدمہ ہے جسکا تعلق صرف

اسباب اشتباہ علماء اہلسنت

آخرت سے ہے دنیا کبھی اونکی مساعد نہوئی۔ نجات اخروی البتہ اونہین کی بدولت ہے۔ تو آپ اپنی خاندانی جھگڑون یا سجادہ نشینی کی حفاظت یا مذہب کے تعصب مین ایسا نہ کیجیے جس سے قیامت کے روز پناہ نہ ملے۔ دیکھیے راہ حق آپکے روبرو کشادہ ہے۔ تحقیق ہوگئی ہے اوسپر غور فرمائیے اون لوگونکی غلطیون پر نہ جائیے جنکے لیے آپکے اسلاف نے اسباب مغالط فراہم کئے راہ تحقیق بند کی کیونکہ کنز مکتوم مین اسکی بھی تفصیل مرقوم ہے کہ جن لوگون کو اشتباہ ہوا کیون ہوا کیا وجہ ہوئی جو ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوے خلاصہ اوسکا مین یہان بھی عرض کرتا ہون جسپر غور کرنے سے آپکو بہت کچھ مدد ملیگی۔

پہلا قوی سبب اشتباہ پانچ عورتونکا ہمنام ہونا ہے جنمین سے چار کا تعلق یقینی خلیفہ سے ہے ایک ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر دوسرے زوجہ اسلامیہ عمر تیسرے ام کلثوم زوجہ عمر وقت صلح حدیبیہ چوتھے ام کلثوم بنت ابو بکر پانچوین ام کلثوم بنت جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ظاہر ہے کہ چار ہمنامونکا واقعہ پانچوین ہمنام کیطرف منسوب ہوجانا کوئی دشوار امر نہین بلکہ روزمرہ کے واقعات مین ایسے اشتباہ ہوا کرتے ہین۔ ابوحنیفہ کے بارے مین مذکور ہوچکا کہ بقول حیدر علی بیس آدمی اس نام کے تھے جنکے اقوال ابوحنیفہ کیطرف منسوب ہوے جب امام اعظم کے بارے مین جو مرد تھے ہر صحبت مین ہر جلسہ مین شریک ہوتے صدہا آدمی سے اونکی شبانہ روزی ملاقات رہتی۔ بااین ہمہ شہرت یہ حالت پیش آئی تو زن پردہ نشین کے بارے مین ایسا ہونا کونسی دشوار بات ہے؟ خصوصاً جب کوئی غرض بھی اونکے حال کی تحقیق کی نہو بلکہ اشتباہ کرنے یا افترا کرنیکی ضرورت ہو جب مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین داخل ہوکر درج صحیحین ہوا تو غیر صحیح روایتون مین ایسا ہونا کیا دشوار ہے

دوسرا سبب حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا بسبب عظمت وجلالت وکمال شرافت ونبالت کی مشہور ہونا کہ ہر مسلمان کم وبیش اس نام سے ضرور واقف تھا کہ یہ نواسی رسول ہین۔ تو اب جسنے کوئی واقعہ متعلق نام ام کلثوم سنا۔ فوراً اوسکا خیال ادھر ہی پھر اکہ اونہی معظمہ کا واقعہ ہے کیونکہ اور چارون ام کلثوم محض گمنامی کیحالت مین تھین نہ خاندانی عزت اونکو حاصل تھی نہ کوئی ضرورت اونسے متعلق تھی۔ تو انکی گمنامی اور دختر رسول کی بلند نامی بھی جنسے عقیدت وارادت رکھنا جزو اسلام تھا اس اشتباہ کا موید ہوا۔

تیسرا سبب اشتباہ نکاح ام کلثوم بنت ابو بکر ہے جسکے انکار نے بی بی عائشہ سی مستقل مزاج کو ہلا دیا ہل چل پڑگئی کیونکہ ام کلثوم نے آخری دھمکی یہ دی تھی کہ تمنے میرا عقد اگر عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ یہ واقعہ بہت بے ڈھب تھا۔ بہو بیٹی کی بات ہے ظاہر ہو تو عمر کا ادر غصہ بھڑکے۔ دوسرے فسادات

پیدا ہون اور خود بیٹی کے انکار کا نام کیونکر لیا جاے۔ چھپے تو پھر بنے کیونکہ غرض چپکے چپکے کارروائی
کیجاتی تاہم عمرو عاص تک بلانے کی نوبت آئی۔ یہ ایک ایسا سبب اشتباہ ہوا کہ اسکے بعد تحقیق بہت
مشکل ہے کیونکہ اول ام کلثوم بنت ابوبکر کے نام ہی سے اوسوقت لوگ کم واقف تھے چار پانچ برس کا
اُسکا سن ہے خلافت کے بعد پیدا ہوئی۔ عوام کیا جانین جب کسی نے سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی ہے
شہرت کے باعث فوراً یہ خیال ہوا کہ بنت فاطمہ کی نسبت ہے جب انکار ام کلثوم کو سنا تو رہا سہا شک بھی
زائل ہو گیا کہ اونہین بنت فاطمہ کا واقعہ ہے ورنہ دختر ابوبکر او رعقد عمر سے انکار کرے یعنی چہ
چوتھا سبب اضطراب عائشہ ہے جنکو ایک طرف بہن کی خاطر داری دوسری طرف عمر کے اصرار بر خواستگاری نے
مضطرب کر دیا جسکا ضروری نتیجہ یہ تھا کہ جناب امیر بوجوہ مذکورہ بالا مظلوم کی حمایت کرین۔ اب جہان چرچہ
ہوتا ہے یہی کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی علی مانع ہین صغر سنی کا عذر کرتی ہین عمر کو اسپر اصرار ہے۔
اب ہر شخص کے ذہن مین یہی بات بیٹھ گئی کہ یہ سارا قصہ حضرت علیؑ کی بیٹی ام کلثوم کا ہے اب جیلئے روایت
درروایت ہونے لگی۔ جسکا سلسلہ ہی اس بنیاد پر ہے کہ جو کچھ سنین ایک دوسرے سے نقل کرین
پانچوان سبب اشتباہ یہ ہوا کہ عوام الناس نے جب کبھی خلیفہ کو سنا کہ ام کلثوم اپنی زوجہ کو نام لیکر پکارتے ہین
یا کوئی قصہ میان بی بی کا مشہور ہوا۔ یا کام دھندے کو کہا۔ یا یہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور زید بن عمر نے ساتھ رحلت
کی اور بقول شاہصاحب جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑھی یا عبداللہ بن عمر نے۔ وغیرہ حالات متعلق ام
کلثوم۔ تو سبکو یقین ہو گیا۔ کہ یہ وہی ام کلثوم ہین۔ جنکی پہلے خواستگاری ہوئی انکار ہوا سب سمجھے ہوئے۔ آخر خلیفہ نے
اونسے عقد کر لیا لڑکے ہوئے بالے ہوئے جو آخر مین مرین اور امام حسینؑ نے نماز پڑھی۔ ایک تو سلسلہ واقعات خود
مشتبہ کرنیوالے تھے۔ اور وہ تشددات خلیفہ بھی سبکے پیش نظر تھے کہ یہی خلیفہ ہین جنہون نے گھر جناب سیدہ
کا جلایا۔ یا صرف جلانیکی دھمکی دی قسم کھائی آگ لکڑی جمع کی جناب امیر کے گلے مین رسی باندھی کیا کچھ
ظلم و ستم نہ کیا پھر اونکی آگی بیٹی سے اون معصوموں کے نکاح کرنا کون بڑی بات ہے خلیفہ کی خاندانی حالت سے
جو سبکو اوس زمانہ مین معلوم تھی اور یہی اس ہونے مین سہاگہ ملا کیونکہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ثروت
و اقتدار مالی ملنے پر اوسکو اپنی شرافت بڑھانیکی بھی ضرور فکر ہوتی ہے کہ کسی اچھے خاندان سے رشتہ ناتہ
پیدا کر کے شریف بنجائین۔ خاصکر اوس خاندان سے جسکے خانہ زاد ہون اور ہمیشہ اوسکے احسان کے زیربار
ہون کیونکہ بقول مولوی نذیر احمد صاحب محسن کشی ایک فطری امر ہے جسپر طبیعت انسانی مجبول ہے

گو یہ کلیۃً درست نہو مگر کم ذاتون بد ذاتون مین یقینی ہی غرض اس حوصلے نے جو ہر کم ذات مین دیکھا جاتا ہے
اور بھی یقین دلایا کہ بیشک یہ واقعہ بہت صحیح ہی اسی لئے وہ حدیث کُلُّ سبب و نسب بھی اسمین داخل
کی گئی کہ کسیکو عذر نرہے۔ یہ سب اسباب اشتباہ ایسے قوی اور زبردست ہین کہ بغیر توفیق آلہی اسکا سلجھانا
مشکل ہو چہ جائیکہ بالقصد تحقیقات کی راہ مین روڑے ڈالیجائین اور سچے اصلی واقعات چھپائے جائین اور غلط
باتین مشہور کیجائین کہ ایسی حالت مین تحقیق ہونا واقعہ کا قریب محال ہو

علمائے شیعہ کیلئے یہ مقام ایسے دھوکھے کا تھا کہ قیامت تک اس اندرجال مین پھنسے رہتے۔ اور
طلسم حیرت سے مدۃ العمر نہ نکلتے۔ کیونکہ مخالفت سلطنت کے سبب سے انکی قلیل افراد کو تاریخ نویسی کی مہلت نہین
جو ایسے واقعات تاریخی پر غور و فکر کرین۔ فکر ہی تو تصحیح عقائد و اصلاح اعمال صلوۃ و صوم کی جسکے لئے
مخلوق ہوئے اصحاب آئمہ نے جو کتابین احادیث وغیرہ کی خود عہد جناب امیر سے جمع کرنی شروع کین ہزارون
مرتبہ جلائی گئین۔ دریا برد ہوئین (دیکھو حال کتب ابن ابی عمیر ذیل قدح روایت کافی مین) اب وہ اسکی اصلاح
کرین ادھر ادھر سے نقل کرکے مرتب کرین۔ یا تواریخ و واقعات کی فکر کرین جسکو نہ اصول دین مین دخل
ہے نہ فروع مین۔ مخالفین شب و روز اس فکر مین ہین کہ شیعونکی بیخ کنی کرین قتل غارت کرین اصول و فروع
کو مٹائین۔ فضیلت اہل بیت کو محو کرین خلفا کی حقیت و فضائل اور موافقت اور محبت اہل بیت کو شائع کرین۔
جسکے لئے کتاب الموافقہ بھی ابن سمان نے تصنیف کر دی

شیعون نے اس بارہ خاص مین بھی زیادہ تر اپنا مدار روایات اہل سنت پر رکھا جنسے پوری طور پر اہل بیت
اطہار کی حقیت اور خلفا کی مطاعن و نفاق و بغض و عداوت وکینہ ثابت ہوتی ہین۔ اب جو انکے سامنے
یہ واقعہ پیش کیا گیا جسمین وہی واقعات جور و ستم ادھر بھرے ہین اور اسی ترکیب سے اوسکی ساخت
بھی کیگئی تھی۔ تو ایسی صورت مین وہ مجبور تھے نفس وقوع عقد کو پوری طور پر تسلیم کر لیتے جس سے
اور بھی ظلم خلفا و صحابہ ثابت ہو جاتا کہ غصب خلافت ہی پر اکتفا نہین کیا اسطرح کے تشددات بھی کئے
مگر فضل خدا شامل حال تھا کہ انھون نے بنہایت نفرت کی نگاہ سے ان روایات کو دیکھا۔ اور محققانہ طور پر
اسکی غلطی ثابت کر دی دیکھو عبارت جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اور کلام شہر ابن آشوب علیہ الرحمہ مناقب مین
اور بعض حضرات نے زیادہ کد و کاوش نکی بنظر کثرت روایات اہل سنت الزامی تسلیمی جواب دیا کہ تمہاری
ہی روایت سے اور بھی ظلم خلیفہ ثابت ہو کسی نے تسلیمی جواب دیکر اوس غرض کو باطل کیا جسکے لئے یہ

روایتیں پیش کیجاتیں یہانتک کہ خدا نے حضرت علامہ محقق مصنف کنز مکتوم دام ظلہ کو اس مسئلہ کی حل کا الہام کیا کہ اونکی بے بہا تحقیقات نے اہل سنت کے ہر ملمع سازی کو کھولدیا اور حق کو باطل سے جدا کردیا جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر علماء متقدمین اس واقعہ کی تحقیقات کیطرف مائل ہوتے تو بہت اچھی طرح اسکی بیخ کنی کرتے کیونکہ جب متاخرین نے باوصف فقدان اعوان انصار و اسباب سامان ایسا کار نمایان کیا تو متقدمین کو اور بہی سہل تھا مگر اونہون نے ان اعتراضونکی اسدرجہ لغویت سمجھی کہ تحقیقات کے قابل بھی نہ سمجھا جو ادھر کامل توجہ نفرماتے۔

ما مولفصاحب بہنے محققانہ دلائل ہر طرح سے پیش کردئے جسکے بعد عقلمند آدمی جو انصاف پسند ہوگا وہ تو ضرور امر حق کو سمجھ لیگا اور اشتباہ علما کا قائل ہوگا خصوصاً درصورتیکہ اوسکے سامنے نظائر بھی موجود ہون جو مذکورہ ہوئے جسکا ایک واقعہ یہ ہی کہ امام مالک کی قائل متعہ ہونیمین **بقول** رشید الدین خان کیسے کیسے علمائے مغالطے کھائے اور مبتلائے وہم وخطا ہوئے جس سے ایک بھاری جز اہل سنت کا ردی ہوتا ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ علمائے شیعہ نے جواب تسلیمی کیون دیا اور آیا وہ درست ہوسکتے ہین یا نہین؟ تو اوسکے متعلق مین مختصر طور پر گذارش کرتا ہون جس سے آپکی تسکین ہوجاوے اور اونکی جوابونکی وقعت ظاہر ہو اسکا تو آپکو بھی اقرار ہوگا کہ اگر بفرض محال یہ عقد ہوا تو بخوشی نہین ہوا۔ اور اگر اقرار نہ کیجئے گا تو اون سب کتابونکو جلانا پڑیگا جنمین اس عقد کا مذکور ہے اور اونکی موضوعیت بالاجمال و التفصیل سابقاً گذارش کی کیونکہ کوئی روایت بلا استثنا ایسی نہین ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ عقد بخوشی منظور کیا گیا بلکہ تمامتر جبر و تشدد خود ان روایات مین موجود ہے جسکا پہلے تذکرہ ہوا ابھر بفرض محال ایسے عقد سے آپکو کیا نفع اور ہمارا کیا ضرر۔ آپ باخود ہاکی محبت ثابت کرتے ہین تہ تو کیا اس عقد سے ثابت ہوجائیگا۔ ہزارہون واقعے عداوت کے ایکطرف ہون اور ایک واقعہ عقد بارضا کا ایک طرف تو کوئی عاقل بھی ایسی جزئی امر سے اون امور عظیمہ کو باطل کرسکتا ہے؟ ہرگز نہین چہ جائیکہ یہ واقعہ بھی سراسر ظلم و تشدد سے مملو ہو اور ساہہر غلط محض افترا ہے۔ ایک سنی انصاف پسند نے کیا اچھی بات کہی کہ بہت سے موقع ایسے ہوتے ہین کہ ارذال کا عقد کسی عالی خاندان مین کسیوجہ سے ہوجاتا ہے۔ اسیطرح عالی خاندانونکی نسبت ارذال کے یہان تو کیا اس سے اصلی رذالت یا شرافت مین فرق آجائیگا جب خود خلافت آپکی اصول دین سے خارج ہے تو ان باتونکو اصول دین سے کیا علاقہ۔ دین مذہب سے غرض تو نجات اخروی ہے اوسکی فکر چاہئے نہ ایسی جزئیات و لغویات کی۔ بہرحال جب نہ اس سے محبت ثابت ہوئی نہ ایمان

اونکا تو اونکو فائدہ کیا ہوا اور میرا نقصان کیا ہوا۔ جاہل عوام البتہ آپکے دھوکھے مین آئینگے۔ جنکی عزت مصنوعی
ذرہ مین زائل ہوتی ہے۔ وہ ایسی ہی عزت سبکی سمجھتے ہین کہ ذرہ سی گالی سے جاتی رہتی ہے۔ تواریخ پر نظر ڈالئے
سیر پر نظر فرمائے۔ تو سلاطین کیا ہین انبیا پر بقول آپکے واقعی گذری ہین کہ پناہ بخدا قصص الانبیا مین صاف
لکھا ہے حضرت آدم کی زندگی مین اونکی بیٹی بیٹا نے زنا کیا توراۃ مین صاف موجود ہے جسکو علمائے اہل سنت محرف
لفظی نہین مانتے کہ حضرت یعقوبؑ کی بیٹی سے (عیاذاً باللہ) زبردستی زنا کیا گیا یہ عبارت توراۃ کی ہے "اور دینہ
لیاہ کی بیٹی جسے وہ یعقوب کیلئے جنی تھی۔ اس ملک کی لڑکیونکے دیکھنے کو باہر گئی۔ تب اوس ملک کے امیر
حوی حموس کے بیٹے سکم نے اوسے دیکھا اور اسے لیگیا اور اوسکے ساتھ ہمبستر ہوا اور اسے بیحرمت کیا اور اس
کا جی یعقوب کی بیٹی دینیہ سے لگا اور اسنے اس لڑکی کو پیار کیا اور اوسکو دلاسا دیا اور سکم نے اپنے باپ حمور
سے کہا کہ یہ لڑکی میری جورو کیواسطے لے اور یعقوب نے سنا کہ اسنے دینہ میری بیٹی کو بیحرمت کیا الی آخرہ ص ۳۴
حضرت لوط نے اپنی بیٹیونکو کفار کے روبرو پیش کیا جسکا قصہ قرآن مین موجود ہے۔ دور کیون جائیے مدینہ مین
صحابہ پر یہ وقت گذرا ہے کہ ۶۳ ہجری مین ہزار دن صحابہ کی کنواری لڑکیونکے ساتھ زبردستی فوج یزید نے زنا
کیا جس سے ہزار ولد الزنا پیدا ہوئے یزید نے عائشہ کو اپنی پلنگ پر طلب کیا۔ عبد الملک خلیفہ نے سعید بن
مسیب فقیہ اہلسنت کی اس جرم پر تعزیر کی کہ اپنی بیٹی میرے بیٹے ولید سے کیون نہین بیاہتا۔
غرض کہانتک واقعات عالم قبل اسلام و بعد اسلام کے بیان کرون جو بڑا انتہا ہین صدہا خلفا و علما و سلاطین
و وزرا اہل سنت کی بی بیان کفار کے قبضہ مین آئی ہین اور اسکے برعکس بھی ہزارہا واقعات ہوئے ہین
پس جب ایسے ایسے امور عظیمہ انبیا اور سلاطین و خلفا و اولیا اللہ کے ساتھ پیش آچکے ہین اور اونکی عزت
خدا داد مین کوئی فرق نہ آیا نہ اون سلاطین و خلفا نے اون لوگونکو قتل کیا نہ خودکشی کی تو کسیکو جناب امیر کے
اس مجبوری پر کہ خلاف مرضی مجبور ہوکر خلیفہ دوم سے عقد کر دیا کیونکر تعجب آسکتا ہے حالانکہ اس عقد کو
ان واقعات مذکورۂ بالا سے کوئی نسبت نہین نہ خود یہ عقد وضعی کچھ ایسا شان کا ہے جو قابل اعتراض ہو سکے بشرط
تسلیم کیونکہ خواستگار نسلاً کیسا ہی ہو مگر قریش نے اپنی سوسائٹی مین لے لیا ہو اور ہمسری کا درجہ اوسکو
دیدیا ہو شادی بیاہ اوس سے مروج ہو حتے کہ خود رسول اللہ نے کسی مصلحت سے ہو اوسکی بیٹی سے عقد
کر لیا ہو اور داخل حرمسرا فرمایا۔ گو حقیقتہً منافق ہو مگر بظاہر اسلام مین ایسا مسلمان ہو کہ نادان مسلمانون
نے اوسکو دینی دنیوی پیشوا مانا ہو۔ طریقہ خواستگاری بھی وہ ہو جو اشراف عرب مین بلکہ خواص خاندان معزز

مین مروج ہی گو باطناً اوسکا ظلم و تشدد اس درخواست کے قبول کرنے پر مجبور کرے مگر بظاہر آرزومنت سے
پیش آتا ہو اور الحاح و زاری کرتا ہو پس اگر ایسے شخص سے بفرض محال عقد کر دیا جاے تو عزت پر کیا حرف
آتا ہو جو لڑنے جان دینے پر تیار ہو جائین جب انبیاء و سلاطین و صحابا و ن اضیع واقعہ مین ان امور کے مرتکب
ہوے تو جناب امیر ایسے امر جسمین کسی قاعدہ سے شناعت نہو کیونکر ان امور پر آمادہ ہوتے
بہرحال ہماری محققانہ تقریر اس بنیاد پر نہین ہی کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہو محال ہی یا اسکے ہونے سے ہمارے عقیدہ
یا کسی اصول مین یا فروع مین خرابی پڑتی ہو چنانچہ جن علمائ تسلیم کیا ہو انکا یہی منشا تھا۔ بلکہ ہماری غرض
صرف تحقیق واقعہ سے متعلق ہی کہ درحقیقت یہ واقعہ ہوا یا نہین عام اس سے کہ مضر شیعہ ہو یا نہو۔ مفید اہل سنت
ہو یا نہو جسکو بحمدہ تعالی مینے بخوبی ثابت کر دیا کہ ہرگز اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہین ہی یا علمائے اہل سنت کو اشتباہ
ہوا ہی کہ چار آدمیونکے مختلف واقعات کو ایک ہمنام کی سر تھو پا ہی یا ہی دیدہ و دانستہ ایسی وضعی روایتین
بنائین جس سے اہل بیت رسالت کی اور خلیفہ کی دونون کی توہین ہو کہ شیعے بسبب توہین خلیفہ قبول کرین اور
اہل سنت بسبب توہین اہل بیت طاہرین جسمین اونکو بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ اگر وہی دھیمی پالسی علمائے اہل سنت کی
اس زمانہ کی علما برتے جاتے تو شاید آجتک یہ قصہ اسی ڈھونڈھلی حالت مین رہتا۔ مگر اپنی حماقت سے اہل سنت
نے اسپر ایسا زور دینا شروع کیا کہ بس اسی پر دار و مدار حقیت اہل سنت ہی جسکا اثر یہ ہوا کہ سرآمد محققین اعلام
مولانا الحکیم علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ نے جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ مین اسکی وہ تحقیقات کی کہ قیامت تک
اوسکا جواب اہل سنت سے محال ہی کہ خلاصہ اوسکا کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ہے چار برس سے تمام عالم کو کنز ہدایت
سے فیضیاب کر رہا ہے فقولوا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
اس تقریر متین کے بعد ضرورت کسی دوسرے بیان کی نہ تھی مگر بعض بعض گل بوٹے مامونصاحب کے
باغمین بخیال اونکی شاذ باقی ہین لہذا اوسکے متعلق بھی مختصراً عرض کرتا ہون۔
قول موثوق صفحہ اس عبارت ازالۃ الغین سے تصدیق عبارت قاضی صاحب و صاحب کافی کلینی
و شیخ مفید وغیرہ کی ہوتی ہی اور وصیت نامہ کہ جو قریب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جبرئیل
امین ساتھ فرشتگان رب العالمین رسول مقبول کو لائے تھے حیات القلوب ملای مجلسی کی موجود ہے
بسبب طوالت کے نہین لکھتا مختصر بعد عہد و پیمان حضرت امیر و سیدہ دامامین علیہم الصلوۃ والسلام کو
بوصایت لکھتے ہین کہ شنیدم یعنی جناب امیر از جبرئیل ہر کہ میگفت یا رسول خدا کہ یا محمد اعلام کن او را کہ ہتک

حرمت تو خواہند کرد۔ بعد تھوڑی فاصلہ کے فرماتے ہیں پس حضرت امیر المومنین فرمود کہ چون این کلمہ اشنیدم از حضرت جبرئیل امین بیہوش شدم و برروے افتادم وگفتہ کہ بے قبول کردم وراضی شدم ہرچہ ہتک حرمت من کنند۔ بعد اسکے حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کی زبان سے ملا صاحب لکھتے ہین حضرت فرمود بلے واللہ جمیع انچہ کردند کہ دران نوشتہ بود۔

دفع الوثوق آپکے انداز کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ آپ وصیت نامہ رسول کے منکر ہین مدارج النبوۃ جلد دوم مین ملاحظہ ہو یہ آخری جملہ ہو اوس وصیت کا "کہ اے علی جب دیکھو کہ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا تو چاہئے کہ تم آخرت کو اختیار کرو۔ صلا۲ تشفی

آپ غور فرمائے خلفا کا دنیا اختیار کرنا اور جناب امیرؑ کا آخرت اختیار کرنا ایسا حاوی فقرہ ہو کہ اوسمین غصب فدک وخلافت وجملہ جور وستم حتے کہ قتل امام حسین بھی داخل ہو آنجو کیا آپکے بزرگ حیدر علی نے لفظ ہتک عزت وحرمت سو صرف اس عقد کو داخل وصیت مین سمجھا ہو۔ یہ سمجھ کی خوبی ہو کہ اسیری اہلِ بیت اطہار و دیگر مصائب بے شمار تو داخل ہتک حرمت نہون اور صرف یہی عقد داخل ہتک حرمت ہو۔ خدا عقل دے اور کیا کہون۔ جناب من۔ آپکے علما کے فتواؤن سے ایسے غیر ممکن الوقوع عقد کا تذکرہ بھی ہتک حرمت ہو چہ جائے وقوع کیونکہ ایذائے اہلِ بیت رسول حرام ہو خواہ اس عقد کے ذریعہ سے ہو یا اسکے تذکرہ کے ذریعے

باقی فضول گوئی کا جواب بے سود ہو

قول موثوق ۵ؔ۔ آپ ایک ہی حدیث غصب پر مضطر ہو گئے بے مبالغہ عرض کرتا ہون صدہا اور ہزار ہا روایتین او رحدیثین اس سے زیادہ اشنع وافظع کتب حضرات شیعہ مین موجود ہین

نالے دو چار سناؤن تمھین کیسے ایسے ؎ نہ سنے ہون کبھی تمنے لب نے ایسے

دو ایک روایت بطور نمونہ کے عرض کرتا ہون معاذ اللہ حضرت عباس عم خیر الناس صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کے حق مین عدم طیب ولادت کی روایت بزبان امام حاشا عن جناب ملا مجلسی حیات القلوب مین فرماتے ہین کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادقؑ کہ فضیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب وعبد اللہ ابنا عبد المطلب بود عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس ازان بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کرد وبر خاش برامد کہ این کنیز از مادر بما میراث رسیدہ ہست تو بے رخصت او با او مقاربت کردی واین فرزند کہ بہم رسید یعنی عباس بندہ ما ست پس عبد المطلب کابر قریش را بشفاعت نزد وی فرستاد

که تا آنکه زبیر راضی شد که دست از عباس بردارد بشرطیکه نامه نوشته شود که عباس و فرزندانش در مجلسے که ما و فرزندان ما نشسته باشند نشنید و در هیچ امرے با ما شریک نشود و حصه نبرد پس باین مضمون نامه نوشته شد و اکابر قریش مهر کردند و این نامه نزد آئمه علیهم السّلام بود باقی رعایات گلوبندی و آتش زدگی و در افگنی و للکد کوبی و محسن کشی کی آپکی کتب معتبرہ مذہبی میں ایسے مشہور اور معروف ہین کہ خود جناب نے بھی بعض کا اعتراف کیا ہے۔ کیا غضب کی روایت سے یہ روایتین آپکے نزدیک درجہ اور رتبہ مین کم ہین۔ کیا ان غلط اور بے اصل روایتون سے ہتک حرمت خاندان رسول کی آپکے نزدیک نہین ہوتی ہے زیادہ کہانتک عرض کرون کہ ادب مانع ہے ورنہ بقول مرزا غالب مرحوم سے ؎ پر ہوں میں شکوے سے یوں راگ سے جیسے باجا۔ اک ذرا چھیڑئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

وفع الوثوق۔ دو ایک کہنا تو محض غلط ہے یہ وہی حیدر علی والی ہنڈیا ہے جسے آیات بینات والے نوش کیا اب فضلا و سکا آپکا حصہ ہے افسوس ہے کہ جب خود ملا مجلسی علیہ الرحمہ اس روایت کی تضعیف و غرابت فرماتے ہین تو اوس سے استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس روایت سے صرف یہ ثابت ہوا کہ حضرت عبد المطلب نے اپنی زوجہ کی لونڈی پر بلا اجازت کل ورثہ تصرف کیا۔ ممکن ہے کہ شریعت سابقہ مین یہ جاری ہو یا بحق تولیت یا بخیال اذن فحوائی متصرف ہوئے ہون جس سے صحت ولادت مین کوئی کلام نہین ہو سکتا اب اپنے یہانکی روایتون پر غور فرمائیے جس سے فحش اسکا نمایان ہے چنانچہ علامہ ابن خلکان جلد اول وفیات الاعیان میں رقمطراز ہین

والقرّیّة بکسر القاف وتشدید الراء وتشدید الیاء المثناة من تحتها وبعدها هاء وهی ام جشم بن مالك بن عمرو وکان عمرو المذکور قد تزوجها فلما مات تزوجها ابنه مالك فاولدها جشم بن مالك المذکور والقرّیّة فی اللغة الحوصلة وبها سمیت المرءة قال اهل العلم بالانساب لما تزوج مالك بن عمرو المذکور القریة اسمها جماعة کما تقدم فی اول الترجمة اولدها جشم جد ایوب بن القریة المذکور وکلیبا وهو جد العباس بن عبد المطلب عم رسول الله من جهة امه فان امه نتیلة بضم النون وقیل نتلة بفتحها بنت خباب بن کلیب بن مالك المذکور فالعباس من اولاد القریة بهذا الاعتبار ص ۱۰۵ مطبوعہ مصر یعنی قریہ مان ہے

عشم بن مالک بن عمرو کی اس عمرو نے قریہ سے عقد کیا جس سے حشم بن مالک پیدا ہوا اور کلیب جو جد مادری حضرت عباس بن عبد المطلب کا کیونکہ مادر عباس نتیلہ یا نتلہ بیٹی جناب کی ہین جناب بیٹے کلیب کے پس عباس

نسب عباس بن عبد المطلب

اولاد قریہ سے شہر ہی اس اعتبار سے۔ اب بعد فرمایئے کہ روایت شیعہ مین زیادہ تفضیح ہی جسمین ملت کی بہت سی صورتین ہین یا اس روایت مین اہل سنت کی جسکا کوئی علاج نہین۔

ماموں صاحب مایہ تو حضرت عباس ہین جنکی تفضیح بہسری خلیفہ دوم آپکے یہان یون کیگئی۔ اپنی اون روایات پر غور فرمایئے جسمین قدح نسب جناب سالتمآب مذکور ہی کہ خلیفہ دوم والا نقشہ ہو بہو یہان بھی کھینچا گیا ہی جسکے سننے یا دیکھنے کی کسی مسلمان کو تاب نہین نہ مین اوسکا زیادہ تذکرہ کرونگا مگر اتنا سن لیجئے کہ علامہ محمد بن فضل اللہ محبی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ اساءت ادب والدین رسول اللہ کے بارہ مین تصنیف کیا اگر یہ تصنیف نہوتی تو اوسکے تالیفات تصنیفات سے دنیا مملو ہوتی۔ دیکھو کنز مکتوم صہ ۱۶۵ مجملاً جو علما آپکے لکھتے تھے وہ تو لکھتے ہی تھے اب یہ نوبت آگئی کہ مخصوص رسائل بھی اسمادہ مین تصنیف ہونے لگے؟

یہ امر متعلق نسب تھا اور اطلاق کفر آبا کرام سرور انام پر تو آجتک آپکے یہان یقیناً اعتقاد مین داخل ہی جسپر ابن حجر کو بہت غصہ آیا ہی چنانچہ بعد تحقیقات بسیار در بارہ ایمان آبا کرام انبیاء عظام فرماتی ہین کہ آزر پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے قرآن مین آزر پر باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قائل ہونا ضرور ہی اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قایل ہوئے کہ حقیقۃً آزر باپ تھے (حضرت ابراہیم کے) نہ چچا پس اونہون نے ظاہر آیہ مراد لیا لہذا تحقیقات پوری کی اسمین مسابلہ اور سستی کی انتہی اور شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوۃ مین فرماتی ہین و متاخرین اثبات کردہ اند کہ آبا و اجداد آنحضرت پاک و مصفا بودند از دنس شرک و کفر کنز مکتوم صہ ۱۶۵

بہر کیف جب آپکے علمانے ایسے امور مین بھی تحقیقات کی جو داخل اصول دین ہی تو علمائے شیعہ کی تحقیقات انیقہ پر کہ اونہون نے اس روایت کی قلعی کھولدی ضعیف و غیر معتبر بنایا کس منہ سے منہ آتی ہین حالانکہ حضرت عباس نہ رسول ہین نہ امام ہین نہ خلیفہ بقیہ تقریر کا جواب فضول ہی کیونکہ روایات گلو بندی و آتش زدگی و در افگنی و لگد کوبی و محسن کشی وغیرہ وغیرہ روایات اہل سنت سے اسطرح ثابت ہین کہ کسیکے چھپائے نہین چھپتیا نہ اون روایتونکا احصا اس مختصر مین ہو سکتا ہے تشئید المطاعن چھپ چکی ہی ملاحظہ فرمایئے

قول موثوق صہ باقی جواب مواعظ حسنیہ کا جو جناب کے نزدیک بہت شگرف اور متین ہی میرا اعتراض کہ جو سابق عرض کر چکا ہون ایسا نہین کہ جناب اوسکو دفع کرین ہر ملحد اور زندیق اس قسم کا جواب بہ نسبت

اپنے اکابر کے دیکھتا ہی اپنے گھر مین ایک شخص کا نام سلطان ہفت اقلیم اور نواب ہفت کشور رکھ سکتا ہی کسی کہنے سے کیا ہوتا ہی جبتک مقبول خلائق نہو وہ قابل اعتبار نہین ہوسکتا جب بقول مجتہد صاحب جناب امیرؑ کے سب اقوال و افعال نص الٰہی تھے اور ہر دم آپکو ہر بات کا اختیار رہتا تو کیون نہین وقت احراق بیت فاطمی یا گلو بندی یا محسن کشی کا ایک معجزہ مثل جنیہ بحران کے ظاہر کیا کہ یہ سب صدمات اُٹھانے ہوتے یا یہ سبب تھا کہ حضرت سیدہ بیٹی رسول کی تھین اور حضرت ام کلثوم بیٹی اپنی بقول کسی شاعر کے ع رشتہ دیگر رگ جگر دگر ہست۔ لایق اس مقام کے ایک مقولہ مولوی حیدر علی صاحب کا یاد آیا عرض کرتا ہون اگر این قطب الامامیہ در سانحہ سقط شدن محسن و زدن تازیانہ بر جناب سیدہ معاذ اللہ نیز این قسم حکایات را از ابنان خویش یا قدماء خود برمی آورد و میگفت کہ ہرگز جناب سیدہ لگد کوب نشدہ بودند و این صدمہ ہا بران جنیہ رسیدہ و این ہمہ اعجاز مرتضوی بود کہ یکے از جنیہ بصورت فاطمی متمثل گردید و ہر گزندے کہ رسید باو رسید و روز سوختن خانہ ہم طلسمے از خم غدیر بر آوردہ بودند کہ در نگاہ ناظرین حرق بیت نمودار می شد و در نفس الامر آسیبے نرسید طوق ولایت و اعتقاد قطبیت راوندی را بگردن خود می انداختم و بیقین میدانستم کہ این شخص از زمرہ حضرات رفضہ بولاء اہل بیت مصطفوی مستثنےٰ است کہ این غوائل و الواث را بسوی اہل بیت و سلالہ ایشان یعنی جناب امیرؑ کہ باصول شیعہ نہ عصمت آن جناب باقی میماند نہ عدالت بلکہ حرف فی در دین و ایمان میرود باز منیگر داند و این حضرات را ازین امور ناشایستہ پاک و پاکیزہ اعتقاد می نماید پس نقصانے کہ در ولایت و قطبیت این قطب الاقطاب است ہمین ہست کہ دُم ندارد چنانچہ گفتہ اند کہ چون زن رام معبود ہندہ آنرا یکی از عشاق ربود و قوم او بدیدنش آمدند و فریفتہ جمال او شدند صاحبدلی گفت کہ در حسن و جمالش سخنی نیست مگر افسوس کہ دُم ندارد اگر بالفرض بقول مجتہد صاحب آپکو مانا بھی جاوے۔ ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ باید دانست۔ تو سنیون بیچارون نے کیا قصور کیا ہی جو اپنے خلفاء راشدین کے فعل کو منصوص من اللہ اور ناشی از حق سبحانہ تعالیٰ نہ سمجھین کہ جنکی شان مین خطاب مستطاب یون وارد ہے اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔ پس بقول حضرات شیعہ رسن بندی و محسن کشی و ر انگلی غصب خلافت وغیرہ یہ سب ناشی از حق سبحانہ تعالیٰ باید دانست باقی رہا مفہوم معصوم وہ آپکی کتابون سے مفقود ہی کما لا یخفے علی من تتبع اسفار طائفتکم کیون جناب آپکے علماء جسقدر رذیل و ناشایستہ باتین اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور منسوب طرف آئمہ معصومین کے کرتے ہین وہ سب باتین منصوص الٰہی

ہوجاتی ہین بالفرض یہ مانا کہ وہ باتین مخصوص الٰہی ہی سہین وہ سب آپکی واسطے منصوص ہونگی یا دوسرے
لوگون کیواسطے علاوہ اسکے خلاف شرط وصیت نامہ کی ہوتا ہے اُسمین تو یہ شرط مندرج ہے کہ ہتک حرمت تیری
کرین کرنے دنیا اور دم نہ مارنا بلکہ رسول مقبول نے اس بارہ مین وعدہ واثق جناب امیر سے لیا یہانتک
کہ فرشتونکو گواہ گردانا اب فرمائیے کہ جنیہ کے بھیجنے مین تو ہتک حرمت موعودہ موثوقہ نہ ہوئی پس یہ فعل خلاف
حکم خدا اور رسول واقع ہوا ~ آزاد از سواد سخن سرسری مرو + صد بار اگر نظر زدہ بار کن نگاہ۔

دفع الوثوق سخن شناس نہ دلبرا خطا اینست ۔ واقعی آپکی سمجھ سے یہ بات باہر ہے جو ایسے امور مین تفرقہ
کرسکین کیونکہ آپ نہ قول خدا کیلئے کوئی مصلحت قرار دیتے ہین ۔ نہ کسی حکمت کو مانتے ہین ۔ نہ رسول و آئمہ کے مصالح
کا آپکو اعتقاد ہے پھر کیونکر اسکو سمجھئے ۔ اہل بیت اطہار کے سوا دنیا بھر کے فاسق سے فاسق کی کرامت
آپکے سامنے بیان ہو سب پر آمنا و صدقنا فرمائیگا ۔ ادھر اہل بیت کا نام آیا کہ کان کھڑے ہوئے
ہان یہ کیونکر ممکن ہے وہ کیونکر ہو سکتا ہے ۔ جو روایت مولوی کرار علیصاحب مرحوم نے نقل کی ہے اوسمین صرف
اسیقدر ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا جو اسکا قائل ہے وہ گمراہ ہے کیا جناب امیر اسپر قادر نہ تھے
کہ حائل ہوجاتے درمیان خلیفہ اور دختر اپنی کے پس بچا لیتے ام کلثوم کو اسی جملہ پر آپکا یہ زور شور ہے
اصل عبارت کتاب الخرائج والجرائح کی یہ ہے عن ابی بصیر عن سجذ عمان بن نضر قال
حدثنا ابو عبد اللّٰہ محمد بن ابی مسعدۃ قال حدثنا محمد بن اسمٰعیل عن
ابی عبد اللّٰہ المز یبنی عن عمر بن اذینہ قال قیل لابی عبد اللّٰہ ان الناس
یحتجون علینا و یقولون ان امیر المومنین زوج فلانا ابنتہ ام کلثوم و کان
متکئا فجلس و قال یقولون ذالک ان قوما یزعمون ذلک لا یہتدون الی
سواء السبیل سبحان اللّٰہ ما کان امیر المومنین یقدر ان یحول بینہ و بینہا
فتنقذھا کذبوا و لم یکن ما قالوا ان فلانا خطب الی علی بنتہ ام کلثوم فابی
علی فقال للعباس واللّٰہ لان لم یزوجنی لانزعن منک السقایۃ و زمزم
فاتی العباس علیا فکلمہ فابی علیہ فالح العباس فلما رای امیر المومنین مشقۃ
کلام الرجل علی العباس و انہ سیفعل بالسقایۃ ما قال ارسل امیر المومنین
الی جنیہ من اہل نجران یہودیۃ یقال لہا سحیفہ بنت جریریۃ فامرہا

تحقیقات روایت تزویج

فتمثلت بمثال ام کلثوم وبعث بها الی الرجل فلم یزل عنده حتی انه
استراب بها یوماً فی الارض اهل بیت اسحر من بنی هاشم ثم اراد ان
یظهر ذلک للناس فقتل وحوت المیراث وانصرفت الی نجران واظهر
امیر المومنین علیه السّلام ام کلثوم - ترجمہ ایک شخص نے عرض کی خدمت امام
جعفر صادق علیہ السّلام مین کہ اکثر لوگ ہمپر اعتراض کرتے ہین کہ جناب امیرؑ نے فلان شخص سے اپنی دختر
ام کلثوم کا عقد کردیا اوسوقت حضرت امام تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنکر اوٹھ بیٹھے اور فرمایا جو ایسا گمان کرتا ہے
وہ گمراہ ہو راہ حق کی ہدایت نہین پاتا - سبحان اللہ کیا حضرت امیرؑ قادر نہ تھے اسپر کہ مانع ہوتے اس عقد سے اور
بچا لیتے اپنی دختر کو - دروغگو ہین وہ لوگ جو اسکے مدعی ہین اور ہرگز وہ امر واقع نہوا جو کہتے ہین کہ فلان نے
خواستگاری کی حضرت ام کلثوم بنت علی کی تو انکار کیا جناب امیرؑ نے - اوسنے کہا عباس سے کہ اگر علی نے
عقد نکیا اپنی دختر کا تو منصب سقایہ حاج وزمزم کو تمسے منتزع کرلینگے - حضرت عباس نے جناب امیرؑ سے
اس مادہ مین گفتگو کی جناب امیرؑ نے انکار کیا عباس نے الحاح کیا جب جناب امیرؑ نے دیکھا کہ کلام اوسکا بہت شاق
ہے عباس پر اور وہ ضرور یہ منصب منتزع کرلیگا تو ایک جنیہ یہودیہ کو اہل نجران سے بلوایا جسکا نام سحیفہ بنت
جریریہ تھا وہ بشکل حضرت ام کلثوم متشکل ہوئی اور بھیجدی گئی اور چھپا دیگئین ام کلثوم نظروں سے - وہ جنیہ
ایک مدت تک اوس شخص کے پاس رہی یہانتک کہ ایکروز اوسکو شک گذرا اور کہا کہ دنیا مین بنی ہاشم سے
بڑھکر کوئی ساحر نہین ہے وہ چاہتا تھا کہ اس راز کو ظاہر کرے کہ قتل ہوا - وہ عورت میراث اپنی لیکر نجران چلی گئی
بعد اوسکے ظاہر کیا علی علیہ السّلام نے ام کلثوم کو لنتہے - یہی اصل روایت ہے جسکو مین نے کتاب خرائج الجرائح
سے نقل کیا اب اسکی حالت ملاحظہ فرمائیے جسکو مین تین بحثو نمین عرض کرتا ہون کیونکہ اہل سنت کا اعتراض
تو اسپر مدتون سے چلا آتا ہے مگر علمائے اعلام شیعہ نے ادھر زیادہ توجہ نہ کی الا جناب لسان المتکلمین مولانا السید
علی اظہر صاحب قبلہ دامت برکاتہ نے جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین اسکی وہ تحقیقات واقعی فرمائی ہے
کہ جسکے بعد پھر کسی مخالف وموالف کو جائے دم زدن نہی اوسی کتاب سے خلاصہ کرکے مین یہان عرض
کرتا ہون -

بحث اول جواب تحقیقی یہ ہے کہ اولاً یہ کتاب معجزات آئمہ کے بارے مین ہے جسمین صحت کا التزام نہین ضعاف
بھی داخل ہین مصنف اسکے شیخ اجل قطب الدین راوندی ابو الحسین سعید بن ہبۃ اللہ ہین المتوفی ۵۷۳ھ

درمیان انکے اور راوی اول ابوبصیر کے سلسلہ ساقط ہی جس سے نہین معلوم ہوسکتا کہ واسطہ اس روایت کے کیسے راوی ہین۔ جناب شیخ نے اوس کتاب کا حوالہ دیا ہی جس سے یہ روایت نقل کی کہ اوسکی حالت کتب رجال مین دیکھی جاے کیونکہ فریقین کی روایت کی جانچ کا دارومدار رجال پر ہی کہ راویون کے اعتماد سے اوس روایت کی صحت معلوم ہوتی ہی ثانیاً راوی اول۔ ابوبصیر نام مشترک ہے پانچ یا چار یا تین آدمیون مین جنمین سے ثقہ بھی ہین ممدوح بھی اسوجہ سے علما نے حکم عام دیا ہی کہ جس روایت کے سلسلہ مین ابوبصیر ہون وہ روایت ضعیف ہے قابل اعتماد نہین عبداللہ کنی بہ ابوبصیر ممدوح نہین لیث بختری کنی بہ ابوبصیر کے بارے مین اختلاف ہی چند روایتین مذمت مین وارد ہین شمار انکا اصحاب امام جعفر صادق مین ہی یحیی بن ابوالقاسم خدا ازدی واقفی بھی اسی کنیۃ ابوبصیر سے کنی تھی اسدی کی وفات ۱۵۰ھ مین ہی مقدوح وممدوح انمین غیر ممیز ہین توضیح المقال ص۳۳ منتہی المقال ص۔ ثالثاً باقی رہی جذعان بن نصر محمد بن مسعدہ محمد جمہور بن اسمعیل آبی عبداللہ الزینی کا پتہ کتب رجال مین باوصف تفحص وتلاش نہین ملا جو واسطہ ہین درمیان ابوبصیر وعمر بن اذینہ کے جسکے لئے منتہی المقال امل الامل توضیح المقال کی زیارت کرنی پڑی۔ ہان عمر بن اذینہ راوی ثقہ ہین صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اونکے راوی یہ لوگ ہین۔ ابن ابی عمیر صفوان حسن حزیر احمد بن ہیثم احمد بن محمد بن عیسے عثمان بن عیسے اسمعیل بن دراج حماد بن عیسے جس سے معلوم ہوا کہ ابی عبداللہ زینی اس سلسلہ رواۃ مین نہین ہین رابعاً جبکہ ابوبصیر وعمر بن اذینہ جو دونو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام تھے متحد یا متقارب الزمان تھے تو اتنے وسائط سے روایت کرنا محض خلاف عقل ہی تو اسطے بھی کیسے جو سب مجہول الحال ہین کہ ایک کا نام بھی کتب رجال مین نہ ملے۔ پس ایسی روایت بے سروپا ہے کہ جبکہ نہ ابتدائی سلسلہ درست ہی کیونکہ مصنف خرایج و ابوبصیر مین کوئی واسطہ نہین ہی نہ انتہائی کیونکہ کوئی عاقل متدین منصف استدلال کرسکتا ہی اور محققانہ رای والونکو کیا نفع پہونچ سکتا ہی خصوصاً جبکے تمامی علمائے امامیہ کا عام حکم ہو کہ تحقیق واقعہ مین نہایت درجہ غور وفکر لازم ہی اور بغیر تحقیق واقعی حکم نہ لگانا چاہئے تو یہ روایت کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہے۔

دوسری بحث یعنی مطلب روایت مین ہی جسمین خود اہل سنت کو مغلطہ ہوا یا عمداً دھوکھا دینا چاہتے ہین کیونکہ روایت مذکورہ باوصف اختلال سند وعدم صحت کسیطرح مفید اہل سنت نہین ہی نہ اصل واقعہ یہ

کوئی اثر پڑسکتا ہے اسلئے کہ اگر اسمین کلام معصومؑ ہے تو صرف اسیقدر کہ ،،جو قائل ہے بوقوع عقد وہ گمراہ ہے
ہدایت سواء السبیل سے محروم ہے،، جسپر شیعہ و سنی دونونکو ایمان لانا لازم ہے۔ بعد اسکے جو مضمون متعلق واقعہ ہے
اوسمین دو احتمال ہے۔ ایک یہ کہ جملہ ان فلانا سے جملہ مستانفہ شروع ہو۔ تب تو یہ مطلب ہوگا کہ اصل
واقعہ یہ ہے اور دوسرا احتمال جو قوی ہے وہ یہ ہے کہ یہ جملہ تحت نفی لم یکن ما قالوا مین داخل ہو کہ جو اسکو
قائل ہین کہ اسطرح عقد ہوا وہ بے اصل ہے۔ تو اب یہ منقولا اہل سنت ٹھہرا جسکی تکذیب امامؑ فرماتے ہین کہ نہین
ہوا وہ جو کہا ہے اون لوگون سے کہ عمر نے خواستگاری کی الخ کیونکہ اگر یہ بیان امام ہوتا کہ اسطرح ہوا تو لا اقل
اسقدر فرماتے والاصل فی ذلک ان لہا یا اور کوئی لفظ جو اس مطلب کو واضح کرتا چنانچہ موید اس
احتمال کا یہ امر بھی ہے کہ اس قسم کی حکایات و روایات اہل سنت ہی کے یہان زیادہ مانی گئی ہین چنانچہ مسند
امام احمد بن حنبل مین ہے عن عبد اللہ بن جعفر انہ زوج ابنتہ من الحجاج بن یوسف
فقال لہا اذا دخل بک فقولی لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش
العظیم الحمد للہ رب العالمین وزعم ان رسول اللہ کان اذا حزنہ امر قال ہذا
قال حماد فظننت انہ قال فلم یصل الیہا ص۲۰۶ جلد اول ترجمہ عبد اللہ بن جعفر سے
روایت ہے کہ اونہون نے عقد کردیا اپنی بیٹی کا حجاج بن یوسف سے تو کہا اپنی بیٹی سے کہ جب داخل ہو حجاج تو یہ
دعا پڑھنا لا الہ الا اللہ الخ کیونکہ جب رسول اللہ کو کسی امر کا غم ہوتا تھا تو اسکو پڑھتے تھے حماد
راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ عبد اللہ نے یہ بھی بیان کیا پس نہ پہونچ سکا حجاج اوس لڑکی تک۔
جس سے معلوم ہوا کہ حسب روایت اہل سنت حجاج نے بھی مجبور کرکے عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی سے عقد
کیا مگر عبد اللہ نے اوس سے عزت بچانے کیلئے یہ دعا تعلیم کی اور وہ محفوظ رہین۔

یہ دونون روایتین ایک ہی سانچے کی ڈھلی معلوم ہوتی ہین فرق اسیقدر ہے کہ عبد اللہ بن جعفر نے بذریعہ
دعا و تعویذ جان بچائی۔ اور جناب امیرؑ نے جنیہ کو ہمشکل بنا کر کیونکہ حضرت خلیفہ رسول ہین اور یقینی حاکم
جن و انس۔ تو اب واضح طور پر معلوم ہوا کہ دوسرا احتمال قوی ہے کہ جناب امامؑ نے اس منقولا اہل سنت کی تکذیب
فرمائی کہ ایسا نہین ہے جو وہ کہتے ہین۔

اور چونکہ کوئی دوسرا واقعہ مماثل اسکا شیعونکے یہان نہین پایا جاتا۔ نہ اور کسی کتاب حدیث مین یہ روایت
منقول ہوئی ہے۔ بخلاف اسکے اہل سنت کے یہان بہتسے واقعات اسطرحکے اماد ناس کیلئے منقول ہوئے

رہین۔ تو اور بھی اس احتمال کو قوت ہوئی کہ حضرت اونکے اس مقولہ کی نفی فرماتے ہین کہ ایسا نہین ہے جو کہتے ہین کہ یون ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اہل سنت جن جن خلفا و حکام کی خونخواری وسفاکی و تسلط کو امور سلطنت مین زیادہ پاتے ہین اونکے لئے یہ بھی لازم سمجھتے ہین کہ خاندان رسالت کو بعد قتل و غارت ایسا ذلیل کرین کہ مجبور کرکے اونکی بیٹیون سے عقد بھی کرلین۔ اسیوجہ سے عمر عبد الملک۔ حجاج مصعب بن زبیر کو ایک ہی ذیل مین شمار کیا کہ دو کو داماد علی قرار دیا اور حجاج کو عبد اللہ بن جعفر کا جو برادر زادہ امیر المومنین اور ابن عم رسول تھے حالانکہ صرف احمد بن حنبل ہی اس روایت مین منفرد ہین اور کوئی شریک نہین بلکہ بتصریح عمدۃ الطالب فی نسب آل ابیطالب عبد اللہ بن جعفر کے صرف بیس بیٹے تھے از قبیل ذکور بیٹی کوئی تھی ہی نہین اور تاریخ کامل و اصابہ وغیرہ مین بھی کہین ان امور کا وجود نہین آ سبب حیرت افزا یہ امر ہے کہ اگر خاندان رسالت مین کوئی کفو نہ تھا اور اہل سنت کو اکابر سے ایسا ارتباط تھا تو کیا بجز ان خلفا و حکام کے اولاد صحابہ مین یا علما و زہاد مین بھی کوئی ایسا نہ تھا جس سے یہ نسبت ہوتی یا ان خلفا و حکام کی بہن بیٹیان آنحضرت کے عقد مین آتین۔ جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ محض خیالی خوشامد یا بخیال تشدد و ظلم ان لوگونکی یہ روایتین بنائی گئین۔

آپنے کنز مکتوم مین دیکھا ہوگا کہ ابن خلدون نے واقعہ عباسہ خواہر ہارون رشید و جعفر برمکی مین کیسا شور و غل مچایا ہے کہ ایک عجمی کا (گو وزیر اعظم ہی کیون نہو) خلیفہ وقت کی بہن سے کیونکر عقد ہوسکتا ہے۔ یہ کیون؟ صرف اسوجہ سے کہ ہارون رشید بادشاہ تھا عباسہ شاہزادی تھی خلیفہ کی بہن تھی پھر اوسکی حمایت کیونکر نہ کرین گو سراسر خلاف واقع خلاف اجماع مورخین ہو مگر اہل بیت رسول کے بارے مین یہ افترا پردازیان ہوتی ہین! افسوس!۔

ہان خوب یاد آیا یہی مسند امام احمد ہے جسمین وضعی روایت عقد حجاج کی مذکور ہے مگر کہین اس عقد حضرت ام کلثومؑ کا نام بھی اوسمین نہین جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو امام صاحب اسکی روایت سے کب چوکتے کیونکہ حدیث رسول بھی اسمین موجود ہے اور فضیلت خلیفہ و حقیت مذہب اہل سنت بھی کما ہو عمون جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ واقعہ عقد حجاج کے برابر ہی اسکا وزن نہین نہ کوئی اصلیت ہے۔

گو اہل سنت نے اس قسم کے موضوعات ایذا دہی خدا و رسول و توہین اہل بیت طاہرین کیلئے بنائے ہین مگر جو حضرات مصداق لیذہب اللہ عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ہون اونکی ایسے افتراؤن سے

کیونکر تحقیر ہوسکتی ہو کیا خدا نی واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون انکے حق مین نہین فرمایا ہے؟
برعکس مقصود اہلِ سنت ان واقعات سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ حضرت عمر و عبد الملک و حجاج و مصعب
ایک ہی درجہ کے لوگ ہین جسمین کسی شیعہ کو بھی عذر نہوگا۔ بلکہ ایک گونہ یہ لوگ خلیفہ سے افضل ٹھہرینگے کیونکہ ان لوگونکے
عقد مین وہ اصرار و انکار نہین منقول ہے جو عقد حضرت عمر مین خود اہلِ سنت نقل کرتے ہین جس سے معلوم ہوا
کہ انکی رذالت و خباثت بقیہ حضرات سے بڑھی تھی۔ یا یون سمجھیے کہ جب عقد عمر بمجبوری یا کسیطرح گوارا
کرلیا گیا تو پھر دیگر حضرات مین کیا عذر ہے؟

اس افراط سے جو اہلِ سنت نے افترا پردازی شروع کی تو اوسکا یہ بھی لازمی نتیجہ ہے کہ اس عقد سے جو اثبات ایمان
و فضیلت و موافقت خلیفہ دوم یا اہل بیت اظہار کیا جاتا تھا۔ وہ غلط ٹھہری کیونکہ جب مرہی شرف عبد الملک
و حجاج کو بھی ملا ہے۔ (جنکو کوئی سنی ہمسر خلیفہ دوم نہین مانتا) تو صرف خلیفہ دوم کا ایمان و فضیلت
اس ذریعہ سے کیونکر ثابت ہوسکتا ہے فان العلۃ مشترکۃ بینھم اب دو ہی صورت ہے یا وقوع عقد کو
مستلزم ثبوت ایمان نہ جانین یا سبھو نکو ایک درجہ کا مومن عادل قبول فرمائین عزیز برطرف کہ تشود کشتہ شود ہلاک
یہ سب تقریر بھی بربنیاد فرض و تسلیم ہے ورنہ مین سابقًا بیان کرچکا ہون کہ واقعہ عبد الملک بتصریح علامہ ابن
اثیر غلط ہے اور واقعہ عقد حجاج بتصریح عمدۃ الطالب باطل اور واقعہ عقد مصعب بتصریح صاحب مشارق
الانوار لغو اور واقعہ عقد عمر بتصریح ذہبی و جوزجانی و سبط ابن جوزی موضوع ہے کما مر مرارًا۔

بہر حال چونکہ اس قسم کے لغویات اہلِ سنت ہی کے یہان پائے جاتے ہین کہ بذریعہ دعا تعویذ بلی کی جان ایسی
خونخوارون سے بچائی جاتی ہے تو کیا عجب ہے واقعہ موضوعہ عقد عمر مین بھی ان لوگون نے گوئی بہوتنی یا چڑیل
ٹھہرائی ہو جس سے تو ہین اہل بیت بھی نکلے اور عقد عمر بھی ثابت ہو جسکی تکذیب مین امام علیہ السلام فرماتے
ہین نہین ہے وہ جو کہا اون لوگون نے کہ غلبہ کیا فلان نے "تا آخر"

تیسری بحث بعد قطع نظر کے ان امور سے یہ ہے کہ اگر روایت کو ہم تسلیم کرلین۔ تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اس صورت
مین کیا قباحت لازم آتی ہے کتنے محالات پیدا ہوتے ہین جسکے لیے یہ تین امر تنقیح طلب ہین
(۱) آیا تمثل جنات بصورت انسان ممکن ہے کہ نہین؟ (۲) جنات محکوم ہوسکتے ہین؟ (۳) ایسے واقعات
اور کسیکی نسبت بھی قبول کیے گئے ہین۔

پہلا ایشو یون طے ہے کہ تمامی حکماء اسلام نے جنات کی یہی تعریف لکھی ہے کہ وہ اجسام ناریہ ہوائیہ ہین

جو چھوٹے بڑے ہو سکتے ہین اور ایک صورت سے دوسری صورت مین آ سکتے ہین۔ ہماری گفتگو یہان اون مسلمانون
سے ہی جو مطابق قرآن و حدیث وجود جنات کے قائل ہین۔ نہ اون نیچریون سے جو وجود جنات کو محال سمجھتے ہین۔
حالانکہ پیر و مرشد اونکے سر سید احمد خان بہادر صاف صاف فرماتے ہین۔ ہم اپنی تفسیر مین بیان کر چکے ہین
اور پھر بیان کرتے ہین کہ ہمارے پاس اس بات سے انکار کرنیکی کوئی دلیل نہین ہی کہ سوای موجودات مرئی و محسوسہ
کے کوئی ایسی مخلوق موجود نہو جو مرئی نہو رسالہ تفسیر الجن صفحہ ۳۶ باقی رہا دوسرا ایشو وہ بھی روایات
کثیرہ اہل سنت سے منقح ہی کہ علاوہ دیگر انبیا کے خود حضرت رسول سے جنات نے ملاقات کی ہی اور احکام مانی
ہین ایمان لائے ہین جسپر قران گواہ ہی یہانتک کہ امام ابن حزم محلی مین فرماتے ہین من ادع الاجماع فقد
کذب علی الامہ فان اللہ تعالی قد اعلمنا ان نفرا من الجن امنوا و سمعوا القران
من النبی صلعم فہم صحابۃ فضلاء فمن این للمدعی اجماع اولئک اصحابہ صلعم
کہ جو شخص اجماع کا دعوی کرے اوسنے افترا کیا تمامی امت پر کیونکہ خدا نے ہملوگونکو بتایا ہی کہ کچھ لوگون نے
جنات سے ایمان قبول کیا اور سنا قران کو نبی صلعم سے پس وہ جنات بزرگان صحابہ سے ہین تو اب کوئی مدعی
اسکا کیونکر دعوی کر سکتا ہی کہ ان سب نے اجماع کیا۔ پس جب جنات کا وجود ایسا یقینی ہی کہ بسبب اونکی شرکت
نکرنیکے کسی چیز مین اجماع کا دعوی کرنا باطل ہی تو پھر کس سنی کو اونکے وجود سے انکار ہو سکتا ہی گو ابن حجر کو
اس رای سے گونہ اختلاف ہی مگر وجود جنات تو یقینی ہی چنانچہ امام شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر مین
فرماتے ہین المبحث الثالث والعشرون فی اثبات وجود الجن و وجوب الایمان
بہم و ذلک لاجماع اہل السنۃ سلفا و خلفا علی اثباتہم مع نطق القران
وجمیع الکتب المنزلۃ بہم وہم من الخلق الناطق یاکلون ویتناکحون ویتناسلون
صفحہ ۱۲۳ یعنی بحث تیسوین وثبات جن مین ہی اور ایمان لانا انکے ساتھ واجب ہی کیونکہ اہلسنت نے از سلف
تا خلف اجماع کیا ہی اور قران اور جمیع کتب منزلہ اسپر گواہ ہی اور وہ خلق ناطق ہین کہ کھاتے ہین اور نکاح
کرتے ہین اور توالد و تناسل ہوتا ہی۔ یہان پر شعرانی نے بہت سے سوال و جواب لکھے ہین جنمین توالد و تناسل
وغیرہ کا طریقہ بھی لکھا ہی منجملہ اسکے یہ بھی لکھتے ہین کہ شیخ ابو طاہر فرماتے ہین ضروری ہی کہ ہر قسم جنات سے
وقت تمامی خلقت جب چاہے ایک صورت اوسکی زائل ہو جاے اور دوسری شکل مین متشکل ہو جو اول صورت
کے مشابہ نہو بلکہ یہ بھی لکھا ہی کہ جنات کا متشکل ہونا باشکال مختلفہ ویسا ہی جیسا کہ ہملوگ لباس ہاے مختلفہ

پہنچتے ہین خود شعرانی کے پاس ایک جن کُتّے کی شکل مین ستر بہتر سوال دربارہ توحید لیکر آیا تھا جسکو فراش نے جانا کہ واقعی کتا ہے اوسنے مسجد کو دھلوایا اور شعرانی نے اون سوالونکا جو جواب لکھا اوسکا نام کشف الحجاب والران عن وجہ اسئلۃ الجان رکھا۔ اور لواقح الانوار القدسیہ مین تو بہت سے واقعات اپنے جنات کی ملاقات اور گفتگو وغیرہ کے لکھے ہین۔ تو پھر نہ معلوم کوئی سنی کیونکر وجود جن کا منکر ہو سکتا ہے۔ ہان وہ جنات صحابہ جنکی عدم شرکت سے دعوی اجماع کسی مسئلہ پر باطل ہے اونکے اسامی گرامی بھی علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین لکھے ہین اور اونکو صحابی قرار دیا ہے ابیض جنی ص۱۳۷ احقب جنی ص۳۵ اورسن جنی ص۴۴ ارقم جنی ص۵ اسی ذیل مین یہ اسما لکھے ہین سلیط وشامر وخاضر وحسا ومسا (لسا) ولحم وارقم واورس وخاضر ص۱۵ اصابہ۔

پس جب وہ ایمان لاتے ہین احکام خدا اور رسول مانتے ہین امام شعرانی سے مسائل دریافت کرتے ہین تو واقعی اولیاء اللہ کے احکام کے بجا آوری مین کیا عذر ہے چنانچہ صدہا واقعات اونکے قتل و قید کو جو جناب امیر علیہ السلام کیطرف منسوب ہین کتب اہل سنت مین بھری پڑی ہین دیکھو شواہد النبوہ ملا جامی۔

باقی رہا تیسرا مرحلہ جس سے پہلے دونون مرحلے بھی طے ہوتے ہین پس اسکے ثبوت مین چند واقعے جد امجد کی کتاب مستطاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم سے نقل کرتا ہون جس سے امید ہے کہ اہل سنت کی تسکین ہو جائے۔ اور واقعات جلد ہفتم پر منحصر ہین۔

پہلا واقعہ محی الدین عربی امام اہل تصوف کا ہے جنکے سجادہ نشینی کا فخر ہمارے مخاطب کو حاصل ہے اسیوجہ سے اسکو مقدم کیا محی الدین عربی کا نام محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی ہے صاحب کتاب فصوص الحکم وغیرہ المتوفی فی ۶۳۸ھ امام تقی الدین ناقل ہین کہ محی الدین کے سامنے بمقام دمشق نکاح جنیہ کا تذکرہ ہوا۔ تو محی الدین نے کہا محال ہے۔ کیونکہ انسان جسم کثیف ہے اور جنات روح لطیف۔ تو اب جسم کثیف کا تعلق روح لطیف سے کیونکر ہو سکتا ہے کچھ دنون بعد دیکھا کہ محی الدین کے سر پر زخم کا نشان ہے جب پوچھا تو کہا کہ ہمنے ایک جنیہ سے عقد کیا تھا اوس سے تین اولادین ہوئین ایک روز ہمسے اور اوس سے کچھ قصہ ہوا جسپر اوسنے ایک ہڈی ماری جس سے یہ زخم ہوا اسکے بعد وہ چلی گئی اوسکے بعد پھر نہین دیکھا امام ذہبی کہتے ہین ابن رافع نے خط ابی الفتح سے نقل کیا ہوا یہ قصہ ہمکو دکھایا۔ میرے نزدیک محی الدین عمداً مرتکب کذب نہین ہوا شاید کسیوقت اوسکو ایسا خیال ہوا ہو میزان الاعتدال ص۲۴۳ افسوس کہ اون اولادونکا حال نہین معلوم ہوا جو بمنزلہ خلفائے ثلثہ تھے کہ وہ کیا ہوئے۔

دوسرا واقعہ عالم حنفی کا ہے جنکی تقلید مخاطب کو ہے اور اب اس رسالہ کی تصنیف سے طبقہ علما مین داخل ہوا چاہتے ہین
قاضی جلال الدین احمد بن قاضی حسام الدین رازی حنفی المتوفی ۷۴۵ھ ناقل ہین کہ ایک سفر مین اپنے
والد کے ساتھ گیا تھا بارش کیوجہ سے مغارہ مین سونا پڑا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کوئی جگا رہا ہے۔ بیدار ہو کر دیکھا کہ
ایک عورت میانہ قد جسکے ایک آنکھ ہے طول مین کھڑی ہے۔ اوس عورت نے کہا خوف نہ کھا تم میری لڑکی سے
عقد کرو گے جو حسن مین مثل ماہ شب چاردہ ہے۔ مینے مارے خوف کے منظور کیا علی خیرۃ اللہ اس اثنا مین بہت سے
مرد آئے جنکی صورت اوسی عورت کی سی تھی کہ سب کی آنکھ طول مین تھی۔ کوئی قاضی بنا کوئی گواہ بنا
نکاح پڑھا کر چلے گئے بعد اوسکے وہی عورت ایک حسین لڑکی کو لائی جسکی آنکھ بھی ویسی ہی طولا تھی چھوڑ کر
میرے پاس چلی گئے جس سے میرے خوف اور وحشت زیادہ بھی ترقی کی ہم ڈھیلے مار مار اپنے ساتھیونکو
اوٹھاتے ہین مگر کوئی نہ اوٹھا۔ یہانتک کہ کوچ کا وقت آیا سب نے کوچ کیا وہ لڑکی میرے ساتھ رہی مفارقت
نہین کرتی تین روز یون ہی گذر گئے چوتھے روز پھر وہی پہلی عورت آئی اور کہا معلوم ہوتا ہے تجھے یہ پسند
نہین مفارقت چاہتا ہے۔ مینے کہا ہان اوسنے کہا اچھا طلاق دیدے مینے طلاق دیدیا وہ چلی گئی جسکے بعد پھر نہ دیکھا
اس قصے کو قاضی بدر الدین حنفی نے اکام المرجان مین لکھا ہے اور ابن حجر نے اشارہ کیا ہے اور قاضی شہاب الدین نے
خود جلال الدین سے سنا ہے پوچھا کہ ہم بستری بھی ہوئی کہا نہین۔ دیکھو فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ مولوی عبد الحی
لکھنوی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ سنہ ہجری۔

تیسرا واقعہ نعیم بن سالم کا ہے جو رواۃ اہل سنت سے ہے جس سے محمد بن مخلد رعینی اور احمد بن عیسی تستری۔
اور عبد الغنی بن رفاعہ وغیرہ وغیرہ روایت کرتے ہین۔ طحاوی یونس بن عبد الاعلی سے ناقل ہین کہ نعیم بن سالم
مصر مین آئے ہمنے اونکو سنا کہ وہ کہتے تھے ہمنے ایک عورت جن سے نکاح کیا تھا پس نہ رجوع کیا طرف اوسکے
میزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۶۱

چوتھا واقعہ یہ تین واقعے تو خلفائے ثلثہ کی عدد کے مطابق مرقوم ہوئے۔ خلیفہ رابع اہل سنت حضرت معاویہ کے نام
پر بھی ایک واقعہ لکھتا ہون یہ وہی واقعہ صحیح بخاری ہے کہ بندر بندریا زنا کرتی تھی جسپر وہ سنگسار کی گئی ابو عمر صاحب
استیعاب کہتے ہین وہ دو نوں از قسم جنات تھے دیکھئے کنز مکتوم۔

پانچوان واقعہ بنام خلیفہ خامس اہل سنت یزید بن معویہ ہے کہ ابھی تک تو مردونکا تعلق عورت جنیہ سے مذکور
ہوا ہے اب اسکا اولٹا دیکھئے کہ خود ایک صحابی کی جورو کے ساتھ ایک شیطان ملوث تھا چنانچہ علامہ ابن حجر اناد مرد
... مرکز ... اصحاب لکھکر قصہ نقل کرتے ہین قال انی کنت مع کسری فارسلنی فی بعض اموره فخرجت

ثم قدمت فاذا شیطان خلفنی فی اھلی علی صورتی فبد الی فعال منظر طمنی علی ان یکون لی یوم ولک یوم والا اھلکنک فرضیت بذالک اصابہ ص ۳۰۷

یعنی کسری نی مجھے کسی ضرورت سی بھیجا تھا جب وہان سو پلٹا اور گھر پہونچا تو دیکھا ایک شیطان میری صورت بنے میری اہل پر متصرف ہی جب اوسنے مجھے دیکھا تو کہا شرط کر کہ ایک روز تو رہے ایک روز مین ورنہ مین تجھکو ہلاک کر دونگا پس مین راضی ہوا اسپر ـ

کیا خوب حیا اور حمیت ہی صحابہ اہل سنت کی کہ ایک جن کو جورو کے پاس آنے دیتے ہین نہ اوسکی جان لیتے نہ اپنی جان دیتے ہین نہ مارتے ہین نہ مرتے ہین کچھ نہین بن پڑا تھا تو طلاق ہی دیدیا ہوتا ـ

چھٹا واقعہ آپکا ایک صحابی عمرو بن مالک کی بیٹی کو بھی ایک جن لے اڑا تھا چالیس پینتالیس برس کے بعد بزمانہ عمر اوسکی رہائی ہوئی کیونکہ اون جنات نے ایک لڑائی مین نذر مانی تھی کہ اگر ہماری فتح ہوئی تو اسکو آزاد کرینگے چنانچہ اوسی کے صلہ مین یہ آزاد ہوئی ـ اوس جن نے یہ بھی کہا کہ ہمکو بجز ام اس سے تعلق نہوا دیکھو اصابہ ص ۸۵

ساتوان واقعہ یہانتک تو جنیات کا عقد مردون سے یا جن کا متمثل ہونا مردونکی صورتین اور صحابہ کی زوجہ یا اونکی بیٹیون سے ناجائز تصرف دکھایا گیا ہے ـ اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھیے کہ خود حضرت انسان بھی ایک صورت سی دوسری شکل مین متشکل اور اولیاء نسبے غلامون کی صورت مین آکی یہان متمثل ہوئے ہین چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہی کہ خیر نساج اصل مین نساج (جولاہہ) نہ تھے بلکہ عابد تھے عہد کیا تھا کہ رطب کبھی نہ کھاؤنگا مگر ایک روز غلبہ نفس سے ایک خرما کھالیا کہ ایک شخص نے مجھے دیکھکر کہا اے خیر تو بھاگ گیا مجھسے اس شخص کا ایک غلام تھا جسکا نام خیر تھا اوسکی صورت و شباہت پر میری صورت ہوگئی اور لوگ بھی وہان مجتمع ہوگئے سبنے کہا یہ تو واقعی تیرا غلام خیر ہی ـ اب مین متحیر ہون کہ کیا جواب دون ـ فوراً خیال آیا کہ یہ کس جرم کی پاداش ہی غرض وہ آدمی مجھے پکڑ کر لیگیا اور اپنے کارخانہ مین (کرگہ) مین داخل کیا جسمین اوسکا غلام کپڑہ بناتا تھا مجھسے کہا اے غلام بد ذات تو مجھسے بھاگتا ہی ـ ہا غرض مین وہان کام کرتا رہا ایک رات مین نماز صبح کو اوٹھا تو سجدہ مین عرض کیا خداوندا اب کبھی ایسا نہ کرونگا ـ بس اوسیوقت سے وہ شباہت غلام کی مجھسے زائل ہوگئی اور اصلی صورت پر آگیا اوس مرد نے بھی کہا کہ نہ تو میرا غلام خیر نہین ہے اوسیوقت سے یہ نام مجھپر جاری ہی اب اوس نام کو بدلنا نہین چاہتا ص ۳۰۹ جلد اول ـ

دیکھئے یہ آپکے ولی اللہ خیر نساج صوفی ہین جو بحکم خدا یون مسخ ہوئے کہ ایک غلام کیصورت پر تشکل ہے جولاہہ بنے کرگہ بیٹھے کپڑا بنا اور دعاؤ نکی بدولت پہلی صورت ملی۔ پس جب جنات کا وجود بھی ثابت ہوا اور ایک صورت سے دوسری صورت پر آنا بھی ثابت ہوا اور جنیات سے علماء محدثین وصوفیہ کا عقد ہونا بھی ثابت ہوا خود جنات کا صحابہ کی زوجہ اور بیٹی پر متصرف ہونا بھی ثابت ہوا خود خیر نساج کا گرگٹ کیطرح رنگ بدلنا بھی ثابت ہوا۔ تو اگر بحکم یا دعای جناب امیر المومنین علیہ السلام کوئی جنیہ متمثل ہوئی اور خلیفۂ دوم کا اوس سے عقد ہوا تو آپکو کیونکر تعجب آسکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ بہت سے تعلقات شیطانوں کے خلیفۂ دوم سے حسب روایات اہل سنت ثابت ہون مثل اسکے کہ خلیفہ سے اور شیطان سے کشتی ہوئی خلیفۂ ذی دیمار شیطان نے انکے فضائل ومناقب بیان کیے جسکا سلسلہ آجتک منقطع نہین کہ موضوع بھی کہتے ہین اور پھر روایت بھی کرتے ہین شیعونکے مقابلہ مین استدلالاً لاتے ہین وغیرہ وغیرہ

یہانتک تو تحقیقی والزامی وتسلیمی جواب تھا اس روایت جنیہ کا۔ اب ماموں صاحب کے شکوک واوہام کا جواب اونہین کے مذاق مین عرض کرتا ہون مگر قبل اوسکے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جب صرف بقاء صحت صحیح بخاری کیلئے جسکی ایک روایت مین بندر بندریا کا زنا کرنا اور سنگسار ہونا مذکور ہے یہ تاویل آپکے علماء نے کی ہے کہ وہ دونون از قسم جنات تھے اسوجہ سے مکلف بہ احکام شرعی تھے کیونکہ اگر یہ تاویل نہ کیجاتی تو صحت صحیح بخاری مین فرق آتا ہے جسمین صدہا روایات ضعیف وموضوع باقرار اہل سنت موجود ہین۔ تو اگر شیعہ اس غرض سے اعظم غرض کیلئے جو متعلق حفظ مراتب اوہاہل بیت اطہار ہے ایسی تاویل کرین جو اصول اہل سنت سے بھی ٹھیک ہو تو آپ کس منہ سے معترض ہوسکتے ہین کیا اہل بیت طاہرین کی عظمت صحیح بخاری کے برابر بھی آپکے یہان نہین؟

اب آپ ہر فقرہ کا جواب سنئے (۱) مولوی حیدر علی کی تقریر کا جواب یہ ہے کہ قطب راوندی علیہ الرحمہ نے روایت سقط محسن وغیرہ روایات مین جسکا تذکرہ آپنے کیا اسوجہ سے ایسی تاویل نہ کی (بشرطیکہ یہ تاویل اونہین کی تعلیم کیجاے) اور صحت روایت قبول ہو کہ وہ روایات مثبت کفر ونفاق خلفاء ودیگر صحابہ معاونین خلفاء تھے جسکی اشاعت ہر مسلمان پر فرض ہے بخلاف اس واقعہ عقد کے کہ اس سے آپکے احتمال کو کفر ونفاق خلیفہ مین شبہ ہوتا ہے لہذا آپ حضرات کی ہدایت کیلئے بغرض رفع اشتباہ ایسی تاویل کیگئی تاکہ آپ دھوکھا نہ کھائین اور منافق کو منافق ہی سمجھتے رہین **دوسری** وجہ یہ ہے کہ روایات متعلق ظلم وستم بر بضعہ رسول آپکے یہان بھی مشہور ومتواتر ہین کہ اصول لونکے صحاح ستہ مین موجود ہین اور متفق علیہ ہین اسوجہ سے کوئی تاویل کارگر نہین ہوسکتی

بخلاف اس مسئلہ عقد کی کہ جو آپکی یہان نہ متواتر ہی نہ صحیح ہی نہ حسن ہی بلکہ محض جہال و عوام محدثین نے
اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہی نہ محققین نے بلکہ محققین نے موضوعیت اوسکی ثابت کی ہی تو بغرض رفع اختلاف
و حصول اتفاق فریقین ایسی تاویل کیگئی **تیسری** وجہ یہ ہی کہ وہ روایات جور و ستم و احراق وغیرہ
اتفاقی فریقین ہی اور موافق عقل بخلاف روایات عقد کی کہ اختلافی ہین اور خلاف عقل تو اونکا ساقط کرنا
حسب الحکم آپکی بھی واجب ہے۔

باقی عدم ثبوت عصمت جناب امیر کا دعوی بنا بر اصول شیعہ جو مولوی حیدر علی ذکیا ہی صرف دعوی ہی دعوی ہے
جو مجتہد ہونکی ٹر سی زیادہ وزن نہین رکھتا اگر کوئی دلیل بیان کرتی تو جواب اوسکا عرض کرتا۔ بالفرض اگر شیعونکی
اصول پر نہین ثابت ہی تو اہل سنت کی اصول پر تو ثابت ہی پھر ایمان کیون نہین لاتے دیکھو تشفی اہل سنت
و خوارج کے خاتمہ کا پہلا بیان۔ باقی جو بیہودہ وہم ای شانہین قطب راوندی علیہ الرحمہ نے کی ہی اوسکا جواب
فضول ہی کیونکہ جب خدا اور رسول و اہل بیت طاہرین آپکی گالیون سی نہین بچے تو ان عالم کو کب نجات اس
سے ہو سکتی ہی۔ مولویصاحب ذرہ اپنی خلفا کی دعداری کو بھی خیال کرلین جس سے تمامی اہل سنت کو دعدار
کا خطاب ملا ہے یہ جواب فرماتے ہین کہ سنیون نے کیا قصور کیا ہی۔ پس قصور تو ظاہر ہی کہ منافقین و مرتدین
و فاسقین و فاجرین کو اپنا مقتدا بنایا ہی جنہون نے دین اسلام کو تباہ و برباد کیا۔ پھر اونکی عصمت عدالت
کا کیونکر دعوی کرسکتی ہین۔ اسی نہج پر آپ اون امور کا اقرار تو کرلین اپنی روایات کی صحت مان لین تو مین کمال
ممنون ہونگا مگر ذرہ اسکی حفاظت کرلیجئے گا کہ آپکے طائفہ کی لوگ کہین آپ کو بھی رافضی نہ کہدین جیسا کہ اکثم
اور علمائے سلف کو یہ مبارک لقب ملا ہی اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کو شاید آپنے آیہ قرآنی سمجھا ہے
جیسا کہ آپکی کلام سی ظاہر ہی پس یہ قرآن شاید کوئی آپکا خانہ زاد قرآن ہوگا اس قرآن مین جو متداول ہی مسلمانون مین
او مین تو اوسکا وجود نہین اور اگر حدیث ہی تو پہلا اسکی صحت ثابت کیجئے بعدہ اس سے عصمت کا ثبوت دکھائے
بخشدینے کو عصمت اگر لازم ہی تو اشاعرہ کی نزدیک کل اہل قبلہ مغفور ہین پس سب معصوم ٹھہرے۔ یہ جود مین
صدہی کا اثر ہی کہ آپ ایسا لائق سنی پیدا ہوا جسنے خلاف اجماع کل اہل سنت اپنی صحابہ کی عصمت کا دعوی کیا
یا جو تھی بالفرض جو آپ کہتی ہین وہ دلیل خوش فہمی ہی کیونکہ جوبات منصوص ہوتی ہی وہ سب کے لئے ہوتی ہے
خواہ قبول کری یا نہ الا دامر کہ مخصوص ہو۔ اور جب وہ ہمارے ہی لئے منصوص ہی تو ہم ہی اوسکو پیش
کرتے ہین آپ مانئے یا نہین۔

پانچوین۔ ہتک حرمت تو سب سے زیادہ اسمین ہو کہ خلفائے ثلثہ کا نام اون حضرات کے مقابلہ مین لیا جاوے چہ جائیکہ تفضیل دیجاوے یا غلط واقعات اونحضرات کیطرف منسوب ہون معلوم ہوتا ہو کہ آپنے ہتک حرمت کو ایک کلی بنالیا ہے کہ جب ہر قسم کی ہتک حرمت ہو تب آپ وصیت رسول پر ایمان لائینگے ، تو یقیناً ہزارون امر ایسے نہین ہوئے جس سے ہتک حرمت ہوا ور ہزارون امر ایسے ہوئے جس سے ہتک حرمت ہوئی۔

قول موثوق۔ اور ایسے بیان مین قصہ حضرت لوط علیہ السّلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختران کا ساتھ فرض محال کے مثال مین حضرت ام کلثوم کے تحریر کرنا آپکی دانش سے بعید ہو جواب فرض محال کا خود مجتہد صاحب اور انکے اسلاف کی تحریر سے دیچکا باقی جواب حضرت لوط کی بیٹیون کا مختصر یہ ہو کہ انکی بیٹیون کو معاذ اللہ کسینے غصب کیا تھا یا کوئی چھین لے گیا تہا یا کسی نے زبردستی نکاح کر لیا یا کرا دیا تھا یا اُنکے نکاح کرنیوالے کے حق مین کلمہ وکالت فضولی کا بیان کیا گیا تھا حضرت لوط کی شریعت مین تو نکاح ساتھ کافر کے جائز تہا بعد آیہ تحریم کے حضرت کی شریعت مین ممانعت کلی ہوگئی اور مطابق زعم جناب اور اسلاف جناب کے خلیفہ ثانی تو دشمن رسول واہلبیت رسول تھے اُنسے کیونکر نکاح جائز ہوگا اور اگر ضرورتاً جائز ہو جیسا کہ صاحب تزہ اسی بحث مین فرماتے ہین تجویز اور تزویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت است چنانچہ تجویز تناول میتہ در حالت مخمصہ و اضطرار۔ پس اب آپ اقرار فرمائے اور بفرض محال نہ تحریر کیجیے اگرچہ مردار خواری پر محمول کیون نہو واحسرتا کہ نکاح پوتی رسول کا ساتھ تناول میتہ کے مطابق کیا جاوے اور اوسپر دعوائے محبت اہل بیت رسول ہے فنلک النداء ومنلک الغیرم ومنک الریاح ومنک المطر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب بیٹیان اپنی بعد آیہ تحریم کے کافرون کو دیں تاکہ مثل حضرت ام کلثوم کی صادق آوے۔

دفع الوثوق۔ درباره دختران حضرت لوط جو آپ گہر فشان ہوئے ہین تو غصب وغیرہ کا کوئی قائل نہین نہ چھین لیجانیکا اور اس واقعہ مین بھی کبھی اسکا قائل نہین کہ چھینا گیا یا غصب ہوا مطلب تو صرف اسقدر ہی کہ ضرورت یا مجبوری کی حالت مین ایسے امور مکروہ الطبع گوارا کئے جاتے ہین گو وہ جائز ہی کیون نہو۔ کیونکہ اگر آپ قرآن پڑھتے تو ضرور معلوم ہوتا کہ حضرت لوط نے یہ اوسوقت کہا تھا جبکہ کفار نے ملایکہ کے ساتھ امر شنیع کا ارادہ کیا تھا جو خوبصورت جوانون کی صورت مین مہمان آئے تھے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ فرمایش بدرجہ مجبوری کی گئی کہ مہمانون کے بچاو کے لئے حضرت لوط نے اپنی بیٹیان پیش کین۔ اور اگر کہین خدانخواستہ آپکو تفسیر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپنے یہ دیکھا ہوگا کہ حضرت لوط بسبب اونکے فسق وفجور کے اونسے

نقص حالت دختران لوط

عقد کرنا نہین چاہتے تھے بلکہ وہ خواہان تھی اور آپ منظور نہین کرتے تھے تفسیر ابی سعود صد ١١٩
یہ بھی آپکو تفسیر کبیر مین ملیگا کہ حضرت لوط قوم نابنجار کی ہجوم سے مہمانونکے بارے مین نہایت درجہ محزون
و مغموم تھے جسپر او اوی الی رکن شدید کہا۔ آپکے نزدیک گو قصہ حضرت لوط مین نہ کوئی مجبوری
تھی نہ کوئی شناعت بلکہ بخوشی رضا حضرت نے اون کافرون سے ایسی فرمایش کی تھی کہ یہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو تم کرنیوالے کیونکہ اوس شریعت مین نکاح بالکفار جائز ہی تھا۔ مگر آپکے امام فخر رازی اس امر
کو ایسا عظیم سمجھتے ہین کہ فرماتے ہین کہ اپنی بیٹیونکو کفار و فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت کو خلاف
ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے سرزد ہو صد ١١٣ آخر اس پریشانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ رازی صاحب کو کہنا پڑا
سوا اسکے کہ اون بیٹیونکو صلبی بیٹی حضرت لوط کی نہ بیان کرکے یہ تجویز کیا کہ وہ قوم کی بیٹیان تھین مخصوص
کی اس جواب کو امام صاحب کہتے ہین یہی جواب میرے نزدیک مختار و پسندیدہ ہے اور علامہ ابی مسعود بھی اسکے
قائل ہین یہ نہ سمجھئے گا کہ صرف رازی ہی صاحب اس رائے کے موجد ہین بلکہ انکو قدما اور متاخرین سب نے یہ تاویل
کی ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان مین فرماتے ہین کہ حضرت لوط کو تین یا دو بیٹیان تھین
جنسے وہ لوگ (یعنی قوم حضرت کی) نکاح کرنا چاہتی تھی اور حضرت لوط بسبب اونکی خباثت کے قبول نہین کرتے تھے
اوس قوم کے دو سردار تھے کہ عقد کیا چاہتے تھے اور کہا گیا ہے کہ بناتی سے مراد قوم کی بیٹیان ہین کیونکہ نبی
ہر قوم کا بمنزلہ باپ کے ہے یہی قول ہے ابن عباس مجاہد سعید بن جبیر کا کہا کرخی نے کہ یہی قول بہتر ہے کیونکہ کسی
آدمی کا اقدام کرنا اسپر کہ اپنی بیٹیونکو اوباش و فجار پر عرض کرے ایسی کوئی محض مستبعد ہے کہ اہل مروت کو شایان
نہین چہ جائیکہ انبیا اسکے مرتکب ہون۔ اور نیز بیٹیان حضرت کی اس مجمع کثیر کو مکتفی نہ تھین بخلاف دختران
قوم کی کہ سبکو مکتفی تھین نواب صاحب فرماتے ہین لیکن یہ قول مخالف ہے ظاہر نظم کا اور کہا گیا ہے کہ اونکے مذہب
مین نکاح کافر کا ساتھ مسلمہ کے جائز تھا کہا قتادہ نے کہ اصلی بیٹیان مراد ہین جنکے ذریعہ سے مہمانون کا بچانا منظور
تھا اور حسین بن فضل کہتا ہے کہ پیش کرنا بیٹیونکا بشرط اسلام تھا اور بعض کا قول ہے کہ بطور مدافعہ کہا تھا
نہ بطور حقیقت اور خدیعہ کہتی ہین کہ تزویج بنات منظور تھا بغرض حفاظت مہمان صد ١٣٨ ج ٢
پس فرمائیے کہ جب حضرت لوط نے باوصف اسکے علم کے کہ یہ فرشتہ ہین خدا کے اونکے بچانے کیلئے اسکو گوارہ
کیا کہ اپنی بیٹیونکو فجار و اوباش پر عرض کرین یا قوم کی بیٹیونکو جنکے بوجہ نبوت باپ تھے۔ تو اگر جناب امیر نے
بھی ایسے ہی بلکہ اس سے اعظم درجہ کی مصیبت مین قبول کیا تو آپکو کیا اعتراض ہو سکتا ہے فرق یہ ہے

کہ وہان خود حضرت لوط کا مطلب وہ خواہش اونکی پیش کیا یہان جناب امیر خود اوسکی خواہش کا ستدعا یہ
قبول کیا وہ کم ادن ابھا فرمن کا بچانا منظور تھا جسپر اونکا کسیطرح قابو نہین چل سکتا تھا۔ یہان اوسکے خلاف
تھا وہان کفار تھے یہان بظاہر مسلمان آپکا یہ خیال بھی صحیح نہین کہ عموماً نکاح کفار اوس شریعت مین
جائز تھا کیونکہ خود نواب صاحب اس قول کو قبل کرکے لکھتے ہین کہ جو ضعف قول کی نشانی ہو دوسرے حسین بن
فضل کا قول ہو کہ بشرط اسلام عرض کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ اوس شریعت مین بھی اسلام کی پابندی
تھی تیسرے خود نواب صاحب بتفسیر لقد علمت مالنا فی بناتک من حق لکھتے ہین کہ اون کفار کا یہ
مطلب تہا کہ چونکہ بغیر ایمان انسے عقد نہین ہو سکتا اور ہم ایمان نہین لائینگے تو پھر کیونکر نکاح ہو سکتا ہو ۱۲
سبحان اللہ کفار تک تو یہ جانین کہ بغیر قبول اسلام مسلمہ سے عقد نہین ہو سکتا ہو اور ہمارے مخاطب اسکے قائل
ہین کہ نکاح مسلمہ با کفار جائز ہے دیکھئے تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے وکانوا کفارا وبنات مسلمات فلما رای
البلاء وخاف الفضیحۃ عرض علیہم التزویج ص ۳۴۲ ج ۳ یعنی وہ کفار تھے اور دختران حضرت
لوط مسلمہ تھین جب دیکھا کہ بلا نازل ہوئی اور فضیحت کا سامنا ہے تو اونپر عرض کیا کہ تزویج کر لین کیونکہ صاحب
جب عموماً نکاح مسلمہ جائز تھا اور وہ تھا ہان بھی تھی تو پھر کیون اتنی فضیحت گوارا کی۔ غرض جب انبیاء پر یہ
مصائب پیش آتے ہین کہ باوصف نزول و مشاہدہ بلا کے ایسی ایسی بے غرتی گوارا کرنی پڑی ہو تو اگر جناب
امیرؑ نے بھی ویسی حالت بلکہ اس سے بدتر حالت مین اسکو قبول فرمایا تو کیا اعتراض ہے۔

اور چونکہ ہمنے بطلان اس واقعہ کا مفصلاً ثابت کر دیا ہو لہذا ہمکو ضرورت ایسی تسلیمی جوابونکی نہین رہی
بنا بر وقعت کلام اونحضرات کے جو تسلیمی جواب دیئے ہین اسقدر عرض کیا۔ زیادہ تفصیل کا مین مجاز نہین
کیونکہ مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ سے نقل کیا ہے خدا کرے وہ کتاب مستطاب جلد طبع ہو
اور مسلمانان روے زمین اوس سے مستفید ہون

دوسرے یہ جواب فرماتے ہین کہ بعد آیہ تحریم حضرت کی شریعت مین ممانعت لگی ہو گئی۔ پس یہ فرمایئے
کہ تحریم متعلق مشرکین سے ہی یا منافقین سے ہی اگر آپ یا تحریم نکاح منافقین ثابت کیجئے یا مشرک
حقیقی ہونا خلیفۂ دوم کا کیونکہ الفاظ کفر و نفاق وارتداد مشترک المعنی ہین ایسے کام ذہین خلیفہ نفاق
مین بطور شرک مین لزوم نہین ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور یہ سب حکم حالت اختیار کے ہین حالت اضطرار کے
جسمین حرام حلال ہوتا ہو چنانچہ حضرت زینب آپکی عقد مین دختر رسول اللہ تہین عقد مین ابوالعاص

کافر کیے رہین اسلام نے دونون مین جدائی ڈالی نہ جناب رسول دونون مین علیحدگی نہ کر سکے کیونکہ حضرت
مکہ مین جب تک رہے مغلوب تھے اختیار نہ رکھتے تھے جیسا کہ تاریخ خمیس و اصابہ مین ہے کنز مکتوم صـ ۲۱
تو کیا آپ جناب امیر کو ان واقعات مین اوتنا بھی عاجز و مغلوب نہین جانتے جتنا رسول اللہ کو مکہ مین مانتے ہین؟
تیسری خلیفۂ ثانی کی دشمن خدا و رسول ہونی مین مثل اور منافقون کے عذر نہین مسلم ہے مگر بظاہر تابع احکام
شرع تھے اسلام ظاہری سے خارج نہوے تھے مشرک نہین کہلاتے تھے جو لا تنکحوا المشرکین مین داخل
ہون اور جب رسول اللہ نے نکاح مشرک کو باوصف تفریق اسلام قبول کیا تو نکاح منافق بدرجہ اولی قابل
قبول ہے خصوصاً بحالت مجبوری کیونکہ الضرورات تبیح المحظورات مسلمہ مسئلہ ہے یہ سب تقریر بنیاد فرض
و تسلیم ہے ورنہ مینے صاف صاف ظاہر کر دیا کہ ہرگز ہرگز عقد ام کلثوم بنت فاطمہ کا عمر بن خطاب کے
ساتھ نہین ہوا نہ اسکا کوئی واقعہ پیش آیا

چوتھے تناول بنت کی تمثیل پر حسرت آپکی اُسی قسم سے ہے کہ قائلان تسمین کبھی حسرت و افسوس کرتے آپکی
حسرت تو اُسیوقت دفع ہوگی جب ہم آپکی اون روایات پر ایمان لاوین جنمین کشف ساق و ضم صدر و تقبیل
وغیرہ مذکور ہے جسکی نسبت سبط ابن جوزی فرماتے ہین کہ خلیفہ ایسے امور لونڈیون ساتھ بھی نکرتے چہ جائیکہ
بنسبت بضعۃ الرسول کے کیونکہ مس جسم اجنبیہ باجماع مسلمانان حرام ہے

پانچوین اقرار و عدم اقرار تابع واقعیت واقعہ ہے نہ بر بنیاد نفاق و اسلام خلیفہ جسکو مینے مکرر عرض
کیا کہ انکار وقوع عقد سے بوجہ اسکے ہے کہ کسیطرح تحقیقات سے اسکی اصلیت نہین ثابت ہے بعض علماے
اہلِ سنت کو یا اشتباہ ہوا کہ تین چار آدمیونکے مختلف واقعے ایک آدمی کیطرف منسوب کر دئے یا سہوون
نے افترا کیا۔ نہ یہ کہ بوجہ نفاق و کفر خلیفہ منکر ہین جس بنیاد پر صاحبان تسلیم نے جواب دیا۔

چھٹے عربی کا شعر جو آپنے لکھا ہے یہ دلیل آپکی ناواقفیت کی ہے کیونکہ یہ شعر ابن ام کلاب نے عائشہ کے روبرو
پڑھا ہے جسکا قصہ یون ہے کہ جب بی بی عائشہ۔ حج کر کے پلٹی ہین تو خبر قتل عثمان سنکر جب سامان پہلی ہے
کر گئی تھین۔ پوچھا پھر کیا ہوا لوگون نے کہا علی کی بیعت ہوئی تو عائشہ نے کہا کاش آسمان و زمین
پر گر پڑتا اور یہ امر تمام نہوتا پھیر دو پھیر دو مجھے مکہ کیطرف کہ عثمان مظلوم قتل ہوئے ہین اونکے خون کا بدلہ
لونگی۔ عتبہ بن ابی سلمہ نے جو ابن ام کلاب کے نام سے مشہور تھا کہا کیون؟ تم ہی نے تو سب سے پہلے اونکے
قتل کی تدبیر کی اقتلوا نعثلا فقد کفر کہا عائشہ نے کہا لوگون نے عثمان کو بعد طلب توبہ

قتل کیا حالانکہ ہمنے بھی کہا تھا اونہون نے بھی کہا تھا اور میرا آخری قول بہتر ہے پہلے قول سے
اوسپر ابن ام کلاب نے یہ اشعار پڑھے ۵ فنلک البداء ومنک الغیر ٭ ومنک
الریاح ومنک المطر ٭ وانت امرت بقتل الامام ٭ وقلت لنا انه قد کفر ٭
فہبنا اطعناک فی قتله ٭ وقاتله عندنا من امر ٭ ولم یسقط السقف من
فوقنا ٭ ولم ینکسف شمسنا والقمر ٭ وقد بایع الناس ذا تدرء ٭ یزیل الشذا
یقیم المصعر ٭ ویلبس للحرب اثوابها ٭ وما من وفی مثل من غدر ٭ - تاریخ
کامل علامہ ابن اثیر صفحہ ج ۳ یعنی (ای عائشہ) تجھی سے ابتدا ہوا اور تجھی سے تغیر تجھی سے
ہوا بھی چلتی ہے تجھی سے پانی بھی برستا ہے۔ تجھی نے امام کے قتل کا حکم دیا۔ اور ہملوگون سے کہا کہ
وہ کافر ہوگیا پس ہان ہملوگون نے تیری اطاعت کی اوسکے قتل مین۔ حالانکہ قاتل اوسکا ہملوگون کے
نزدیک وہ ہے جو حکم دے۔ حالانکہ یہ چھت ہملوگون پر گری تھی۔ نہ شمس وقمر کو گہن لگا تھا الخ
ایسے اشعار لکھنے سے گو آپکی ایک گونہ عربی دانی ظاہر ہوئی مگر وہ اسرار بھی کھل گئے جنکے چھپانے مین
آپ لوگون کی کوشش تھی
ساتوین رسول اللہ کی کوئی بیٹی سوائے جناب سیدہ نہ تھی جو مین بیان کرون۔ لیکن آپلوگ تین بیٹی
اور بتاتے ہین جو تین کافرون سے بیاہی گئین زینب رقیہ ام کلثوم جو ابو العاص عتبہ عتیبہ پسران ابولہب سے
مزدوج ہوئین جو یقینی کافر تھے۔ اور آپکے خلیفہ اول نے اپنی بہن ام فروہ کو اشعث بن قیس کے
حوالہ کیا بعد اسکے کہ وہ ظاہر بظاہر مرتد ہوگیا تھا اور قبل و بعد منافق ہی تھا باقی اسکے بعد جو تقریر
آمیز خرف کی ہے کہ اقرار نکاح سے مذہب شیعہ باطل ہوتا ہے اور انکار سے وہ روایتین غلط ہوتی ہین جنمین
اقوال ہین۔ پس اسکا جواب مکرر بیان کیا کہ وقوع نکاح خصوصاً بطیب خاطر تو کسیطرح ثابت نہین محض
غلط ہے اور افترا ہے کیونکہ کسی روایت اہل سنت مین بھی بطیب خاطر ہونا مذکور نہین چہ جائیکہ روایت
شیعہ مین ہو اور جب کوئی روایت جو شیعو نکیطرف منسوب ہے صحیح ہی نہین تو پھر تکذیب آئمہ کیون
آنے لگی ان حماقتون کا کہانتک جواب دیا جائے جب فعل امام ہوتا یا کوئی قول امام صحیح ہوتا تو اوسکی قبول
مین کسی شیعہ کو عذر ہو سکتا ہے حکایت پنج لبنگ کر نوڈہی تجھے عید شبرات سے کیا کام ہے جلے روٹی جو گلہ ملتی
تھی سو آج ہے۔ گو یہ معلوم ہو نصاحب نے کیون لکھی کیا مناسبت تھی سمجھ مین نہین آئی البتہ شیعو نکو

ضبا کر جیسے شیعہ یاد پڑ جاتی ہو زیادہ فضول گوئی سے کچھ حاصل نہیں۔

قول موثوق۔ ایک بات وصیت نامہ کی کہ جو متعلق اسی بحث کے ہے رہی جاتی ہے عرض کرتا ہوں کہ حضرت امام حسین خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا نے بھی اُس وصیت نامہ پر گواہی ثبت فرمائی اور اقرار اور اعتراف جملہ مضامین وصیت نامہ کا فرمایا۔ پھر کیا ایسا امر پیش آیا جو امام علیہ السلام یزید پلید سے لڑ بیٹھے کیا صیانت نفس اور حرمت خاندان اس لڑائی میں نہیں گئی صرف بہتر آدمی لاکھوں آدمیوں سے لڑوائے باوجود اقرار و شہادت کے خلاف وصیت نامہ کے عمل میں لائے کیا خوب کہا ہے مولوی حیدر علی صاحب نے رسالہ نموذج نمبر ۵ میں ایک شیعی نے کہا آپ تو ہر کتاب سے ہماری ہمکو قائل کرتے ہیں بھلا یہ دہ مجلس ہے چند ورق ہیں اس سے کوئی دلیل نکل سکتی ہے اس وقت یہ بات بتوفیق الٰہی خیال میں آئی کہ اس کتاب سے عیاں ہے کہ لشکر یزید کا لاکھوں سے زیادہ تھا آخر اُسمیں بھی لوگ تو علم رکھتے ہونگے کہا البتہ پھر مینے کہا کہ جب اُنہوں نے حضرت امام حسین کو اس صعوبت میں خنجر سے شہید کیا اور آخر تک یہی حرف تھا کہ اگر بیعت یزید کی کرو ہم لڑائی سے ہاتھ اُٹھاتے ہیں اُنہوں نے بیعت اُس فاسق کی قبول نہ کی اون لاکھوں میں سے کسی نے نہ کہا کہ جناب امیر نے اُنسے بیعت کی جو مرتد تھے بگاڑنے والے دین کے تحریف کرنیوالے قرآن مجید کے یزید میں کیا کیڑے پڑے ہیں جو آپ بیعت نہیں کرتے اب بتاؤ کہ امام کیا جواب دیتے تو معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کو جناب امیر نے مستحق جانا تھا وہو المطلوب نہیں تو امام حسین کا الزام کھانا لازم آتا ہے۔

دفع الوثوق ~ یکے حسینے نیست کو گردد شہید ÷ ورنہ بسیار اند در عالم یزید ~ بہت سچ ہے آخر آپکو حضرت یزید کی محبت آہی گئی کہ سکی تو خدمت کی فرزند خال المومنین کیون چپ کوئی دل درد کا ہے اگر آپکو تصنیف کا ہی نہ کوئی کتاب لکھنا تھا اگر واقعہ کربلا کے متعلق کچھ نہ لکھتے تو حال فرزند خال المومنین یزید کو کیا منہ دکھائیگا۔ آپکے بزرگان دین بوجہل بسعف جدہ کہہ چکے ہیں آپکو اُسیکا اعتقاد ہوگا۔ امام غزالی تو اس تذکرہ ہی کو حرام سمجھتے ہیں جس سے بزرگون کا راز کھلتا ہے پھر کیون آپ اسکے مرتکب ہوئے ہے کیا اس واقعہ سے بڑھکر کوئی واقعہ ہوگا جسمیں پوری تعمیل اوس وصیت نامہ کی ہو۔ ہان شاید آپکے نزدیک لڑ کر قتل ہونا داخل صبر نہیں فوج کے محاصرہ میں بے ہاتھ پیر ہلائے نیزہ و تلوار چلائے قتل ہوتے تو صبر کہلاتا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپکے امام یزید کی فوج کا ایک آدمی بھی نہ قتل ہوتا۔ اصل رنج اسیکا ہے کہ کیون امام حسین لڑے

جو ہزاروں یزیدی مارے گئے۔ خدا آپکو اور جملہ دشمنان اہل بیت اطہار کو عقل عطا کرے جو امر حق کو سمجھیں واقعہ تو اسیقدر ہیکہ امام حسینؑ سے جسوقت یزید کی بیعت طلب کیگئی کہ یا بیعت کریں یا قتل ہوں۔ تو حضرت نے اپنے کچھ عزیزوں و دوستوں کی جان بچانے کیلئے خانۂ کعبہ مین پناہ لی جو زمانۂ کفر و اسلام دونوں مین جائے امن سمجھا جاتا تھا۔ مگر آپکے امام یزید کو کفار جاہلیت سے بھی بڑھے تھے بلا باس حج مین خانۂ کعبہ مین حضرت کو قتل کرانا چاہا۔ امام علیہ السلام نے بخیال حفظ حرمت خانۂ کعبہ جسکی حرمت و عزت کے بھی حضرات باعث اور محافظ تھے وہان رہنا مناسب نہ سمجھا کہ ہمارے خون سے اوسکی حرمت ضائع جائے۔ آپ وہان سے اون دوستوں کے پاس چلے جنہوں نے نصرت و اعانت کا پورا وعدہ کیا تھا جنمین صحابۂ رسول اور اکثر اولاد صحابہ بھی شریک تھے جیساکہ رسول نے ایسے ہی وعدہ پر مکہ چھوڑکر مدینہ کی راہ لی تھی۔ ابھی امام وہان نہین پہونچے تھے جہان کا ارادہ تھاکہ بحکم آپکے امام یزید کے راہ مین یزیدیوں نے گھیر لیا جسکا سردار بہنام حضرت عمر عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا جو آپکے نزدیک عادل مجتہد ہے صحابی زادہ عشرہ مبشرہ کے ایک فرد کامل سعد کا یادگار جسکو آپکے خلیفہ نے اون چھ آدمیون مین گنا ہے جو قتل عثمان کے مستحق خلافت تھے حضرت امام حسین علیہ السلام تحتے ساتھ بہتر آدمی عزیز و رفیق چھوٹے بڑے ملاکر ساتھ تھے جنمین بعض صحابہ بھی داخل تھے۔ اس مختصر جماعت نے امام کی جان بچانے مین انتہائی کوشش کی کہ آخر شہید ہوئے۔ اور امام علیہ السلام نے بھی بحکم لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ہاتھ پیر ڈال نہین دیا جو ہر شجاعت دکھاکر خدمت جد امجد مین پہونچے اس آیہ کی مخالفت اور حفاظت خود اختیاری کی قانون شکنی جائز نہ تھی جو حضرت اسکے خلاف عمل کرکے آپکی آرزو پوری کرتے۔ اب فرمائیے کہ امام نے بہتر آدمی کو لاکھوں سے لڑایا۔ یا لاکھوں نے بہتر کو گھیر لیا۔ کون مضمون سچ ہے۔

باقی رہا یہ مضمون کہ حضرت نے بیعت کیوں نہ کرلی جو سبب مصیبتیں پیش آئیں ہیں اسکا جواب تو وہی واقعات دینگے جو گذر چکے مصلحت دونوں بزرگوں کی ایک ہی وہی حفاظت اسلام جسکے سچے اور صحیح مربی و محافظ بحکم خدا و رسول یہی حضرات تھے۔

ترک بیعت مین جناب امیر اور جناب امام حسین علیہ السلام مساوی ہین اور اسکے انتقام لینے مین بھی آپکے دونوں خلیفہ مساوی ہین فرق اسیقدر ہیکہ مصلحت وقت دونوں خلیفہ کی جدا جدا تھی خلیفۂ اول اگر جناب

امیر کو قتل کرتے ہین تو سارا دمدمہ قتل جاتا ہو کر کفار جو رعب یداللّٰہی سے دبے تھے ادبھر پڑتے ہین
اور اسلام کے ساتھ خلیفہ کو بھی ہلاک کرتے ہین۔ یہی سبب تھا کہ خلیفہ نے گو گھر مین آگ بھی لگانی
چاہی قتل بھی کرنا چاہا مگر پورے طور پر کر نسکے خالد کو حکم دیا کہ نماز ہی مین سر اوڑا دے مگر قبل از سلام
اس حکم کو منسوخ بھی کیا کہ یا خالد لا تفعل ما امرتک دیکھو تشفی کیونکہ یقیناً وہ جانتے تھے قتل
جناب امیر آسان نہین کسیطرح یہ خون ہضم نہین ہو سکتا۔ سعد بن عبادہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا کیا وصف
مخالفت قتل نکر سکے کہ اوس وخزرج سب بگڑ جاتے جو مدینہ کے رہنے والے تھے تو کہین کا بھی ٹھکانا
نہ رہتا۔ یہ مصلحت تھی خلیفہ اول کی اور خلیفہ خامس یزید کی مصلحت بالکل اسکے خلاف تھی کیونکہ اوسکو معلوم
تھا ۲۴ برس خلفاء ثلثہ نے اور ۲۰ برس معاویہ نے استحکام خلافت بنی امیہ مین اور قلع قمع خاندان رسالت
مین وہ وہ کارروائیان کی ہین کہ ایک حسین ع نہین سو حسین بھی ہون تو اونکے قتل سے سلطنت جاتی ہے
نہ غدر ہوتا نہ ہماری ہلاکت ہوتی ہے اسیوجہ سے اوسنے اون خلفاء ماسبق کے کل آرزؤنکو پوری کی
کہ نہ صرف جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء کو شہید کیا بلکہ سعد بن عبادہ کا بھی بدلہ لیا کہ تمامی اہلِ مدینہ
کو واقعہ حرا مین زیر وزبر کیا مدینہ رسول کو غارت کیا ہزارون کنواری بیٹیان صحابہ کی زنا سے
لشکر یزیدی مین آئین جس سے ہزارون ولد الزنا پیدا ہوئے۔

غرض جناب امام حسین ع نے بھی وہی کیا جو جناب امیر نے کیا تھا کہ حمایت اسلام مین سر بکف رہے خلفاء
ثلثہ کو اون حضرت کے قتل کا موقع نہ ملا آہستہ آہستہ اُسکے اسباب جمع کئے جس سے یزید کو موقع
ملا اور وہ مرتکب اوس امر عظیم کا ہوا جس سے تمام جہان کی لعنت کا مستحق بنا گو آپکو اوسمین تامل ہو
سکیئے ماموں صاحب اتو حیدر علی کا دمدمہ گر گیا کیڑے کا حال معلوم ہو گیا باقی تفصیلی جواب اسکا آپکی سمجھ
سے باہر ہے اسلئے نہ لکھا تاریخ اضمحلال اسلام دیکھو۔

قتل موقوف ۲ علیہ معاذ اللہ آپ صرف غصب فدک کی حدیث کو مفتریات سنیان تصور کرتے ہین
اور مین عرض کرتا ہون کہ غصب فدک اور غصب خلافت اور غصب خمس اور احراق بیت اور اسقاطِ حمل
اور رسن بگلو کرنا وغیرہ یہ سب کے سب اختراعات عبد اللہ بن سبا سے ہین اور اعتقاد کو درست کر کے
ان سب ہفوات کو دل سے محو کرنا چاہیئے ۵ باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ * گر کافر وگبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست * صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔

دفع الوثوق۔ غصب خلافت و خمس و فدک و احراق بیت فاطمہ وغیرہ وغیرہ کو اگر مفتریات عبد اللہ بن سبا سے سمجھتے ہیں جو آپکے اساتذہ کا استاد کامل ہو تو صحاح ستہ وغیرہ کو جلا کر چھٹی کیجے جب تک وہ کتابیں دنیا میں باقی ہیں کیونکر افترا کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ اس بحث کا مفصل جواب نہایت مدلل طور پر کئی بار کتابوں میں شایع ہو چکا ہے حاجت جواب نہیں۔

قول سو ثوق۔ بعد اسکے قول آپکا اب ہم پوچھتے ہیں کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسے کا قوم یہود پر چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے **الی آخر ما قلم** اور معاذ اللہ حیلہ اور فریب کیا اور باعث چندین شرور و مفاسد بین الیہود و النصاری ہوا الی آخرہ سخت حیرت ہو کہ آپ اوپر تحریر مجتہد صاحب کے ایسا وثوق فرماتے ہیں کہ جتنے مفسرین و محدثین جناب کے ہیں سب کے سب پایۂ اعتبار سے ساقط ہو کے جاتے ہیں وقت تحریر جواب کے جناب نے ایک آدھ تفسیر بھی اپنے مذہب کی دیکھ لی ہوتی تو اسطرح کا شبہ آپکو واقع نہوتا۔ حضرت عیسی کے قصہ کو ساتھ قصہ جلیبہ کے مماثل فرمانا جناب کا یا مجتہد صاحب کا فہم اور ادراک ہی دور ہے آپکو ایسی بے ٹھکانے باتیں لکھنے گا۔ کمترین کی یہ غرض ہو کہ جب جناب امیر نے بدلے حضرت ام کلثوم کے ایک زن جنیہ اجنبیہ ہمبستر خلیفہ ثانی کے فرمائی اور حضرت ام کلثوم کو ہمبستری خلیفہ ثانی سے بچایا یہ امر تو خلاف شرع حضرت امیر سے واقع ہوا کیونکہ حضرت امیر کو احکام خدا اور رسول کے بدلنے کا اختیار نہ تھا اور ممانعت ہمبستری زن غیر کیواسطے نص قطعی کلام خدا اور رسول میں موجود ہو کہ حاجت تصریح کی نہیں اکابر و اصاغر سب جانتے ہیں پس یہ دعوے آپکا اور مجتہد صاحب کا ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالی باید دانست۔ اسوقت راست اور درست ہو کہ تقلیب شریعت محمدی کا حضرت امیر کو اختیار حاصل ہو جبتک یہ ثابت نہ کیجے گا تب تک کوئی قول آپکا یا کوئی دعوی مجتہد صاحب کا راست تصور نہ کیا جاویگا یہ سب طبعزاد مضامین مخترعہ حضرت مجتہد صاحب ہیں جسکو آپ تنگمرف اور متین جانتے ہیں آپکی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ زن منکوحہ اور زن ہمبستر ہونیکی حلت کی خبر قرآن و حدیث سے تو ثابت کیجے اگر آپ اسکی حلت ثابت کر دیجیے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہو گا کہ آپکی بدولت آزادی بلا قید اُن لوگوں کو حاصل ہو جاویگی اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی اور ساتھ دعائے خیر کے جناب کو یاد کریگی اور پیغمبروں کی اوٹ میں آئمہ اطہار کو لا کر ٹھالنا اور یہ فرمانا۔ ہر فعلیکہ از معصوم

صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالے باید دانست کام ذو العقول نہین احکام انبیا اور احکام ائمہ اور وہ لوگ آمر بہہ لوگ مامور باقی اپنے اپنے فہم کا قصور یا نفس امّارہ کا فتور ۔

دفع الوثوق اولاً اس تقریر کی بنیاد ہی نافہمی پر ہے کیونکہ مولویصاحب مرحوم دربارۂ اشتباہ حضرت عیسی روح اللہ نہ روایات شیعہ کے منکر ہین نہ روایات اہل سنّت کے بلکہ اون کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب خدا نے باانہمہ قدرت ایک یہودی کو مشابہ حضرت عیسے قرار دیکر تمام یہود کو مشتبہ کیا اور کوئی مکر و حیلہ کا الزام خدا پر نہین لگاتا تو اگر جناب امیر نے بھی باانہمہ مجبوری ایک جنیہ کو متمثل کر کے خلیفہ کو مشتبہ کیا تو کیا الزام آسکتا ہے ۔

ثانیاً کمترین کی غرض جو یہان ظاہر ہوئی ہے وہ پہلے نہین ظاہر ہوئی تھی ۔ کیونکہ وہان آپکی تقریر یہ ہے ۔ بھلا حضور غور فرمائین کہ وہ نفس قدسی ایسے امر کے مرتکب ہوئے کہ جسمین معاذ اللہ حیلہ و فریب ناجائز پایا جاوے ۔ اسیکا جواب کنا میان صاحب نے دیا کہ جب خدا نے ایسا کیا ہے تو جناب امیر پر حیلہ و فریب کا الزام کیونکر آسکتا ہے ۔ بہرکیف اب آپکی غرض یہ ہے کہ بتجویز جناب امیر خلیفہ کی ہمبستری مین ایک جنیہ حاضر ہوتی تھی جس سے نکاح نہین ہوا تھا تو جناب امیر اس فعل حرام کے باعث اور مجوز ٹھہرے یہ خلاصہ ہے آپکی تقریر کا ۔ مگر افسوس ہے کہ آپنے اسپر نہین غور کیا کہ زنا کسکی طرف سے ہوا ۔ اور کیونکر ہوا ۔ کیونکہ جب عقد اوسی جنیہ ہی سے ہوا تو پھر زنا کیسا کیونکہ جنیہ تو راضی ہی ہو چکی تھی عقد پر ۔ اوسی سے عقد ہوا تھا ادہر سے تو زنا ہوا نہین باقی رہا زنا از جانب عمر جو بخیال اپنے دوسری عورت سے ہم صحبت ہوئے اور ہے وہ دوسری عورت پس اسکا جواب یہ ہے کہ وطی بالشبہ کا مسئلہ جاری ہوگا دیکھیے شرح وقایہ ولا من وطی اجنبیہ زفت الیہ وقیل ھی عرسک و علیہ مھرھا یعنی جو شخص وطی کرے اجنبیہ سے جو اوس سے نزدیک کی گئی ہو تو اوسپر حد نہین اور مہر واجب ہو سکا ۔ پھر جناب امیر مجوز زنا کیونکر ہوئے ذرا بات سمجھ لیا کیجئے تب منہ سے نکالئے ۔ یہ سب تقریرین بھی اوسی فرض و تسلیم کی بنیاد پر ہے کہ روایت مذکورہ کو دومنٹ کیلئے قبول کرین ورنہ عدم صحت اس روایت کی ظاہر کر چکا ہون ۔ باقی رہی یہ عبارت آپکی ۔ آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون اگر

زن مردوجہ اور زن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن و حدیث سے تو ثابت کیجئے اگر آپ
اسکی حلت ثابت کردینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت
آزادی بلا قید ان لوگون کو حاصل ہوجائیگی۔ اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی ص۵۵
میری سمجھ مین نہ آئی مگر قرینہ سے سمجھتا ہون کہ آپ عموماً عورتونکی حلت کے متمنی ہین بلا قید
نکاح وغیرہ تو خیر ڈبل شکریہ ادا کیجئے۔ آپکے قطب الاقطاب غوث الاعظم شیخ محی الدین عربی
اسکا فتوے دے چکے ہین چنانچہ ملا علی قاری جزری ابن عبد اللہ بن سبکی سے ناقل ہین کہ
محی الدین عربی قائل ہین کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے کنز مکتوم ص۱۹۷
مولوی صدیق حسن خان ابجد العلوم مین کہتے ہین کہ ابن عربی اور ابن فارض و
ابن سبعین اور اونکے اتباع نے کتب مین خصلہ کفر یہ جمع کئے ہین مثل قول وحدۃ وجود
اور تحلیل جمیع فروج کی اور یہ کہ قرآن تمامتر شرک ہے ص۵۹۷۔

چونکہ آپ سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ ہین لہذا آپکو یہ قول اپنے پیر و مرشد کا بہت کچھ مطبوع
خاطر ہوگا۔ لیجئے ایسے بزرگ اسم بامسمّے کی بدولت آپلوگ کو آزادی بلا قید حاصل ہوئی۔
اور شکنجہ شریعت سے مخلصی ہوئی۔ اور اگر آپنے خلع خلافت کیا ہو۔ طریقہ تصوف سے دست بردار
ہوکر امام فقیہ بننا چاہتے ہین تو لیجئے آپکے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کا کھلا مسئلہ موجود ہے
کہ اگر کوئی اپنی مان بہن سے نکاح کرلے تو اوسپر حد نہین ہدایہ جلد اول ص۲۹۶ اور تفسیر کبیر
مین ہے کہ کہا شافعی نے اگر کوئی نکاح کرے اپنی مان کے ساتھہ اور دخول کرے تو اوسپر
حد ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین حد نہین ہے اوسپر۔ اور شرح وقایہ مین ہے کہ
اگر زن اجنبیہ کے ساتھہ جسکو یہ کہا جاوے کہ تیری زوجہ ہے ہمبستری کرے تو اوسپر
حد نہین اسیطرح اگر اپنی کسی محرم کے ساتھہ نکاح کرے تو اوسپر بھی حد نہین اور امام
شافعی کہتے ہین کہ جو بیٹی زنا سے پیدا ہو وہ اپنے باپ پر حرام نہین —

اب ماموں صاحب کو مبارک ہو کہ اونکے بزرگان دین ائمہ شرع متین نے کوئی
قید باقی نہین رکھی غیر تو غیر ہی ہین جنسے پوچھنے کھوجنے کی ضرورت نہین اپنی مان
بہن خالہ پھوپھی بھی امام اعظم کے فتوے سے حلال ہین مگر نکاح پڑھوا کر جسمین
قاضی کو چار تنکہ دینے ہونگے۔ اور بیٹی تو بالکل حلوائے بے دود ہے زنا سے
پیدا کرلو پھر اوسکو شیر مادر سمجھو۔ افسوس ہے ماموں صاحب کو یہ مسائل اسوقت

معلوم ہوئے جب بڑھاپے نے جوانی کی امنگیں نکالدیں اور مشائخ کے زمرہ مین داخل کردیا - ہان مامون صاحب یہ بھی یاد رکھئے کہ آپکے ائمہ دین نے جن محرمات وغیر محرمات کی حلت کا فتوی دیا ہے وہ مخصوص ایک ہی طرف سے نہین بلکہ دونوں طرفسے حسب آیہ نساءکم حرث لکم حسب تفسیر اہلسنت شاہد ہے اور خلیفہ دوم کا عمل درآمد دوسرے طرفسے تھا - ابن عمر کا عام فتوی تھا کہ عورتونکی دبر مین کرنا چاہیئے - دیکھئے تفسیر کبیر وتفسیر درمنثور - صحیح بخاری - فتح الباری وغیرہ اور سنا ہے کہ آپکے مذہب مین تو بیٹی بہن کی تجارت بھی جائز ہے - چنانچہ نواب صدیق حسن خان فتح البیان مین تفسیر آیہ وتجارۃ تخشون کسادھا - ابن مبارک سے ناقل ہین ان المراد بالتجارۃ فی ھذہ الایۃ البنات والاخوات اذا کسدن فی البیت لایجدون لھن خاطبا ص۲۲۵ ج۴ یعنی تجارت سے مراد بہن بیٹیان ہین جو گھر مین ہون کہ کوئی اونکا خواستگار نہ ملے کیا عجب ہے کہ اہل سنت اب اسکی بھی تجارت شروع کرین - زیادہ حد ادب مانع ہی اسکے بعد مامون صاحب نے قصہ حضرت عیسے کو کچھ کتب شیعہ سے بھی ثابت کیا ہی جو تکراری نہین اسیطرح حضرت خضر و یوسف ع کے واقعات کا کتب شیعہ سے ثبوت دیا ہے جس سے بجز حماقت قائل اور کچھ نہین حاصل - کیونکہ یہ سب عین تقریر مولوی کرار علی صاحب مرحوم ہین جنکا منشا یہ ہے کہ جب انلوگون کے افعال باعتبار ظاہر اور تھے اور باعتبار باطن اور کہ حضرت خضر نے بظاہر خون ناحق کیا بلا سبب کشتی توڑ دے اور باطنا عین مصلحت وحکم خدا کے مطابق تھا - اسیطرح حضرت یوسف نے بظاہر اپنے بھائی کو چور بنایا اور درحقیقت وہ چور نہ تھے - تو اگر اسی ظاہر وباطن کے بنیاد پر قول جناب امیر ع قبول کیا جائے تو کیونکر تعجب ہوسکتا ہے - واہ رشید المتکلمین صاحب تو تکفیر وامام مانتے ہین محی الدین کے یہ جواب دین کہ تکفیر اونکی باعتبار ظاہر شرع تھی اور امامت یا ولی اللہ ہونا اونکا باعتبار باطن - مگر جناب امیر کو آپکے یہان وہ درجہ بھی نہین ملتا جو محی الدین کو عطا ہوا - اس محبت وولا کا کیا ٹھکانا ہے -

عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے متعلق مامون صاحب نے اسیقدر گفتگو کی تھی جسکا جواب مختصر طور پر عرض کیا گیا - بعد اسکے کچھ اور مضامین آیات بینات سے منتخب کرکے لکھے ہین جسکا جواب رجم الجمرات مین شائع ہوچکا

اوسکا جواب فضول سمجھ کر خموشی پر عمل کیا - صدہا مرتبہ ایسے امرونکے جوابات ہو چکے ہین جنکے رد پر آجتک کوئی سنی نہ قادر ہوا تو ناحق دماغ سوزی سے کیا فائدہ -

خاتمۃ الکلام

بحث عقد حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ علیہما السلام تو بمنہ تعالے باحسن وجوہ حل ہوا مگر دو تین امر بطور فوائد اور لکھنا مناسب ہے جو طالبان تحقیق کو موجب مزید بصیرت ہو -

فائدہ اولی - ام کلثوم - زید - رقیہ کی تحقیقات کو پھر تین بحثون مین جداگانہ لکھتا ہون -

پہلی بحث زوجیت ام کلثوم - پیشتر ازین بیان ہو چکا ہے کہ تین ام کلثوم زوجیت خلیفہ دوم مین مستقلاً تھین ایک[1] ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ دوسری[2] ام کلثوم بنت عقبہ - تیسری[3] ام کلثوم بنت جمیلہ مادر عاصم بن عمر -

ام کلثوم بنت جرول پر تو تمامی مورخین و محدثین کو اتفاق ہے کہ زوجہ عمر تھی جس سے زید بن عمر پیدا ہوئے - مگر اسمین اختلاف ہے کہ کبسے وہ زوجہ عمر ہوئی ابن حجر عسقلانی اور سیوطی وغیرہ اسکی زوجیت کی حالت کفر سے دونون کے قائل ہین چنانچہ اصابہ مین ہے (۱) زید بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی شقیق عبد اللہ بن عمر المصغر امہما ام کلثوم بنت جرول کانت تحت عمر ففرق بینہما الاسلام لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر فتزوجہا ابو الجہم بن حذیفۃ وکان زوجہا لعمر ذلک ذکر الزبیر وغیرہ فہذا یدل علی ان زیداً ولد فی عہد النبی ص فیکون من ہذا القسم ص ۲ ج ۲ - پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین (۲) ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیۃ کانت زوج عمر بن الخطاب وھی والدۃ عبید اللہ بن عمر بالتصغیر وقع ذکرہا فی البخاری غیر مسماۃ وان عمر طلقہا لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر وسماہا الطبرانی وقال

تن وجہا بعد عمر ابوجہم بن حذافتہ صہ ۹۵ جہ ۴ کہ زید بن عمر بن خطاب برادر مادری
عبید اللہ بن عمر ہے جسکی ماں ام کلثوم بنت جرول تھی جو تحت مین تھی عمر کے
اسلام نے دونون مین تفریق کردی جسوقت آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر
نازل ہوا- پس بعد اوسکے تزویج کیا اوس سے ابو الجہم بن حذیفہ نے اور
اسکے پہلے ام کلثوم مذکورہ زوجۂ عمر تھی ذکر کیا ہے اسکو زبیر بن بکار وغیرہ نے
اس سے معلوم ہوا کہ زید بن عمر کی ولادت عہد نبی مین ہوئی تو دوسرے قسم کا صحابی وہ
بھی ہوا- اور دوسرے مقام پر کہا کہ ام کلثوم مادر عبید اللہ بن عمر کا ذکر بخاری مین
بھی آیا ہے بغیر نام کے اور عمر نے نزول آیہ کے بعد طلاق دیا بعدہ ابوجہم نے اس سے
عقد کیا-

اور علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین فرماتے ہین کہ طلحہ سے روایت ہے کہ بعد نزول آیہ مذکورہ
مین نے طلاق دیا اپنی زوجہ اروی بنت ربیعہ کو اور عمر نے دو زوجہ کو طلاق دیا-
ایک قریبہ بنت امیہ دوسری ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کو اور دوسری روایت مین ہے
کہ خود رسول اللہ نے اس ام کلثوم کا عقد پڑھا ابوجہم سے صہ ۲۰۷ جہ ۶ درمنثور-
غرض ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول حالت کفر خلیفہ سے
انکی زوجیت مین تھی اور حدیبیہ کے بعد سے جو سنہ ۶ مین ہے ان دونون میاں بی بی
مین بوجہہ نزول آیہ مذکورہ مفارقت ہوئی حالانکہ یہ بیان محض غلط ہے چند وجوہ
اول یہ کہ ابو الجہم مذکور معمرین قریش سے ہے جو شریک بناء خانہ کعبہ تھا اور اوسی
قبیلہ سے ہے جو قبیلہ خلیفۂ دوم ہے صہ ۳۲ ج ۷ اصابہ- تو اب خلاف رواج
معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم کے بزرگ بعد خلیفہ اوسکی عورت سے عقد کرین
دوسرے یہ کہ اسی ابو الجہم کا بیٹا عبد اللہ برادری زید بن عمر ہے کہ دونوں کی ماں
ام کلثوم بنت جرول ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے وأخوه زيد الأصغر
وعبيد الله لامهما عبد الله بن ابی جهم بن حذيفة وحارثة بن الخزاعي
وله صحبة صہ ۲۸۱ ج ۲ اور اصابہ مین ہے عبد الله بن ابی الجهم بن حذيفة بن
غانم بن عامر بن عبد الله بن عبيد بن عويج بن عدی بن كعب القرشی العدوی
قال ابن سعد اسلم عام الفتح مع ابيه وخرج الى الشام غازيا فاستشهد

باجنادین وکذا قال البغوی والزبیر بن بکار وغیرهما واسم ابی الجهم عامر
وقیل عبید الله وعبد الله اخو عبید الله بن عمر بن الخطاب لامه امهما ام کلثوم
بنت جرول الخزاعیة وکانت کانت عند ابی الجهم قبل عمر ص۲۲۷ ج ۲ پھر دوسرے
مقام پر فرماتے ہیں عبد الله بن الاقم بن عبید ویقال ابن عامر بن حذیفة
بن غانم هو عبد الله بن ابی الجهم قال الزبیر بن بکار امه ام کلثوم بنت
جرول والدة عبید الله بن عمر بن الخطاب واسلم عبد الله یوم الفتح مع ابیه
واستشهد باجنادین بالشام ص۳۲۴ ج ۲ - خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ عبد اللہ
بن ابی الجہم برادر مادری زید — وعبید اللہ بن عمر جو قرشی وعدوی ہے اور ماں
تینوں کی ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہے اسلام لایا اپنے باپ کے ساتھ
سنہ ۸ فتح مکہ کے وقت تو یہ ام کلثوم قبل عمر ابو الجہم کی زوجہ تھی - یہ عبد اللہ بن ابی الجہم
جو سنہ فتح میں اپنے باپ کے ساتھ اسلام لایا جنگ اجنادین میں شہید ہوا
جو ملک شام میں جنگ ہوئی تھی - جس سے معلوم ہوا کہ ابو الجہم کا بیٹا
عبد اللہ جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا - فتح مکہ یعنی سنہ ۸ میں ایسا جوان
تھا جو باپ کے ساتھ اسلام لایا اور سنہ ۱۱ میں غازیانہ شہید ہوا - تو اب
یہ بیان کہ بعد طلاق عمر سنہ ۶ میں اسکا عقد ابو الجہم سے ہوا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
تیسرے جب ابو الجہم کا اسلام مع فرزند سنہ ۸ میں ہے تو سنہ ۶ میں رسول اللہ نے
اسکا عقد ام کلثوم سے کیونکر پڑھا -

چوتھے جب خود ابن حجر کہتے ہیں کہ ام کلثوم مذکورہ پہلے زوجہ ابو الجہم تھی
جس سے عبد اللہ پیدا ہوا جو سنہ ۸ میں ایسا جوان تھا کہ اسلام لایا اور تین
برس بعد جنگ اجنادین میں شہید ہوا تو یہ قول ابن حجر کہ عمر پہلے شوہر ام کلثوم کے
اور سنہ ۶ میں انہوں نے اسکو طلاق دیا جسکے بعد زوجہ ابو الجہم ہوئی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے -

پانچویں تاریخ خمیس سے حارثہ بن وہب خزاعی کا پیدا ہونا بھی اسی ام کلثوم سے
مذکور ہوا اوسکے متعلق اصابہ میں ہے حارثة بن وهب الخزاعی امه
ام کلثوم بنت جرول بن مالک الخزاعیة فهو اخو عبید الله بن عمر

لامہ ولہ روایۃ عن النبی صلعم و عن حفصۃ بنت عمر و غیرھا ولہ فی
الصحیحین اربعۃ احادیث ص ۱۳۶ ج ۱ - یعنی حارثہ بن وہب خزاعی کی
مان ام کلثوم بنت جرول ہے وہ برادر مادری ہے عبید اللہ بن عمر کا جو
روایت کرتا ہے رسول اللہ صلعم سے اور حفصہ وغیرہا سے اوسکی چار حدیثین
صحیحین مین موجود ہین - پس جب حارثہ بن وہب جو بطن ام کلثوم
سے پیدا ہوا بوقت وفات رسول اللہ صلعم سنہ ۱۱ھ اتنا سن رکھتا تھا کہ راوی
حدیث رسول بنا جسکا سن پانچ سات سال سے کم نہونا چاہیئے تو یہ
دعوی کہ پہلے وہ زوجہ عمر تھی سنہ ۶ھ مین دونون سے مفارقت ہوی کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے -؟

حقیقتی اسی حارثہ اور عبد اللہ بن جہم کو جو بطن ام کلثوم سے تھا کل علما
صحابی اور راوی حدیث بیان کرتے ہین مع بخلاف اسکے زید بن عمر کو جو اسی
ام کلثوم سے تھا اور بقول علمائے اہل سنت حارثہ بن وہب و عبد اللہ
بن ابی الجہم سے بڑا تھا کوئی عالم بجز ابن حجر صحابی ہی نہین کہتا اور راوی
حدیث ہونے کا تو خود ابن حجر کو بھی دعوی نہین تو پھر یہ دعوے کہ عمر نے
سنہ ۶ھ مین طلاق دیا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے -

کوئی برائے خدا ان محققین نامدار سرآمد روزگار سے دریافت کرتا کہ جب ابو الجہم
سنہ ۸ھ تک اسلام ہی نہین لایا تھا - تو رسول اللہ صلعم نے ام کلثوم زوجہ عمر سے
سنہ ۶ھ مین اوسکا عقد کیونکر کیا - اور جب ام کلثوم سنہ ۶ھ مین مسلمان ہی تھی تو عمر نے
طلاق ہی کیون دیا - اور جب اوسکا عقد سنہ ۶ھ مین ابو الجہم سے ہوا تو اوسکا لڑکا سنہ
مین ایسا جوان کیونکر بنا جو قابل قبول اسلام ہوا کہ سنہ ۱۱ھ مین غازی بنکر
شہید ہوا جسکے سن کم سے کم بیس پچیس برس کا سن ہونا چاہیئے - اور اوسی
ام کلثوم سے پھر حارثہ بن وہب کیونکر پیدا ہوا جو بوقت وفات رسول صلعم سنہ ۱۱ھ کم سے
کم چھ سات برس کا تھا اور جسکا باپ حارثہ کافر ہی رہا - ان سب باتون کے ساتھ
زید بن عمر جو بڑا بھائی ہے نہ صحابی ہے نہ راوی حدیث اور اسکے چھوٹے بھائی
عبد اللہ بن ابو الجہم و حارثہ بن وہب وقت وفات رسول صلعم جوان ہین صحابی ہین

راوی حدیث ہین۔

اب اصلیت اس واقعہ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ پہلے زوجۂ ابو الجہم تھی جسکا اقرار ابن حجر کو بھی ہے۔ اوس سے عبد اللہ بن ابو الجہم پیدا ہوا۔ جو باپ کے ساتھ ۸ھ مین مشرف باسلام ہوا۔ اور ۱۳ھ مین اجنادین کی لڑائی مین قتل ہوا۔

بعد مفارقت ابو الجہم زوجیت وہب خزاعی مین آئی جس سے حارثہ بن وہب پیدا ہوا جو عبد اللہ بن ابو الجہم سے خورد سال ہے کیونکہ عبد اللہ بوقت وفات رسول ص پورا جوان تھا۔ اور حارثہ کا اتنا سن تھا کہ حدیث رسول ص یاد کیا اور اوسکا باپ وہب کافر ہی رہا جیسا کہ اصابہ مین ہے۔ وہب بن حرب کو صحابی کہنا غلط ہے صواب یہ ہے کہ حارثہ بن وہب صحابی تھا ص۳۳۳ ج ۳ جس سے علما کا اشتباہ اور وہب کا غیر صحابی ہونا بھی ظاہر ہوا۔ اسکے بعد وہ زوجیت عمر مین آئی تو طلاق دینا عمر کا ۶ھ مین اور اوسکے بعد ابو جہم کے نکاح مین آنا یقینی غلط ہوا۔

یہ تو ایک اشتباہ ہے۔ دوسرا اشتباہ سنئے کہ چند جگہ تو ام کلثوم بنت جرول لکھا ہے اور ایک جگہ ام کلثوم بنت عمرو بنت جرول اور تیسرے مقام پر لکھتے ہین ملیکہ بنت ابی امیہ لہا ذکر فی طبقات النساء من طبقات ابن سعد و ان عمر طلقہا لما نزلت و لا تمسکوا بعصم الکوافر فتزوجہا معویۃ وہی والدۃ عبید اللہ بالتصغیر بن عمر بن الخطاب ص۲۷۰ ج ۴ کہ ملیکہ بنت ابی امیہ کو عمر نے بوقت نزول آیہ و لا تمسکوا طلاق دیا جسکے بعد معویہ نے اوس سے عقد کیا اور وہ والدہ ہے عبید اللہ بن عمر بن خطاب کی۔

اب کوئی سنی برائے خدا کہے کہ ان تین قولون سے کون قول صحیح ہے ام کلثوم بنت جرول یا ام کلثوم بنت عمرو بن جرول یا ملیکہ بنت ابی امیہ زوجۂ عمر تھی جسکو بعد نزول آیہ طلاق ہوا اور ان تینون مین کون والدہ عبید اللہ و زید ہے کیونکہ بقول ابن حجر تینون مادر عبید اللہ ٹھہرتی ہین تو تینون مادر زید بن عمر بھی ٹھہرین سبب تحقیقات علامہ ابن حجر کی ہے اب ذرہ

اونکی تحقیقات ملاحظہ ہو جو اہلحدیث کے امام ہین اور اونکی کتاب صحیح ہے کہ
قرآن بھی اوتنا صحیح نہین یعنی امام بخاری صاحب جو ایک جگہ فرماتے ہین
حتی بلغ بعصم الکوافر فطلق عمر یومئذ امرأتین کانتا لہ فی الشرک
فتزوج احدیٰہما معویۃ بن ابی سفیان والاخریٰ صفوان بن امیۃ
ص۳ فتح الباری جلد ۲ بعدہ لکھتے ہین وحکم علی المسلمین ان لا تمسکوا
بعصم الکوافر ان عمر طلق امرأتین قریبۃ بنت ابی امیۃ وبنت جرول
الخزاعی فتزوج قریبۃ معویۃ وتزوج الاخریٰ ابو جہم ص۲ج۳ اور تیسرے مقام پر
لکھتے ہین عن ابن عباس کانت قریبۃ بنت ابی امیۃ عند عمر بن الخطاب فطلقہا
فتزوجہا معویۃ بن ابی سفیان ص۱۹۳ ج۴ (۱) بعصم الکوافر کے نزول کے بعد
عمر نے طلاق دیا دو عورتون کو جو اوسکے ساتھ بحالت شرک سے ایک سے
معویہ نے عقد کیا دوسری سے صفوان بن امیہ نے (۲) عمر نے قریبہ بنت ابی
امیہ کو اور بنت جرول کو طلاق دیا ایک سے معویہ نے عقد کیا دوسری سے
ابو جہم نے (۳) قریبہ بنت ابی امیہ عمر کے پاس تھی اوسکو عمر نے طلاق دیا جس سے
معویہ نے عقد کیا۔

جب خود صحیح بخاری کی ایک حدیث مین اتنا اختلاف ہے تو اہل سنت کس
روایت پر ایمان لائینگے۔ یہان پر خود ابن حجر کو بھی تاب ضبط باقی نرہا
بخاری پر اعتراض کر بیٹھے۔ چنانچہ قریبہ بنت ابی امیہ کی شرح مین لکھتے ہین
یہ بہن ہین حضرت ام سلمہ کی اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت تک
جو زمانہ مابین حدیبیہ و فتح مکہ ہے قریبہ نے اسلام نہین قبول کیا تھا۔ و
فیہ نظر کیونکہ نسائی سے بسند صحیح ثابت ہے کہ اوسکی ہجرت قدیم ہے
کیونکہ حضرت کا عقد ام سلمہ سے بعد احد ہے اور اوسوقت قریبہ مدینہ مین
تھی۔ اور اسلام لاچکی تھی۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ وہ بغرض زیارت اپنی
خواہر ام سلمہ کے مدینہ آئی ہو یا اپنے شوہر عمر کے ساتھ تھی ہو مگر اپنے دین پر
یعنی کافرہ تھی ہو تو صرف اوسکی حاضری سے وقت عقد حضرت ام سلمہ اوسکا اسلام

نہین ثابت ہو سکتا۔ مگر اس احتمال کا رد اس سے ہوتا ہے کہ عبدالرزاق زہری سے
راوی ہین کہ عمر نے جن دونو عورتون کو طلاق دیا وہ مکہ مین تھین تو اب مقیم مدینہ
ہونا اوسکا غلط ہوا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ام سلمہ کی دو بہنین تھین اور دونوکا
نام قریبہ تھا ایک قریبہ وقت عقد ام سلمہ مسلمان تھی اور دوسری کافرہ تھی جو زوجۂ
عمر تھی۔ اسکا موید یہ ہے کہ ابن سعد نے طبقات مین لکھا ہے قریبہ صغریٰ زوجہ
تھی عبدالرحمن بن ابی بکر کی ص ۱۹۳ ۔
دیکھا آپنے تحقیقات اہل سنت کو کہ جتنے منہ اوتنی باتین صحت صحیح بخاری کے لئے
کتنی تاویلین کی گئین۔ اور کوئی بات ٹھیک نہوئی۔ قریبہ جب زوجہ عبدالرحمن سے
تو زوجہ عمر کیونکر ہوئی۔ یہان پر تو ابن حجر نے ایک بات بنادی کہ ممکن ہے دو قریبہ ہون
مگر اصابہ مین تصریح کردی کہ ہو ایک قریبہ تھی جسکو ابن سعد قریبہ صغریٰ کہتے
ہین جو زوجہ عبدالرحمن بن ابی بکر تھی ص ۱۸۵ یہان پر قریبہ نامی جتنی عورتین ہین اونکی
یہ فہرست ہے قریبہ بنت ابی امیہ زوجہ عبدالرحمن جو مذکور ہوئی قریبہ بنت زید۔
قریبہ بنت ابی سفیان قریبہ بنت ابی قحافہ خواہر ابوبکر ص ۱۸۵ اسکے سوا کوئی
قریبہ نہین جو زوجہ عمر کہلائے۔
اب فرمایے کہ ابن حجر کے نام پر روؤن یا بخاری کے نام پر جو ایک دوسرے کے
مخالف ہین اور اصل واقعہ کے سب خلاف ہین۔ تعجب یہ ہے کہ کہان تو
میان عمر کی یہ شوکت بیان ہوتی ہے کہ اونکے اسلام لانے سے قریش کی
قوت نصف ہو گئی مسلمانونکی عزت بڑھگئی اور کہان یہ کہ دو دو کافر عورتونکے
پیچھے بن ہین نہ اون پر کوئی داؤ چلتا ہے نہ زور ایسا بہادر با اثر جوشیلا
مسلمان اپنی جوڑؤن کو بھی مسلمان نہین کر سکتا تو کیا کر سکتا ہے۔
بہر حال بخاری و ابن حجر کا یہ مقولہ کہ عمر نے بعد نزول آیہ سنہ ۶ مین ام کلثوم
بنت جرول کو طلاق دیا جسکے بعد اوسکا عقد ابو الجہم سے ہوا غلط ہے
ہان یہ ہو سکتا ہے کہ قریب وفات رسول اللہ یا بعد وفات وہ عقد عمر مین آئی
جس سے پہلے عبید اللہ بن عمر پیدا ہوا بعدہ زید بن عمر۔ جسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ

شاہ عبد العزیز صاحب وجہ تسمیہ زید میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ دوم کے بھائی
زید بن خطاب سنہ ۱۲ھ جنگ یمامہ میں قتل ہوئے تھے جس سے نہایت رنج ہوا تھا
اسی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام زید رکھا۔

دوسری بحث زید بن عمر کی ہے جسکی ولادت بطن ام کلثوم بنت جرول سے بکر روایات
ہو چکی ہے کہ وہ برادر حقیقی عبید اللہ بن عمر ہے اور برادر مادری عبد اللہ بن ابو الجہم
و حارثہ بن وہب خزاعی ہے۔

مگر وہی علما جنکے تحقیقات کی حالت مذکور ہوئی اور جنکو ابھی تک دو ام کلثوم کی حالت
نہیں معلوم ہوئی کذا فی الاصابہ ص ۲۹۵ ج ۸ تین زید تین ام کلثوم کیلئے بیان کرتے
ہیں اول زید بن عمر بطن ام کلثوم بنت جرول سے۔ دوسرے زید بطن ام کلثوم
جمیلہ سے جیسا کہ مسعودی کا بیان ہے تیسرے زید بطن ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے جو بروایت زہری حدیبیہ سے زوجیت عمر میں آئی۔
اور ابن حجر اسکو زوجہ زید بن حارثہ بتاتے ہیں کہ زید و رقیہ دونو اسی
ام کلثوم سے پیدا ہوئے تھے۔ ج ۲ پس چونکہ روایت صحیح عطاء خراسانی
میں اور کوئی واقعہ نہیں مذکور ہے بلکہ صرف زید و ام کلثوم ماں کا ساتھ مرنا
بیان ہوا ہے بلا تصریح ابنیت زید و بنتیت ام کلثوم تو ممکن ہے یہی زید و
ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کا کل قصہ ہو جسکا مؤید زید و رقیہ کا حقیقی بھائی
بہن ہونا بھی ہے۔

اور اگر اون روایات غیر صحیحہ پر خیال کیا جائے جنمیں علاوہ موت زید و ام کلثوم
یہ بھی مذکور ہے کہ زید خانہ جنگی بنی عدی میں زخمی ہوا اور ماں اوسکی پہلے
سے بیمار تھی کہ دونوں نے ساتھ وفات کی۔ تو ضروری ہوا کہ اس واقعہ
کو زید بن عمر سے متعلق کریں جسکی ماں ام کلثوم ہے۔ لہذا التحقیق تعداد
زید بن عمر لازم ہے۔

متقدمین کی کتابیں تو صرف ایک زید بن عمر کی قائل ہیں جیسا کہ مروج الذہب
مسعودی اور کتاب المعارف ابن قتیبہ میں ہے مگر مسعودی اسی زید بن عمر کو

برادر حقیقی عاصم لکھتا ہے جسکی مان ام کلثوم جمیلہ تھی۔ اور ابن قتیبہ اسی زید کو بطن حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے قرار دیتے ہین۔ مگر بعض متاخرین نے دو زید قرار دیا ہے ایک بطن حضرت ام کلثوم سے جسکا زید اکبر نام رکھا ہے دوسرا بطن ام کلثوم بنت جرول سے جسکو زید اصغر کہتے ہین جسکا بطلان اسی سے ظاہر ہے کہ اوسکی ولادت عہد رسول مین بیان کرتے ہین تو وہ اصغر کیونکر ہوا۔ بہرحال اگر ان کل اقوال کی صحت تسلیم کیجاے تو لازم آتا ہے زید بن عمر تین ہون ایک بطن ام کلثوم بنت جرول سے جو اتفاقی ہے۔ دوسرے بطن ام کلثوم بنت عاصم سے تیسرے بطن حضرت ام کلثوم سے بلکہ دو زید کا اور اضافہ لازم آتا ہے ایک بطن ام کلثوم بنت عمرو بن جرول سے دوسرے بطن ملیکہ بنت ابی امیہ سے کیونکہ زید برادر حقیقی عبید اللہ بن عمر ہے اور عبید اللہ خلیفہ کی تین بیبیون سے ہے تو زید بھی ان تین بیبیون سے ہوے اب کل تعداد زید بن عمر کی پانچ قرار پاتی ہے۔ حالانکہ بجز ایک زید بن عمر اور ایک ام کلثوم کے کسی دوسرے زید اور ام کلثوم کا حال کتب تواریخ و رجال مین نہین ملتا۔ بلکہ ابن قتیبہ اور مسعودی نے تو تصریح کردی ہے کہ زید بن عمر ایک ہی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اصل زید بن عمر بھی ایک تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے پیدا ہوا جسپر تمامی علماے و مورخین و محدثین کا اتفاق ہے نہ دوسرا نہ تیسرا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ خمیس۔ اصابہ۔ معارف ابن قتیبہ وغیرہ مین جہان اس واقعہ وفات زید و ام کلثوم کو لکھا ہے وہان ام کلثوم کو بلا قید بنتیت لکھا ہے جیسا کہ اصابہ سے مذکور ہوا۔ اور جہان زید و ام کلثوم کو علیحدہ لکھا ہے وہان کچھ نہین لکھا جس سے معلوم ہوا کہ خود ان علما کو بھی ابھی اوسکی تحقیق نہین ہوئی۔ اسیوجہ سے کسی ام کلثوم کی وفات کو بھی نہ لکھ سکے تو اب یقینی طور پر معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ اوسی زید بن عمر کا ہے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا جسپر سبکو اتفاق ہے جیسا کہ ام کلثوم مین اونکو اشتباہ ہوا کہ تین چار اصلی ام کلثوم کو مخفی کر کے حضرت ام کلثوم بنت علی کی طرف زوجیت کی نسبت کی ویسا ہی اس ام کلثوم کے فرزند

حال زید

تیسری بحث متعلق رقیہ ام کلثوم

زید کے بارے مین بھی اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول سے منتزع کرکے حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا۔ جسکی بدیہی دلیل علاوہ شرکت کربلا یہ ہے کہ اکثر علمائے اہل سنت وفات حضرت ام کلثوم کو قبل یا بعد عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہین جو سنہ ۸۰ھ کا واقعہ ہے

تیسری بحث رقیہ دختر ام کلثوم کی ہے جسکی نسبت بھی حضرت ام کلثوم ع کیطرف کیگئی ہے کہ زید و رقیہ دو لڑکے بطن حضرت ام کلثوم سے پیدا ہوئے جسکے متعلق بھی مین سابقاً لکھہ چکا ہون کہ نہ عقد حضرت ام کلثوم ہوا نہ زید و رقیہ پیدا ہوئے۔ تسلیم عقد پر بھی یہ ولادتین باعتبار سن ولادت و سن عقد و سن وفات محال ہے مگر کچھہ نئی تحقیقات اہل سنت کی یہان گذارش کرتا ہون۔

اولاً یہ کہ جو لوگ قائل بوقوع عقد ہین اور ولادت بھی مانتے ہین اونمین بھی خود اختلاف ہے کہ آیا صرف زید پیدا ہوا یا رقیہ بھی۔

ثانیاً۔ نام مین بھی اختلاف ہے چنانچہ کتاب المعارف مین ابن قتیبہ صاحب اسکا نام فاطمہ بتاتے ہین عف۶

مگر اسپر یہ ترقی کی کہ رقیہ کے نکاح کے بھی قائل ہوئے اور حضرت عمر کا داماد بھی بنا چھوڑا۔ چنانچہ تاریخ خمیس مین ہے کہ رقیہ خواہر زید اکبر کا عقد ابراہیم بن نعیم سے ہوا صفحہ ۲۸۳ جز ۲ اور اصل موجد اس قول کا بلادری ہے جیسا کہ اصابہ مین ہے قلت وعند البلادری انہ کانت عندہ رقیۃ بنت عمر ابن ام کلثوم بنت علی صفحہ ۱۹۲ جز ا

اب اسکی حالت ملاحظہ ہو کہ یہ ابراہیم بھی قبیلہ بنی عدی سے ہے جو قبیلہ خلیفہ دوم ہے ابن سعد کہتے ہین کہ اسامہ نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا تھا جو جوان تھی اوسی سے اسکا عقد ہوا۔ اور زبیر بن بکار ناقل ہے کہ عمر نے اس ابراہیم سے اپنی ایک بیٹی کا نکاح کردیا تھا۔ اس قول مین نہ نام لڑکی کا مرقوم ہے نہ اوسکی مان کا نام۔ ابو نعیم محدث اس حال مین قائل

تضعیف ہے۔ ان اختلافوں کے بعد اب اصلیت اس واقعہ کی سنئے کہ اوسی اصابہ ہے وقال مصعب الزبیری کانت تحت ابراھیم ابن نعیم بن النحام بنت لعبد الله (لعبید الله) بن عمر الخطاب فماتت فاخذ عاصم بن عمر بن الخطاب بیدہ فادخلہ منزلہ واخرج الیہ ابنتیہ ام عاصم وحفصۃ وقال لہ اختر فاختار حفصۃ فزوجھا لہ فقیل لہ ترکت ام عاصم وھی اجملھما فقال رأیت جاریۃ رابعۃ (ربعۃ) وبلغنی ان آل مروان ذکروھا فقلت لعلھم ان یصیبوا من دنیاھم فتن وجھا عبد العزیز بن مروان صہ۱۹۳ ج ا۔ کہا مصعب زبیری نے کہ ابراہیم بن نعیم کے تصرف میں تھی دختر عبداللہ (عبید اللہ) بن عمر جب وہ مرگئی تو عاصم برادر عبداللہ بن عمر نے ابراہیم کا ہاتھ پکڑکر گھر میں داخل کیا اور اپنی دونوں بیٹیوں ام عاصم وحفصہ کو اوسکے سامنے پیش کیا کہ جسے چاہو ان دونوں میں اختیار کرو۔ ابراہیم نے حفصہ کو پسند کیا اور اوس سے عقد ہوا کسی نے کہا کہ تو نے ام عاصم کو چھوڑ دیا جو بہت حسین ہے ابراہیم نے کہا کہ میں نے اسکو نوخیز لڑکی پایا اور یہ بھی سنا تھا کہ آل مروان اسکا تذکرہ کرتے ہیں تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس لڑکی کی بدولت ان لوگوں کو کچھ مال ہاتھ آجائیگا اونکے دنیا سے۔ اسکے بعد ام عاصم کا نکاح ہوا عبدالعزیز بن مروان سے جس سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوا۔

سنا آپنے! یہی تحقیقات ہے اہل سنت کی جسپر سبکو ناز ہے کہاں عبداللہ یا عبید اللہ بن عمر کی بیٹی عمر کی بیٹی بنالی گئی۔ ابراہیم یکے بعد دیگرے پوتی داماد تھا صلبی داماد بنایا گیا۔ بلاذری صاحب کو جو پینک آئی تو یہ گپ ہانکی کہ وہ رقیہ تھی حضرت ام کلثوم کے بطن سے اندھے کو سوجھے ہرا ہی ہرا۔ وہی نقل ہے۔ حالانکہ ہم ابھی بیان کرچکے ہیں کہ

رقیہ و زید کی پیدائش بطن ام کلثوم بنت عقبۃ بن ابی معیط سے ہوئی صواعق محرقہ ص ۲ اصابہ جو بروایت زہری حدیبیہ کے وقت سے زوجیت عمر میں آئی جیساکہ تفسیر کبیر میں ہے۔ جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ جہاں بوجہ اشتراک نام رواۃ و علما کو زوجیت ام کلثوم میں اشتباہ ہوا کہ تین بلکہ چار ام کلثوم کے زوجہ عمر ہونے سے حضرت ام کلثوم کی طرف سے نسبت کی گئی۔ وہان زید کو بھی ام کلثوم بنت جرول سے خواہ ام کلثوم بنت عقبہ سے جو مادر زید و رقیہ دونوں ہے منتزع کرکے حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا حالانکہ نہ اصل نکاح کا وجود ہے نہ زید و رقیہ کی ولادت کا جو محال محض ہے کما مر۔

نظائر اشتباہ

ان اشتباہوں کے نظائر گو سابقاً مرقوم ہوئے۔ مگر دو نظیرین جدید اور مذکور ہوتی ہین۔ اول یہ کہ اصابہ مین ہے برکۃ بنت النبی صلعم ذکرھا بعض من جمع رجال العمدۃ للحافظ عبد الغنی فاورد فی اول الکتاب شیئا من الترجمۃ النبویۃ ثم قال فولدت لہ خدیجۃ القاسم ثم برکۃ ثم زینب ثم رقیۃ ثم فاطمۃ ثم ام کلثوم ثم قال و ذکر مثلہ ابن سعد الکندی لمریذکر برکۃ ص ۸۳ بعد اوسکے فرماتے ہین برکۃ بنت النبی صلعم تقدمت فی القسم الثانی ثم ظہر لی انہ غلط نشاء عن تحریف وذلک ان برکۃ مولاۃ النبی صلعم کانت تربی اولادہ من خدیجۃ فلما ولدت القاسم خدمتہ برکۃ فکانہ کان فی الذی نقل منہ ہذا المصنف کذلک فتحرفت علیہ الکلمۃ حتی ظنہا وشقیقۃ برکۃ واللہ اعلم ص ۸۵ ۔ یعنی برکہ دختر نبی ہے جسکو ذکر کیا ہے بعض جامعین رجال حافظ عبد الغنی نے کہ حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے قاسم پھر برکۃ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن سعد نے۔ ابن حجر کہتے ہین میرے نزدیک ذکر برکۃ غلط ہے جسمین تحریف ہوئی ہے کیونکہ برکت خادمہ نبی صلعم تھی جو تربیت کرتی اولاد حضرت خدیجہ کی پس جب پیدا ہوئے قاسم بن نبی صلعم تو یہی برکۃ اونکی خدمت کرتی۔ کیا عجب ہے کہ اسی کلمہ مین تحریف

ہوئی جو اوسنے یہ گمان کیا کہ برکۂ قاسم کی حقیقی بہن ہے ۔
لیجیے صاحب یہ تحقیق ہے محققین اہل سنت کی جو خادمہ کو خواہر حقیقی سمجھتے
ہین اور اس عمدگی سے کہ ترتیب ولادت بھی بیان کی۔ یہ تحقیقات خاص
رسول اللہ ؐ کے بیٹا بیٹی کے متعلق ہے ۔
اب دوسرا واقعہ خود خلیفہ دوم کے اولاد اور ازواج کا سنیے جنکی خاص یہ لوگ
امت ہین اوسی اصابہ مین ہے ۔ جمیلہ بنت ثابت بن ابی افلح خواہر عاصم زوجہ
عمر ہے جسکی کنیت ام عاصم ہے اصل مین اوسکا نام عاصیہ تھا ۔ رسول اللہ ؐ
نے جمیلہ نام رکھا ۔ اس سے عمر کا عقد سنہ ۷ھ مین ہوا جس سے عاصم پیدا ہوا ۔
بعدہ طلاق دیا عمر نے جس سے یزید بن حارثہ نے عقد کیا ۔ اوس سے عبدالرحمن
بن یزید پیدا ہوا ۔
دوسری روایت یہ ہے کہ زوجہ عمر عاصیہ نے جب اسلام قبول کیا تو عمر سے کہا یہ نام
میرا اچھا نہین دوسرا نام بدلدو عمر نے جمیلہ رکھا ۔ اوسپر وہ غصہ ہوئی اور رسول
اللہ ؐ سے فرمائش کی حضرت نے بھی یہی نام تجویز کیا ۔
تیسری روایت ابن ابی شیبہ سے یہ ہے کہ یہ لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام
عاصیہ تھا رسول اللہ ؐ نے جمیلہ نام رکھا ۔
چوتھی روایت یہ ہے کہ ایک لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام عجمی تھا عمر نے اوسکا نام
جمیلہ رکھا ۔ جسکی اوسنے شکایت رسول اللہ ؐ سے کی حضرت نے بھی یہی نام رکھا
الخ۔ ص۵۰۰ اصابہ ج۴
ان سب تحقیقات کے بعد سنیے کہ پھر ابن حجر اصابہ فرماتے ہین جمیلہ بنت عمر بن خطاب
نام اوسکا عاصیہ تھا جمیلہ رکھا گیا ۔ ابن ابی شیبہ حماد سے روایت کرتے ہین کہ
عمر کی بیٹی عاصیہ تھی جسکا نام رسول اللہ ؐ نے جمیلہ رکھا ۔ اسپر ابن اثیر نے
اعتراض کیا ہے کہ یہ قصہ عمر کی زوجہ کا ہے نہ اوسکی بیٹی کا کیونکہ اسی اسناد سے
حماد نے روایت کی ہے کہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح ہے جسکا نام عاصیہ تھا
اور بعد اسلام جمیلہ رکھا گیا ۔ ایسا ہی روایت کیا ہے ۔ حالانکہ اسکو نقل کیا ہے

کتاب ابن منده سے جسمین یہ ہے کہ رسول اللہ نے عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا
نہ اوسکو زوجہ عمر کہا ہے نہ اوسکی بیٹی۔ مگر اسکے قبل مرسل واصل بن ابی شیبہ
لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زوجۂ عمر تھی۔ پس اوسکے نقل بالمعنے
کرنے مین یہ تصرف ہوا۔ ولا مانع ان یغیر اسم المرءة و البنت اور نہین مانع
ہے اس سے کہ عورت کا نام بدل جاے اور بنتیت بھی کہ کسی بیٹی تھی صـ ۵۰۸
اصابہ ج ۴

عورتوں کی نام کی تبدیل

پس جن محققین و محدثین اہلسنت کے تحقیقات عالیہ کا یہ درجہ ہو کہ لونڈی کو بیٹی
اور بیٹی کو جورو یا جورو کو بیٹی بنا دین اور مسلسل روایت در روایت ہونے لگے۔ وہ بھی
کہان کہ خاص خلیفہ دوم کی اولاد و ازواج ہین جسکی تحقیقات مین ابن حجر کو یہ
اکوہ کنی کرنے پڑی کہ علانیہ کہدین عورتون کے نام اور بنتیت کے بدلجانے سے
کوئی مانع نہین۔ تو اونکی تحقیقات سے اس اشتباہ نام ام کلثوم و زید کے
بارے مین کیونکر تعجب آسکتا ہے۔ کیونکہ ہر ہر جز اس عقدہ کا اشتباہ
علما پر ایسا جید گواہ ہے کہ دوسرے گواہونکی ضرورت بھی نہ رہی۔ بالاتفاق
کل علما ام کلثوم مخطوبہ عمر کو ۱۷ھ مین چار پانچ برس کا سن بتاتے ہین جو بجز ام کلثوم
بنت ابو بکر کے کسی مین نہین پایا جاتا جس سے خطبہ کرنا عمر اور اوسکا انکار کرنا
یقینی ہے۔ چنانچہ کتاب المعارف مین یہی ہے واما ام کلثوم بنت ابی بکر
فخطبها عمر بن الخطاب الی عائشة فاتفقت وكرهت ام كلثوم فاختالت
حتی امسك عنها و تزوجها طلحة بن عبيد الله فولدت له زكريا و
عائشة ثم قتل عنها فتزوجها عبد الرحمن بن عبد الله بن ابی
ربيعة المخزومی صـ ۵۸ یعنی عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم بنت ابی بکر کا عائشہ سے
عائشہ نے اقرار کیا مگر ام کلثوم نے کراہت کی پس عائشہ نے حیلہ کرکے
عمر سے اوسکو بچا لیا۔ بعدہ اوسکا عقد طلحہ سے ہوا۔ جس سے زکریا و
عائشہ پیدا ہوے۔ بعد قتل طلحہ اوسکا عقد عبد الرحمن بن عبد اللہ بن
ابی ربیعہ مخزومی سے ہوا۔

اسیطرح بعد عمر عون بن جعفر سے عقد ہونا - جنکی وفات عہد عمر مین ہے بجنگ
تستر اسیطرح زید و رقیہ کا پیدا ہونا اور ساتھہ ام کلثوم و زید کا بعہد
معاویہ مرنا جسکو مین نے خود اصابہ سے ظاہر کیا کہ زید ام کلثوم بنت
جرول زوجۂ عمر سے پیدا ہوا اسا ور حضرت ام کلثوم بہ اتفاق فریقین
معرکہ کربلا مین شریک تھین جو بعد معاویہ کا قصہ ہے -

بہر حال ہمنے علماے اہلسنت کے تحقیقات کی تصویر بھی کھینچ دی اور دو زید
اور ایک رقیہ کے ماؤن کا نام ام کلثوم ہونا - اور زوجۂ عمر ہونا بھی ثابت
کر دیا - اور زوجیت عمر مین رہنا بھی ثابت کر دیا - اب اسکے بعد اہل سنت کو
اختیار ہے کہ راہ حق اختیار کرین یا از راہ کجروی اون علما کی پیروی کرین
جو خلیفہ دوم کی زوجہ کو بیٹی اور بیٹی کو زوجہ بناتے ہین -

چونکہ [illegible] پشت تک نسب نامہ خلیفہ کا سابقاً مرقوم ہوا - اور یہان اونکے
دو پشت کی تحقیقات مین اوقات ضائع کرنی پڑی لہذا تیسری پشت کا حال
بھی مختصر عرض کرتا ہون کہ خلیفہ دوم کی نسل کی بی بیان ہمیشہ اون مردون
کے تحت مین رہین ہین جنپر زمانہ کا زمانہ لعنت کرتا ہے - چنانچہ ام سلمہ
بنت ابوبکر بن عبید اللہ بن عمر کو زوجیت حجاج کا فخر ملا - اور ام مسکین
بنت عاصم بن عمر پہلے ہمخوابہ یزید بن معویہ ہوئین اور یزید نے جب چھوڑا
تو عبید اللہ بن زیاد کی جورو بنین جیساکہ کتاب المعارف مین ہے صفحہ ۶۲ صدق اللہ
الخبیثات للخبیثین - اہل سنت نے ایسے ہی واقعات کے محو کرنے کے
لیے یہ ترکیبین نکالی ہین کہ خاندان رسالت مین اس قسم کے واقعات کا افترا کیا
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

فائدۂ دوم اس تحقیقات مین زبیر بن بکار کا نام چند جگہ آیا ہے جسکی تضعیف
[illegible] کنز مکتوم مین لکھی ہوئی ہے کہ بقول سلیمانی منکر الحدیث اور واضعین حدیث
سے ہے وہی موجد اول اس افترا و تہمت کا ہے جیساکہ کلام جناب
شیخ مفید اور شہر بن آشوب علیہم الرحمۃ سے مذکور ہوا بنا بر اون

نسل کا حال خلیفہ دوم

بن بکار

کچھ اور حال اسکی عداوت کا ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے لکھتا ہون
تاریخ کامل مین ہے کہا احمد بن سلیمان بن ابی شیخ نے کہ زبیر
بن بکار علویون سے بھاگ کر وارد عراق ہوا - کیونکہ یہ زبیر اونلوگونکو
برا بھلا کہتا گالی دیتا تھا جبکہ اونہون نے دھمکایا تھا کہ تجھے
قتل کرینگے - اسنے اپنے چچا مصعب بن عبد اللہ بن زبیر سے کہا
کہ میرا حال معتصم باللہ خلیفہ تک پہونچاؤ - جب دیکھا کہ اوسکا چچا ادھر
توجہ نہین کرتا - بلکہ انکار کرتا ہے اوسکے حال سے اور ملامت کرتا
ہے - تو احمد بن سلیمان سے شکایت کی اور کہا کہ چچا کو راضی کردو میرے
بارہ مین - احمد نے اوسکے چچا سے شکایت کی کہ کیون زبیر بن بکار
کے حال پر توجہ نہین کرتا - اوسکے چچا نے کہا کہ زبیر مین جہالت
ہے اور شرارت تم اوسکو سمجھاؤ - کہ علویون کو راضی و خوشنود
کرے اور اونکے رنج و کدورت کو زائل کرے - کیا تمنے مامونکو نہین
دیکھا کسطرح اون لوگون سے ملائمت کرتا اور درگذر کرتا اور کسقدر
مائل تھا اونکی طرف و اللہ یہ امیر المومنین (معتصم باللہ) اس بارہ مین
مامون کا مساوی ہے یا اوس سے بھی زیادہ - کسیطرح مین علویونکی
برائی اسکے سامنے نہین بیان کرسکتا - تم بھی زبیر کو سمجھاؤ کہ علویونکی
ہجو و مذمت سے باز آئے صفحہ ۱۷۹ ج ۶ کامل

جہالت و شرارت زبیر بن بکار

یہ زبیر بن بکار اولاد سے ہین حضرت زبیر کے جو جنگ جمل مین سپہ سالار لشکر بی بی عائشہ کے تھے ہین کے
فرزند عبد اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ و ابن عباس کو کہ مین
قریب چاہ زمزم غار مین بند کیا تھا - لکڑیان جمع کی تھین کہ آگ لگاکر
ان حضرات کو جلادین - اس عبد اللہ نے بہ روز تک خود رسول اللہ
پر صلوۃ وسلام بھیجنا ترک کردیا تھا بایں خیال کہ اس سے محمد بن حنفیہ
و ابن عباس کو ایک گونہ حظ میسر ہوتی ہے بلکہ ایکدفعہ ابن زبیر نے کہا
کہ ہم چالیس برس سے تم اہل بیت کی عداوت کو اپنے دلمین چھپائے ہین

ص۴۳ ج۶ کامل مروج الذہب مسعودی۔
اسی زبیر کے اولاد سے یہ زبیر بن بکار ہے جسکو جناب امیرؑ اور سائر
علویین سے ایسی عداوت تھی کہ علانیہ گالیان دیتا تھا۔ اوسی زبیر
بن بکار کے بیان پر یہ سب افترا پردازیان کیجاتی ہین۔ جو ایسا دشمن
ہو اوسکو اپنی کتاب مین افترا پردازی مین کب تامل ہوگا۔
فائدہ سوم۔ اثنائے تحریر مین کچھ نسب نامہ خلفا کا بھی تذکرہ آیا ہے
اوسکے متعلق ایک جدید فائدہ یہان گذارش کرتا ہون اصابہ مین ہے
کہ امیہ بنت عفان۔ عثمان خلیفہ کی بہن زمانہ جاہلیت مین مشاطہ تھی جسکا
نکاح حکم بن کیسان بن مخزومہ سے ہوا تھا ص۲۶ ج۴۔ اور یہ حکم خلیفہ
سوم کا بہنوئی حجام تھا جیسا کہ اصابہ مین ہے ص۱۲ ج اول تن وجا الحکم
بن کیسان مولی بنی مخزومی وکان حجاماً امیۃ بنت عفان اخت عثمان
وکانت مشاطۃ۔ واقعاً عجب جوڑا ہے کہ حکم غلام زادہ بنی مخزوم
جو ذات کا حجام تھا۔ خلیفہ سوم کا بہنوئی بنا۔ جنکی بہن مشاطہ تھی۔ میان
حجام بی بی مشاطہ کیا تماشا ہے۔ اسی واقعہ سے آپ حضرات خلیفہ
سوم کے شرافت خاندانی کو خیال کرسکتے ہین زیادہ کی ضرورت نہین
کیسے کیسے پیشوا اہل سنت کو ملے ہین ابوبکر کا بزازہ ابتک مکہ مین موجود
ہے۔ خلیفہ دوم کا دلال ہونا۔ قاموس مین مذکور ہے۔ تیسرے
صاحب کی تازہ شرافت اب معلوم ہوئی! افسوس!
فائدہ چہارم۔ مامون صاحب نے دو ایک مقام پر متعہ کے متعلق بھی
گوہر افشانی کی ہے بوجہ خارج از مبحث ہونیکے شاید اوسکا جواب
نہین دیا گیا ہے۔ ایک تازہ واقعہ اوسکے متعلق گذارش ہے اصابہ مین ہے
سلمی غیر منسوبۃ ہے مولاۃ حکیم بن امیۃ بن الاوقص کا اسلمی
ذکر ہشام بن الکلبی فی کتاب المثالب ان سلمۃ بن امیۃ بن خلف
استمتع منہا فولدت لہ فجحد فبلغ ذلک عمر فنہی عن المتعۃ ص۹۶ ج۴

نسب عثمان خلیفہ

حجام و مشاطہ

متعہ

یعنی سلمی مولاۃ حکیم بن امیہ سے متعہ کیا تھا سلمہ بن امیہ نے جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا سلمہ نے اوس سے انکار کیا۔ اسکی خبر عمر کو پہونچی اِس وجہ سے عمر نے ممانعت کردی متعہ سے۔

لیجیے صاحب یہ صحابہ و صحابیہ کا جوڑا ہے جو متعہ کی بدولت صاحب اولاد ہوے اور اوسکو خلیفہ وقت نے ناجایز قرار دیا

فائدہ کا پیغمبر روایت عنیدہ کے متعلق کافی تحقیقات کرچکا ہوں اور جناب امیر کی حکومت بر جنات اور اونکے قتل وغیرہ کا حوالہ شواہد النبوۃ ملا جامی پر دیا گیا ہے۔ اوسکی عبارت بجنسہ یہان نقل کیجاتی ہے۔

و از آنجملہ آنست کہ ابن عباس رضی گفتہ است کہ چون رسول اللہ صلعم در روز حدیبیہ بجانب متوجہ شد مسلمانان تشنہ شدند و ہیچ جا آب نبود رسول اللہ صلعم در جحفہ فرود آمد پس گفت کیست کہ با جمعی از مسلمانان بفلان چاہ رود و مشکہا ببرند و از آنجا پر آب کنند و بیارند کہ رسول خدا صلعم ضامن میشود ویرا بہشت مردے برخاست و گفت من بروم یا رسول اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویرا با جمعے سقایان روان کرد سلمۃ بن الاکوع رض گوید کہ من با ایشان بودم چون بنزدیک آنچاہ رسیدیم آنجا درختان بودند از آن درختان آوازہا شنیدیم و حرکاب بسیار دیدیم ترسی بسیار بر ما مستولے شد شوانستیم کہ از آن درختان بگذریم بہ پیش رسول اللہ صلعم بازگشتیم فرمود کہ آن جماعتے از جن بودہ اند کہ شمارا ترسانیدہ اند اگر شما میرفتید چنانکہ شمارا فرمودہ بودم ہیچ گزندے بشما نمیرسید دیگرے چون آنرا بشنید برخاست کہ من بروم یا رسول اللہ صلعم وے نیز با آنجماعت سقایان برفت ایشانرا نیز ہمان حال پیش آمد بہ پیش رسول اللہ صلعم بازگشتند رسول اللہ صلعم با ایشان گفت اگر ہمچنانکہ شمارا گفتہ بودم میرفتید ہیچ مکروہے بشما نمیرسید شب در رسید و تشنگی بر اصحاب غلبہ کرد رسول اللہ صلعم علی رض را طلب کرد و فرمود کہ با آنجماعت سقایان بروید و از آنچاہ آب بیارید سلمۃ بن الاکوع رض گوید کہ بیرون آمدیم مشکہا بر دوش و شمشیرہا در دست

فائدہ معجزۂ حضرت علیؑ

وعلی ع در پیش ما میرفت و این رجز با خود می گفت

اعوذ بالرحمن ان امیلا　　عن عزف جن اظهرت تهویلا

واوقدت نیرانها تغویلا　　وقرعت مع عزفها الطبولا

تا رسیدیم بآن محل که آن آوازها و حرکتها پیدا آمد و هول بر ما مستولی شد با خود میگفتیم که علی نیز چون آن دو کس باز خواهد گشت وی روی بما کرد و گفت قدم بر قدم من نهید و از آنچه به بینید مترسید که گزندی شما را نخواهد رسید۔ چون بمیان درختان در آمدیم آتشهای عظیم افروختن گرفت بی آنکه هیمه باشد و سرهای بریده بی بدن پیدا آمد و آوازهای هولناک میکردند چنانکه هوش از ما برفت امیرالمومنین علی ع بر آن سرها می گذشت و می گفت که در عقب من بیائید و از چپ و راست منگرید که هیچ باکی نیست در عقب وی میرفتیم تا آنجا چاه رسیدیم یکدلو داشتیم براء بن مالک یکدلو یا دو دلو آب کشید ریسمان بگسست و دلو در چاه افتاد و از تک چاه آواز خنده و قهقهه بر آمد امیرالمومنین علی ع گفت کیست که برود و از لشکر یا دلو بیارد اصحاب گفتند هیچکس را طاقت آن نیست که از آن درختان بگذرد امیرالمومنین علی ع میزر میان ببست و بچاه فرود آمد آواز خنده و قهقهه که می آمد زیاد شد چون بمیان چاه رسید پای وی بلغزید و بیفتاد و غلغله و ولوله عظیم از چاه بر آمد و آوازی چنانکه هر کسی را خناق کرده باشند می آمد ناگاه امیرالمومنین علی ع ندا کرد که الله اکبر الله اکبر انا عبد الله و اخو رسول الله مشکها را فرو گذارید همه مشکها را پر آب کرد و سرها به بست و یکیک را بالا آورد و بعد از آن وی دو مشک برداشت و ما هر یک یک مشک برداشتیم چون بآن درختان رسیدیم از آنچه دیده و شنیده بودیم هیچ واقع نبود چون نزدیک آمدیم که از درختان بگذریم آوازی سهمگین شنیدیم که باسے تغنے در نعت رسول الله ص و منقبت علی ع ابیات خواندن گرفت و علی ع در پیش ما میرفت و رجز میگفت تا پیش رسول الله ص رسیدیم علی ع قصه را بتمام پیش رسول الله ص حکایت کرد رسول الله ص گفت

۲۰۶

که آن هاتف عبدالله بود آن جنی که شیطان اصنام مسعر را در کوه صفا کشت

دوسرا قصہ طولانی جنگ جنات کا اصابہ ابن حجر عسقلانی میں ہے جسکے بعد
تحقیق پر اہلسنت کو ناز ہے بذیل ذکر عرفطہ بن شمراخ جنی قبیلہ بنی نجاح سے
خدمت رسول میں حاضر ہو کر بعد سلام عرض کیا یا حضرت آپ کسیکو میرے
ساتھ کر دیجئے جو میری قوم کی دعوت کرے طرف اسلام کے
حضرت نے جناب امیرؑ کو اور سلمان فارسی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے
اوسکے ساتھ روانہ کیا۔ جناب امیرؑ کی ہدایت اور دعا سے بہت سے جنات
اسلام لائے۔ اور بہت سے ہلاک ہوئے۔ اور عرفطہ جنی صحیح و سالم
جناب امیرؑ کو خدمت میں رسول اللہ کے پہونچا گیا۔ حدیث طولانی ہے
خود ابن حجر نے بھی مختصر کر کے لکھا ہے ص۱۳۲۲ ج۲ اصابہ۔

فائدہ ششم اب اس خاتمہ کو میں اس بیان پر ختم کرتا ہوں کہ دختران
جناب امیرؑ کے کتنی تھیں۔ اور کس کس سے اونکا عقد ہوا۔ تاریخ خمیس میں ہے
کہ تعداد دختران جناب امیرؑ میں اختلاف ہے بعض ۱۶۔ بعض ۱۷۔
بعض ۱۸۔ بعض ۱۹ لکھتے ہیں

(۱) حضرت زینب کبریٰ کا عقد عبداللہ بن جعفر سے ہوا جن سے علی و عون
پیدا ہوئے۔ روایت ابن شہاب۔
(۲) رقیہ (جنکی کنیت شاید) ام الحسن ہے۔ انکا عقد جعدہ بن ہبیرہ سے
ہوا۔ جو بھانجے تھے جناب امیرؑ کے۔ از بطن ام ہانی بنت ابی طالب۔
(۳) رملہ کبریٰ جنکی ماں ام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ انکا عقد
عبداللہ بن ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا۔
(۴) ام ہانی انکا عقد عبدالرحمن بن عقیل سے ہوا۔
(۵) میمونہ انکا عقد عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوا۔
(۶) زینب صغریٰ انکا عقد محمد بن عقیل سے ہوا۔
(۷ و ۸) رملہ صغریٰ و ام کلثوم صغریٰ کا عقد عبداللہ اصغر بن عقیل سے ہوا
(۹) فاطمہ کا عقد الود سے ہوا۔ جو اولاد حارث بن عبدالمطلب سے تھے۔

(۱۰) خدیجہ (۱۱) ام کرام (۱۲) ام سلمہ (۱۳) ام جعفر (۱۴) جمانہ
انکا عقد صہیب بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا صفحہ ۲۱۹ ج ۲
اور المعارف میں ہے کہ رقیہ کا عقد مسلم بن عقیل سے ہوا جس سے
عبد اللہ و علی پیدا ہوئے اور زینب صغرے کا عقد محمد بن عقیل سے
اور میمونہ کا عقد عبد اللہ بن عقیل سے اور خدیجہ کا عقد عبد الرحمن بن عقیل سے
نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جناب امیر کے ۱۶ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ لڑکیوں کا
عقد اپنے ہی خاندان میں خود عقیل و عباس چچا کے اولاد سے ہو
چنانچہ المعارف میں ہے وکان سائر بنات علی عند ولد عقیل
و ولد العباس خلا ام الحسن فانها کانت عند جعدة بن
هبيرة المخزومي وخلا فاطمة فانها كانت عند سعيد بن
الاسود من بنی الحارث بن اسد ۔ یعنی کل بیٹیاں حضرت علی
کی اولاد عقیل و عباس سے منسوب تھیں بہ استثناء ام الحسن جنکا
عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا اور فاطمہ جنکا عقد سعید بن اسود سے ہوا
جو بنی الحارث سے تھے ۔ جعدہ کو تو سب جانتے ہیں کہ جناب امیر کے بھانجے
تھے ۔ جنکی ماں حضرت ام ہانی تھیں مگر فاطمہ کا عقد جو سعید بن اسود سے
بیان ہوا غلط ہے کیونکہ بقول صاحب خمیس انکا عقد اسود سے ہوا
تھا ۔ جو اولاد حارث بن عبد المطلب سے تھے ۔ بہرحال اس تحریر سے
چند باتیں نمایاں ہوئیں ۔

ایک یہ کہ حضرت نے اپنی کسی صاحبزادی کو غیر خاندان میں نہیں بیاہا جس سے
معلوم ہوا کہ یہ طریقہ جو سادات میں جاری ہے کہ غیر سید یا خلاف
خاندان کسیکو بیٹی اپنی نہیں دیتے ۔ نہایت مناسب اور موافق
عمل امام ہے اور اگر کتب تواریخ و رجال میں زیادہ تفحص کیا جاے ۔ تو
انشاء اللہ تمامی بنی ہاشم کا یہ دستور قدیم الایام سے آجتک ثابت
ہوگا ۔

دوسری اسی عبارت سے دعواے عقد عمر بھی باطل ہوا ۔ کیونکہ استثنا میں ۔

دو ہی آدمی کا نام لیا گیا ہے جعدہ اور اسود تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ دعوے عقد عمر محض غلط ہے یا بر بنیاد اشتباہ رواۃ ہے۔

تیسرے یہ کہ ان اسامی گرامی مین کسیکی نسبت عقد ثانی کا بھی دعویٰ نہین ہوا ہے حالانکہ چھ فرزند عقیل جوانی مین کربلا مین شہید ہوئے۔

چوتھے جب حضرت ام کلثوم صغریٰ کا عقد محمد بن عقیل سے ہوا۔ تو بعض احباب کا یہ احتمال بھی غلط ہوا کہ جو کثرت روایات موضوعہ اہلسنت سے اسکے قائل ہوے کہ ام کلثوم صغرےٰ کا عقد عمر بن خطاب سے ہوا جسکو نہ شیعہ قبول کرتے ہین نہ اہل سنت۔

بہر حال جب باتفاق اہل سنت کل دختران جناب امیر کا عقد اپنے ہی خاندان مین اولاد جعفر و عقیل و ابن عباس سے ہوا۔ اور کسی دوسرے نسل سے آمیزش نہین ہوئی یعنی خلفائے ثلثہ کی اولاد سے بھی ذکوراً خواہ اناثاً اس قسم کا توسل نہوا۔ تو پھر وہ کونسی مصیبت تھی جو جناب امیر نے عیاذاً باللہ عقد خلیفۂ ثانی کو اپنی دختر سے قبول کیا کیا خلیفہ ایسے ظالم تھے کہ حضرت کو مجبور کرتے یا حضرت اسد اللہ ہو کر ایسے عاجز تھے کہ اس ننگ کو قبول کرتے۔ لا واللہ۔ لا واللہ۔ ہرگز ہرگز یہ دعویٰ اہلسنت کا کسیطرح درست نہین محض غلط ہے افترا ہے تہمت ہے۔ یا بسبب اشتراک نام انلوگو نکو اشتباہ ہوا کہ ایک ام کلثوم کے انکار اور تین یا چار ام کلثوم کی زوجیت اور مادر زید ہونیکو ملا جلا کر اس سیدہ مظلومہ بنت جناب امیر کی طرف منسوب کیا ؎ اِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ + وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ + حالانکہ عقد اوس مظلومہ کا اپنے چچا جعفر کے بیٹے محمد سے ہوا تھا۔ جمہرا صابہ۔ اسد الغابہ۔ معارف خمیس سبائک الذہب وغیرہ سب گواہ ہین۔ اور اوسیوقت جسوقت جناب زینب کا عبد اللہ بن جعفر سے عقد ہوا۔ کیونکہ جسطرح دونو بہنین ہمسن تھین ویسا ہی عبد اللہ و محمد بن جعفر بھی ہمسن تھے اور جبتک وہ مظلومہ زندہ رہین اونہی عقد واحد محمد بن جعفر مین رہین۔ نہ دوسرا عقد ہوا نہ تیسرا۔ محمد بن جعفر کو گو اہلسنت کہتے ہین کہ جنگ تستر مین بعہد عمر شہید ہوئے۔ جس سے بھی وہ بیان کہ عمر سے عقد ہوا تب محمد بن جعفر سے غلط ہوتا ہے۔ مگر متعدد ثبوت اسکے موجود ہین کہ محمد بن جعفر جنگ صفین مین جناب امیر کے ساتھ شریک تھے۔ چنانچہ اصابہ مین ہے کہ محمد بن جعفر

برادر عبد اللہ و عون فرزندان جعفر بن ابیطالب اول شخص ہیں جو اسلام میں مسمے بہ محمد
ہوے بمہاجرین - پیدائش انکی حبشہ میں ہے کنیت انکی ابوالقاسم ہے انکا عقد ہوا تھا ام کلثوم
بنت علی سے بعد عمر شہادت انکی تستر میں ہے اور کہا گیا ہے کہ شریک صفین تھے علی کے
ساتھ اور دارقطنی نے کہا ہے باہم جنگ کیا محمد بن جعفر و عبید اللہ بن عمر نے صفین میں ایک
دوسرے کو مار ڈالا - مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ وہ اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کے ساتھ
مصر میں مخفی ہو رہے تھے جب محمد بن ابی بکر قتل ہوے تو محمد بن جعفر مخفی ہو گئے جنکی ایک شخص نے
ہو علت تھا پھر خائفوں سے مخبری کی تب وہ بھاگ کر فلسطین چلے گئے اور اپنے ماموں کے پاس
پناہ لی جبکہ انکو پایا مخبر نے اور او پھر ان اس مادہ میں شعر بھی کہا ہے یہ قول محقق ہے جو
ذکر کیا ہے واقدی کے اس قول کو کہ جنگ تستر میں شہید ہوے ملخصاً ج ۳

مگر کا جو نام بیان کیا گیا ہے ویسا ہی ہے جیسا کہ عبد الحق گواہ تعلیمی فقرہ یاد کر لیتے ہیں مگر جو
روایت منقول اصابہ میں عقد ثانی یا ثالث عون بن جعفر کے ساتھ بھی مذکور ہے مگر جہاں عون کا
حال لکھا ہے وہاں اسکو نہیں لکھا ہے - اور بجز اون روایتوں کے جو نام ام کلثوم سے
متعلق ہیں اور کہیں عقد کا تذکرہ ہے کہیں اس دعوی کا وجود نہیں -

محمد بن جعفر کی نسبت میں حدیث بھی وارد ہے جیسا کہ اصابہ میں ہے عبد اللہ بن جعفر سے
کہ جب قتل ہوے جعفر طیار تو حضرت نے ہمکو بلا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ محمد شبیہ ہیں میرے
عم ابوطالب کے اور عون شبیہ ہیں میرے خلق و خلق میں پھر میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا
اللهم اخلف جعفرا في اهله وبارك لعبد الله في صفقة يمينه وهذا اسناد صحيح
ج ۲ ص ۳ اور روایات شیعہ میں ہے کہ حضرت نے عبد اللہ و محمد فرزندان جعفر اور زینب
و ام کلثوم دختران جناب امیر کو دیکھ کر فرمایا بناتنا لبنینا یعنی میری بیٹیاں میرے
فرزندوں کے لئے ہیں -

بہرحال بیانات [illegible] جعفر ملاحظہ کیا اب
لطف بیان مزید بھی ملاحظہ ہو کہ کیسا محققین اہلسنت کو اشتباہ ہوا ہے چنانچہ
درس اصابہ میں ہے کہ ام القاسم بنت ذو الجناحین جعفر بن ابیطالب جب بعد وفات
حمزہ بیوہ ہو گئیں تو ابوبکر بن عبد الرحمن اور قاسم بن محمد و عبد الرحمن و جمیع فرزندان یزید کو بلا
کر جو قریش سے تھے دو انصار سے ان لوگوں سے کہا میں بیوہ ہو گئی ہوں جیسا کہ تمکو معلوم ہے

اگر کوئی میرے اولیاء سے میرا کسی سے نکاح کرے بلا مرضی میرے تو وہ باطل ہے
تم لوگ گواہ رہو - ابن حجر کہتے ہیں کہ اصلیت اسکی یہ ہے کہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن
جعفر کی کنیت ام قاسم تھی اوسکی نسبت جعفر بن ابیطالب کی طرف کی گئی کیونکہ بن بکار
نے فرزندان جعفر میں کسی بیٹی کا ذکر نہیں کیا ہے جسکا نام قاسم ہو اور اولاد عبداللہ
بن جعفر میں لکھا ہے کہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر کا عقد حمزہ بن عبداللہ بن جعفر
بن محمد سے ہوا تھا - معاویہ نے اسی ام کلثوم کا خطبہ کیا تھا اپنی بیٹی یزید کے لیے
اسنے جناب امام حسین کو اختیار دیا حضرت نے اوسکا عقد قاسم بن محمد بن جعفر سے
کیا جس سے فاطمہ پیدا ہوئی اور اس فاطمہ کا عقد حمزہ بن عبداللہ سے ہوا اھ ۹۱
ج ۴ اصابہ — دیکھیے محدثین اہلسنت کی تحقیق کہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر کو جو
مکناة بہ ام قاسم تھی دختر جعفر طیار قرار دیکر صحابیہ قرار دیا جسکی تحقیق ابن حجر نے کی
مگر خود ابن حجر کو بھی بیان چند اشتباہ ہوئے - **اول** یہ کہ فاطمہ بنت قاسم کو
لکھا کہ کانت تحت حمزة بن عبد الله بن جعفر بن محمد جو غلط ہے حمزہ بن
عبداللہ بن جعفر لکھنا چاہیے - **دوسرے** کہا معویۃ خطب ام کلثوم
هذه لابنه یزید حالانکہ کہیں اسمیں ام کلثوم کا نام نہیں **تیسرے**
کہا فولدت منہا فاطمۃ فکانت تحت حمزة بن عبد الله بن زبیر حالانکہ
پہلے کہہ چکے ہیں اس فاطمہ کا عقد حمزہ بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا اب حمزہ
بن عبداللہ بن زبیر بتادیا ان اغلاط کی تصحیح عبارت ابن قتیبہ سے یوں ہے
کہ فرماتے ہیں - محمد بن جعفر کے اولاد قاسم و علوہ ہیں اور علوہ کی بیٹی فاطمہ ہے
جسکی ماں ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر ہے (یعنی علوہ بن محمد کا عقد -
ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر سے ہوا جس سے فاطمہ پیدا ہوئی) معارف ٦٨
تو کوئی ان اہل سنت کی غلط بیانیوں کا اندازہ کرے کہ کتنے کتنے
اشتباہ انکو ہوئے ہیں - اور کلثوم کی بیٹی کی زوجہ بنایا ہے
محمد بن جعفر کی دو اولادیں بیان ہوئی ہیں - مگر کسی نے یہ نہ لکھا کہ ان
اولادوں کی ماں کون تھیں - حالانکہ تمامی مورخین کا اسپر اجماع ہے
کہ محمد بن جعفر کا عقد حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ع سے ہوا تھا

اور دوسرے عقد کا کوئی قائل نہین جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اولادین اوسی معظمہ سے تھین - جسکا قرینہ یہ بھی موجود ہے کہ فرزند محمد کا عقد ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر سے ہوا - مگر چونکہ سند اس دعوے کی ابھی تک میری نظر سے نہین گذری کچھہ نہین کہہ سکتا -

حضرت ام کلثوم کی وفات کی تاریخ بھی ابھی تک محقق نہین ہوئی - ابن قتیبہ قائل ہین کہ بعد محمد بن جعفر عون بن جعفر سے انکا عقد ہوا - اور اونہین کی زوجیت مین حضرت ام کلثوم نے وفات کی اور وفات عون بن جعفر جنگ تستر مین ہے بعد عمر جیسا کہ اصابہ مین ہے سنہ ۱۶ھ - اور دوسرے حضرات مثل صاحب تاریخ خمیس و اصابہ وغیرہ قائل ہین کہ بعد عبد اللہ بن جعفر وفات کیا یا اونکے قبل اور اونکی وفات سنہ ۸۰ھ مین ہے یا سنہ ۹۰ھ مین جیسا کہ اصابہ و معارف وغیرہ مین ہے

مگر قول محقق ان سب اختلافوں کے نین یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام کلثوم کا عقد صرف محمد بن جعفر سے ہوا - اور محمد بن جعفر معرکہ کربلا مین شہید ہوگئے اور حضرت ام کلثوم اس حادثہ کے بعد زندہ رہین مصائب کربلا و کوفہ و شام جھیلنے کے بعد اپنے خواہر حضرت زینب کے ساتھہ رہین اور قبل یا بعد عبد اللہ بن جعفر اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئین و ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام و الصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ الغر الکرام

کتبہ العبد الاثم السید غلام حسن
ابن السید غلام رضا المرحوم
البلگرامی الاردو حشرہما اللہ مع
اہل بیت النبی ص ۲۰ ذیقعدۃ سنہ ۱۳۱۲ھ

ان کتابونکو ضرور ملاحظہ کیجئے

ذیل کی کتابین جناب فخر الحکما مولانا سید علی اظہر صاحب قبلہ دام فیضہ کے تصنیفات سے ہین - یہ قابل دید کتابین ہین - انکو ضرور خرید کیجئے -

ذو الفقار حیدر جلد اول	عصہ
" " جلد دوم	عصہ
" " جلد سوم	۳؍عصہ
تشفی اہل سنت و خوارج	۶؍عصہ
کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ؑ	عصہ
تبصرۃ السائل	۸؍
دفع الوثوق	۱۰؍

المشتہر محمد عسکری - بازار ہندی - ضلع سارن -

اصلاح

یہ ماہواری رسالہ شہر پٹنہ محلہ گذری مطبع صبح صادق سے شایع ہوتا ہے - اسکی سالانہ قیمت صرف (عہ) ہے - آپکے دلمین جوش اسلامی ہوگا تو ضرور اسکو ملاحظہ کیجیے گا - یہ رسالہ شیعہ سنی کے اختلافات سے پاک ہے -

عرض ضروری

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ زبان اردو مین کتنی کتابین علم کلام مین تصنیف ہوئین اور شائع بھی ہوئین مگر عوام و خواص کا اسپر اتفاق ہے کہ تصنیفات جناب مولانا الحکیم السید علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ کو سب پر تفوق ہے یہ زبان کی صفائی - تہذیب - متانت - صحت - سند - حوالہ صفحہ و مطبع جدید تحقیقات - کثرت معلومات - خوبی بیان صرف انہین کتابونکا حصہ ہے جس سے دوبارہ چھپنے کی نوبت آئی اور آئیگی - ان کتابونمین ذوالفقار حیدری نے جو شہرت پائی ہے وہ کسی کتاب کو بھی نصیب نہیں جلد اول و دوم و سوم تو چھپ چکی - اب چوتھی جلد کی نوبت ہے - جسمین بھی اوسی حدیث سے بحث ہے - جسکی بحث جلد دوم و سوم مین ہو چکی - خلفا کے احداث و بدعات مسائل طہارت سے تا بہ دیات اسطرح لکھے گئے ہین کہ آجتک متقدمین کی کتابین بھی انکے جوابونمین خاموش ہین - اور ہر جلدین بھی اسطرح علیحدہ ہین کہ باہمہ و بے ہمہ باقی جلدونکے مطالب مختصر گذارش ہوتے ہین کہ شائقین خریداری پر آمادہ ہون

جلد پنجم حدوث مذہب شیعہ کا جواب جسمین تحفہ کے اول باب کا جواب ہے -

جلد ششم شیعونکا متمسک بثقلین ہونا اور اہل سنت کا مخالف ثقلین ہونا -

جلد ہفتم جسکا حجم ۸۰ جز سے تخمیناً عقد حضرت ام کلثوم ہے جسکا خلاصہ کنز مکتوم شائع ہو چکا -

جلد ہشتم توراۃ انجیل زبور قرآن سے وجود ائمہ اثنا عشر اور بقا و غیبت کا اقرار متکلمین و محدثین و مورخین و صوفیہ اہل سنت سے

جلد نہم و دہم مین اہلسنت کے اون اعتراضونکا جواب ہے جو امام زمانؑ کے بارے مین قدیم الایام سے لکھے ہین -

اور بہت سے فوائد ہین جنکا احصا محال ہے - دس جلدونکی یکجائی قیمت عہ

المشتہر سید محمد عسکری بازار بندی بجھوہ ضلع سارن